

استیپ زادی



میانان

استیْب زادی

تحریر: میناناز

بار اول ۲۰۰۲

ناشر — شہباز احمد

تعداد — گیارہ سو

پرینٹرز —

قیمت — ۱۸ روپے

الفراز پبلشرز ۱۹۳۱ دُوالقرنین چیمبر گنپت روڈ لاہور

کرنے کا بھرتا ہے۔ انسان جو ہوتا ہے اسے وہی کاٹنا پڑتا ہے۔ یہ قانون فطرت ہے اور اس سامنے والی حقیقت کو کوئی سمجھتا نہیں۔ یا پھر سمجھنا ہی نہیں چاہتا دراصل انسان حقیقتوں سے ایسے ہی نظریں چراتا ہے جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ بلی اسے کھائے بغیر آگے بڑھ جائے گی لیکن بلی نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند نہیں کی ہوتیں دو کھلی آنکھوں چل رہی ہوتی ہے اور کبوتر اسے نظر آ رہا ہوتا ہے لہذا کبوتر صاحب اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں اور شاہ صاحب جو کبوتر کی فطرت رکھتے تھے گھر میں دو جوان بیٹیاں اپنی کھوئی سے باندھ رکھی تھیں اور انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان کی کھوئی بڑی مضبوط ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ دنیا کے کسی خطے کسی مذہب کی لڑکیوں نے ہو جب اس کی جوانی منہ زور ہو کر ابال کھاتی ہے تو سب سے پلائی دیواریں بھی ریت کی مانند میٹھ جاتی ہیں اور ابراہار شاہ اپنی نیک نامی شرافت کی بیٹیوں کو چادر اوڑھا کر یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ان کی دونوں بیٹیاں اندھی گوگی اور بہری ہیں۔

دونوں نے ڈنکے کی چوٹ پر میڈیک ٹیک تعلیم حاصل کی تھی مزید پڑھتا چاہتی تھیں کہ باپ کی شعلہ بار آنکھوں کو دیکھ دم سادھ کر بیٹھ گئی تھیں۔

بڑی شازیہ تھی پورے چوبیس میں جا پڑی تھی چھوٹی راجہ تھی جسے اکیسواں نمبر مل گیا تھا اور دونوں کبوتریاں پورے محلے میں غٹ غٹ غٹ غٹ کرتی پھر رہی تھیں اور ایک ان کی ماں حاجرا بیگم تھی جو بیٹیوں کے بڑھتے قد اور بڑھتی عمر کو دیکھ کر اٹھتے بیٹھتے ٹھنڈی سانس لیتی رہتی تھی۔

ابراہار حسین شاہ کا گھرانہ بہت مختصر سا تھا علاقے میں پرویز سنور کی دکان تھی

لہذا چولہا گرم رہتا تھا کھانے پینے کی تنگی نہیں تھی بس گزارا ہو رہا تھا سفید پوش لوگ تھے رابعہ کو اپنی شادی کی فکر کچھ زیادہ کھائے جا رہی تھی کیونکہ بڑی گھر بیٹھی ہوئی تھی پہلے اس کی شادی کو ہونا تھا پھر کہیں جا کر اس کی باری آنا تھی۔ لیکن بڑی کے جیسے نصیب سو گئے ہوں خاندان کے تمام لڑکے اندھے تھے یا پھر ان کے والدین اندھے تھے جنہیں دو جوان لڑکیاں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ حاجرا بیگم کو بھی دکھ کھائے جا رہا تھا۔ اور چھوٹی والی رابعہ فطرتاً تنوع پسند واقع ہوئی تھی جب تک محلے کے دس گھر گھوم نہیں لیتی تھی اسے چین نہیں آتا تھا۔ وہ ہر گھر کی خبر رکھتی تھی لڑکھاں کھڑکیاں پکایا گیا اور کیا کھایا گیا، کس کی بیوی کو شوہر سے جوتے پڑے اور کس بیوی نے شوہر کی چٹائی کر دی۔ پھر وہ تمام خبریں اپنی ماں کو یا بہن کو سنا دیا کرتی تھی۔ اور اس نیک کام پر اسے کبھی مایں سے بے بہاشنا پڑتیں کبھی شاز یہ اسے ہاتھوں ہاتھ دیتی۔

تو کسی اخبار میں نوکری کر لے گھر میں پیسے بھی آیا کریں گے اور تیری طبیعت بھی باغ و بہار رہا کرے گی۔ ایک دن شاز یہ اسے گھور کر بولی۔

باقی تم بھی کمال کرتی ہو انسان کو ہر وقت اپنے ارد گرد ماحول سے باخبر رہنا چاہئے تمہیں تو پتہ ہے خیر و قسمائی کا جب اس نے بیوی کو اپنا زور دیا گھونر مارا تو اس غریب کی آنکھ جاتے جاتے بجی اور اگر میں وہاں موجود نہ ہوتی تو دوسرا گھونر اس کی آنکھ ضائع کر چکا تھا۔ اس وقت میں اس کے سامنے آئی تھی اور غرا کر بولی تھی۔

اے چچا خیر و انسان بن جیو ان نہ بن۔ یہ تیری بیوی ہے بھیڑ بکری نہیں جسے تو پکڑ کر چھری سے کاٹ دے گا اور مجھے پتہ چلا ہے کہ تو بغیر کلمہ پڑھے اور بغیر گھبرا کر پڑھے بکرے کی گردن کاٹتا ہے۔

اور تب خیر و گھبرا کر بولا۔

یہ جھوٹ ہے۔

بس اپنی بیوی کو اب مت کبھی مارنا ورنہ یہ خبر پورے محلے میں چلا دوں گی کہ۔

بس بس اب جا یہاں سے۔

اور پھر میں تو چلی آئی لیکن نصیب کی پھر شامت نہیں آئی سالہا ڈر گیا تھا مجھ سے۔ رابعہ بس کر بولی۔

تمہاری لیگوں کج بہت خراب ہوتی جا رہی ہے رابعہ یہ لفظ سالہا استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

اپنا اپنا طریقہ کار ہے۔

جس دن باپو نے تیرے منہ سے ایسا کوئی لفظ سن لیا تو سر پر بال نہیں رہنے

دے گا۔

ارے وہ باپو۔ وہ بیچارہ بہت شریف انسان ہے اسے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ بڑی کی سرچوچیں اور چھوٹی کی انکس سال ہو چکی ہے لہذا ایک آدھی کی شادی کر دینا چاہئے۔

خدا کی پناہ یہ تو ہر وقت یہ کچھ سوچتی رہتی ہے۔

چار پائی پائی ہے۔ نیندا اپنی ہے اور سوچیں اپنی ہیں۔ کچھ بھی سوچتی ہوں کونسا

کسی کو پتہ چلتا ہے۔

تمہارا مطلب ہے کہ تیری شادی کر دی جائے۔

میرے نصیب ایسے کہاں۔ پہلے جناب کی ہوگی۔ اور پتہ نہیں کب ہوگی پھر

تمہیں میری باری آئے گی آج شام آئینہ دیکھ رہی تھی تو تین بال سر میں سفید نظر آ گئے پھر جھٹکوں سے تین آنسو آئے اور صبر کر کے رہ گئی۔

کچھ رابعہ میں نہیں ایک بات بتا دوں کہ تم اپنے پاکیزہ سے خیالات چھپا کر

رکھ کر دلوں کے جی کا اٹھاتے ہیں ماں ویسے بھی اٹھتے بیٹھتے ہم دونوں کو گھورتے

رہتی ہے۔

اے ہم دونوں کی جوانیاں تنگ کرتی رہتی ہیں غریب خاندان والوں کو اور

اپنی برادری والوں کو کتنی رہتی ہے کہ سالے سب اندھے ہیں۔

اور شاز یہ ایک دم ہنس پڑی اور بولی۔

تو بہت شریر ہو گئی ہے۔

اچھا باجی ایک بات بتا۔ یہ جو تم ہر وقت پرانے رسالے پڑھتی رہتی ہو میگزین اور کتابیں پڑھتی رہتی ہو اس میں کیا ملتا ہے۔
پڑھ کر دیکھ لینا۔

چند سطریں پڑھنے میں جاؤں تو آنکھیں دیکھنے لگی ہیں۔

پتہ نہیں تم نے میٹرک کیسے کر لیا۔ ارے یہ قوف پڑھنے سے انسان کا ذہن کھلتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ میرا ذہن بند ہے اگر یہ کہیں تمہارا سا کھل گیا تو پورے محلے کا ستیاناس ہو جائے گا۔

ہاں مجھے یاد آیا کل آپا صفراں آئی تھی اور اس نے مجھ سے تمہاری شکایت کی تھی اچھا ہوا ماں سے اس نے نہیں کہہ دیا ورنہ تمہیں بہت جوتے پڑنے تھے۔
کیا کہا تھا اس نے۔

بہی کہ رابعہ کو بولو کہ میرا بیٹا جوان ہو گیا ہے اسے یوں اب گھر میں نہیں آنا چاہئے۔

اور یہ کہا تھا اس نے اس سالی آپا کی ایسی تھی اس کا بیٹا جوان ہو گیا ہے تو میری جوتی کو پروا۔ عوامڑا لوٹا پیدہ کیا اس نے اور بڑا مان کر رہی ہے مارتی ہوں جوتے اس کے لوٹے۔ کے سر پر کہ سالے تو جوان کس یا سیوں نظر آ رہا ہے۔ تیری ماں اندھی سے کیا۔

کھیا ہو اس کر رہی ہو ہوش میں سو۔

میں ابھی آتی ہوں مجھے ایک بہت اہم کام یاد آ گیا ہے۔ رابعہ تیزی سے اٹھی تھی اس کے تیر بہت خراب تھے۔

اے سنو کوئی پھڑامت کرنا رابعہ۔ شاز یہ چیخی۔ لیکن رابعہ تو کمان سے نکلے تیر کی مانند تھی وہ سیدھی آپا صفراں کے گھر گھستی چلی گئی۔

ارے رابعہ کیسی ہے تو۔

سنا ہے تیرا لونڈا جوان ہو گیا ہے۔ تو نے باجی کو یہی بات بتائی ہے نا۔
دراصل رابعہ بات یہ ہے کہ وہ تمہیں دیکھ کر کام دھند سے پر نہیں جاتا۔
اتنے جوتے ماروں گی اس سالے کے منہ پر کہ تو بھی نہ پہچان سکے گی کہ وہ تیرا بیٹا ہے اور آئندہ کبھی تم نے میرے گھر قدم رکھا تو پورا محلہ تماشا دیکھے گا۔
دیکھو بیٹی میں تمہاری بہت عزت کرتی ہوں اور۔

تو نہ بھی عزت کرے تو مجھے کیا فرق پڑ جائے گا تو کوئی علاقے کی پرنسپل ہے۔ ہاں بولی بیٹا تیرا کام کا نہ کالج کا دشمن اناج کا۔ ذرا گلی میں مل گیا تو اس کی ساری جوانی کسی برف خانے میں دفن کر آؤں گی۔ سالا ملے تو سہی کہیں۔ اتنا کہہ کر وہ جس تیزی سے آئی تھی اتنی تیزی سے واپس لوٹ گئی۔

کہاں کئی تھی تو۔ شاز یہ اسے گھور کر بولی۔
نہیں بوا کی قیص کا گلہ کاٹ کر دینا تھا۔ کاٹ آئی ہوں۔ رابعہ مسکرا کر بولی۔
تو آپا صفراں کے گھر گئی تھی نا۔

قسم کھاؤں۔ رابعہ معصومیت سے بولی۔
ضرورت نہیں۔ شاز یہ برا سامنہ بنا کر بولی۔

یہ ماں کہاں غائب ہے رات کا کھانا کیا مجھے بنانا پڑے گا۔
پہلے کبھی بنایا۔ اپنے سسرال جانے گی تو جوتیاں ہی کھایا کرے گی۔
ایسے نیسب کہاں کیر سسرال والوں کی صورت دیکھوں میرا خیال ہے کہ وہ اس دن جاتیں نہں۔

کون دنیا میں نہیں۔
سسرال والے اور کون.....؟

کیا انٹ شفٹ بک رہی ہو۔
میں ذرا محلے والوں کی خبر لے آؤں۔ پتہ نہیں کس گھر میں کیا ہو رہا ہے پتہ

نہیں کس کس گھر میں کیا کیا ہو رہا ہے صبح سے ورت ہی نہیں کیا۔ اتنا کہہ کر رابعہ تیزی سے باہر نکل گئی وہ سمجھ گئی تھی باجی اب اسے پیٹ ڈالے گی۔ وہ سیدھی نہیں بوا کے جا گھسی تھی اور خیرد کو گھر میں دیکھ کر بولی۔

اے بچا خیرد کیا سارا گوشت بچ آئے اور وہ بھی اتنی جلدی۔

مال کم تھا اس لئے جلدی اکان بڑھا آیا۔

تکبیر پوری طرح پڑھتے ہوئے بھری چلائے وقت۔

اور خیرد مسکرا دیا پھر سوچیں کو تاؤ دیتے ہو لے سے بولا۔

تم اپنی بوا سے بہت پیار کرتی ہو۔

میں محلے کی ہر عورت سے پیار کرتی ہوں۔ رابعہ مسکرائی۔

اپنی بوا سے پوچھ لو کہ میں نے اس دن کے بعد کبھی اسے مارا تو۔

مار کر دیکھنا گوشت بیچنا بھول جاؤ گے پھرے محلے میں شور مچا دوں گی کہ بچا خیرد چھری چلاتے وقت تکبیر نہیں پڑھتا۔

چڑیل کہیں کی۔ تیرے باپو سے کہتا ہوں کہ رابعہ کی فوراً شادی کر دے اب بہت جوان ہوگی۔

چچا خیرد تم کہتے اچھے۔ نیکی کا نام جتنی جلدی دوسکے کر دیا کر د۔

شریر کہیں کی۔

اے بوا نصیب تو ٹھیک ہے۔

سب ٹھیک ہے بیٹی خیرد انہیں لمبی عمر دے۔

عمر ہی دے اور کچھ نہ دے۔ ایسی لمبی عمر کو کیا کرنا جو اکیلی۔ ایسی ہو۔ رابعہ

بڑبڑاتی تھی۔

کیا کہا بیٹی۔

کچھ نہیں جا رہی ہوں۔ رابعہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے خیرد کے گھر

سے نکل گئی لیکن اس کی تیز رفتاری اسے لے ڈوبی خیرد کے گھر کے سامنے سے گزرنے

والے نو جوان سے کچھ اس طرح ٹکرائی کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس لئے ہوا تھا کہ سیدھی اس کے سینے سے جا لگی تھی۔ اور غصے سے جب غرا کر سیدھی ہوئی تو نو جوان کو اجنبی پایا۔ خود تھوڑا سا گھبرا کر بولی۔

نواں آیاں میں سونیا۔

میں۔۔۔ سوئی آپ سے ٹکرائی دراصل غلطی شاید میری ہی تھی کہ میں سر جھکا کر چل رہا تھا سعادتی چاہتا ہوں۔

تب رابعہ نے اسے گھور کر دیکھا اور بولی۔

مہمان ہو یہاں کسی کے گھر میں۔

میرے یہاں انکل رہتے ہیں دوسری بار آیا ہوں انکل فیاض بازار میں کپڑے کی دکان ہے ان کی۔

تو مجھے کیا کپڑے کی دکان ہو یا جوتوں کی۔ ذرا دیکھ کر چلا کر۔ ہم بھی پڑے

ہیں رانہوں میں۔ نہیں یہ گانا ہی سالا غلط ہے۔ اتنا کہہ کر وہ تیزی سے گھر کی طرف بڑھ

گئی دو دانے کی دلیز پار کرتے ہوئے بڑبڑائی۔ مہمان ہے زوردار۔

کہاں سے سر پھوڑ کر آرہی ہے تو۔ حاجرا بیگم جو خود باہر سے لوٹی تھی اسے

گھور کر بولی۔

جمہیں دیکھنے گئی تھی ماں۔

کیوں میں کہیں بھاگ گئی تھی۔

اس مہر میں کہاں بھاگو گی ماں۔ جب بھاگنے کی عمر تھی تو بھاگ نہ سکی اور باپو

کے پاؤں بے بندھ گئی۔ یہی کوئی اونچا ہاتھ مارا ہوتا تو شاید آج ہم۔۔۔ ہپ رابعہ نے منہ

بند کر لیا۔

کیا بلک رہی ہو۔

شاید آج ستار۔ گردش میں ہیں۔ رابعہ بوکھلا کر بولی اور تیزی سے شادی

کے کمرے میں جا گھسی اور شادی کوئی رسالہ دیکھ رہی تھی چونکہ کر سیدھی ہوگی۔

آپ ڈسٹرب تو نہیں ہوں۔

بڑی عزت سے بلارہی ہو خیریت ہے۔

زندگی میں پہلی بار ایک گھبرو نوجوان سے ٹکر لگتی بیچارہ مہمان تھا آپ رضیہ کے گھر جا رہا تھا۔

تم نے اسے کچھ کہا تو نہیں۔

کہتے کہتے رک گئی کافی شریف پچھلکا تھا۔

بچہ..... لیکن ابھی تو تم کہہ رہی تھیں کہ گھبرو جوان سے ٹکر ہوئی تھی۔

میں نے کچھ ایسا کہا تھا۔ میرے منہ میں کیڑے پڑیں پتہ نہیں باقی میں اس قدر اوت پناگ کیوں ہوتی جا رہی ہوں۔ تم نے بھی دس پاس کی زبان میں نے بھی دس تک پڑھا ہے تو کندہ بن ہے اور میں فوج ہوں۔ میں کچھ نہ کچھ سوچتی ہوں اور تم کتابیں پڑھ کر عرضائع کر رہی ہو اور میرا خیال ہے کہ کیونکہ میں سوچتی ہوں تو بہت آگے بڑھ جاؤں گی اور تم بہت پیچھے رہ جاؤ گی۔ کیا یہ میں درست سوچ رہی ہوں۔

اس بار شازیہ نے بڑی گہری نظروں سے راہبہ کی طرف دیکھا اور بولی۔

تمہیں تو بہت بری بیماری لگ گئی ہے اور ایسی بیماری ان لوگوں کو لگتی ہے جو عنقریب پاگل ہونے والے ہوں ذاتی توازن کھونے والے ہوں۔ ان کی شروعات سوچنی سے ہوتی ہے سوچنی ایک بیماری کا نام ہے یعنی کہ خواہ مخواہ ہر وقت سوچنے والا انسان جو دوسروں کے بارے میں غلط اور اپنے بارے میں بہتر سوچتا ہو اسے سوچنی بیماری لافتن ہو جاتی ہے۔ میں ماں سے کہہ کر تمہیں کسی چنی امراض کے سپیشلسٹ سے چیک کروائی ہوں۔

خدا کی پناہ..... کیا آپ سنجیدہ ہیں۔

میں نے کتابوں میں یہی پڑھا ہے۔ شازیہ بہت سنجیدہ تھی۔ اور راہبہ نے ہنسنے کی کوشش کی اور شازیہ نے اسے تیز نظروں سے دیکھا اور بولی۔

میری پیاری بہن خدا تم پر رحم کرے میں آج ہی تمہارا کچھ کرتی ہوں۔ اتنا

کہہ کر شازیہ ابھی اور اس نے زور سے ماں کو آواز دی۔

ارے باجی کیا کر رہی ہو۔ میری بات تو سنو۔ راہبہ بوکھلا کر بولی لیکن شازیہ کمرے سے نکل گئی۔

اے خدا رحم کرنا..... راہبہ بڑبڑائی۔ پھر کچھ دیر بعد شازیہ کے ساتھ ماں کو دیکھ کر راہبہ نے آنکھیں پھٹکیں حاجرا بیگم نے بیٹی کو تیز نظروں سے گھورا اور بولی۔

سنا ہے تمیں سوچنی بیماری ہو گئی ہے اور شازیہ کہہ رہی ہے تمہیں کسی ڈاکٹر یا حکیم کو لکھانا چاہئے لیکن میرا اپنا خیال یہ ہے کہ تمہیں کسی ڈاکٹر حکیم کی ضرورت نہیں ہمارا خیال ہے تمہارا ذاتی توازن درست کرنے کے لئے جوتیوں کی ضرورت ہے۔ اتنا کہہ کر حاجرا بیگم نے پاؤں سے جوتی اتاری اور قہر رویش بی بی راہبہ کی طرف بڑھی۔

کک کیا کر رہی ہو ماں..... راہبہ بوکھلا کر بولی۔

اور حاجرا بیگم نے بڑے زور سے جوتی راہبہ کے سر پر دے ماری۔

ماں..... راہبہ شپٹا کر بولی..... لیکن حاجرا بیگم نے دوسری جوتی زور سے راہبہ کے سر پر دے ماری اور خرا کر بولی۔

امید ہے دماغ درست ہو گیا ہو گا اگر کوئی کسر رہ گئی تو اسے تیرا باپ درست کر دے گا۔ اتنا کہہ کر حاجرا نے جوتی کو پاؤں میں پہنا اور راہبہ کو گھورتے ہوئے باہر نکل گئی۔ راہبہ شرمندہ سی ہو گئی اور اس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے اپنی باجی کو گھورا۔

یہ سب کیا تھا؟

ماں کا اپنا طریقہ علاج۔ وہ کہتی ہے کہ سوچنی بیماری کا علاج جوتوں سے کیا جاتا ہے۔

پہ آپ نے انہیں کیا کچھ کہنا ہی تھا تو آپ خود برا بھلا کہہ لیتیں۔

شیٹ اپ اور آئندہ ایسی بے ہودہ گفتگو مجھ سے مت کرنا ماں تو جوتوں سے علاج کرتی ہے میں تپھروں اور گھونٹوں سے علاج کرنے کی عادی ہوں۔

آپ یہ گفتگو کیا سنجیدگی سے کر رہی ہوں۔

شیٹ اپ اینڈ گیٹ آؤٹ۔ شاز یہ غرائی اور رابعہ سر ہلا کر باہر جاتے ہوئے بولی۔

موسم بہت زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ وہ گھر سے باہر نکل گئی تھی اور سیدھی آپلی رضیہ کے گھر جا گھسی تھی۔

آداب آپلی کسی ہیں آپ۔

تم سناؤ گھر میں سب خیریت ہے۔

ایک دم خیریت لیکن۔

لیکن کیا بنی۔

آپ کے ہاں زیون کا تین ہوگا۔

کیا ضرورت پڑ گئی۔

میں نے سر میں ڈالنا ہے مجھے کچھ دونا چاہ رہا ہے۔

زیون کا تیل سر میں نہیں ڈالا جاتا۔ دیسے سلٹی سامنے کمرے میں ہے۔

آپ کتنی اچھی ہیں آپلی۔ اور اصل مجھے سلٹی سے ہی کام تھا۔ رابعہ مسکرائی اور

سامنے والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

آپلی رضیہ نے سر جھٹکا اور بڑا آئی۔ رابعہ ہے پورے محلے کی رونق۔

اور رابعہ جیسے ہی سلٹی کے کمرے میں داخل ہوئی وہیں ٹھٹھک کر رک گئی

کیونکہ وہی اجنبی مہمان کمرے میں موجود تھا اور سلٹی اس سے کچھ گفتگو تھی۔

آؤ۔ آؤ رک کیوں گئیں یہ میرے کزن اشعر صاحب ہیں۔

ابھی ہیں اور میں ان سے پہلے مل چکی ہوں۔

یہ وہی ہیں۔ اشعر نے سلٹی کی طرف دیکھ کر رابعہ کی طرف اشارہ کیا۔

اچھا..... تو جناب یوں ملی تھیں اشعر صاحب سے۔

رابعہ سنجیدہ سی صورت بنائے سلٹی کے پہلو میں آ بیٹھی سامنے صوفے پر اشعر

صاحب براجمان تھے۔

میرے خیال میں آپ دونوں میرے یوں چلے آنے سے ڈسٹرب ہوئے ہیں۔

اشعر یہ میری دوست رابعہ ہے جس سے آپ گلی میں اتفاق سے مل چکے ہیں۔

آپ کی دوست بہت اچھی ہے۔ اشعر بولا۔

یہ اتنی اچھی بھی نہیں جتنا آپ سمجھ بیٹھے ہیں اگر آپ نے یہ نہ بتایا ہوتا کہ آپ

کس گھر کے مہمان ہیں تو چاروں شانے گلی میں چپت پڑے ہوتے۔

ارے نہیں۔ یہ ایسی نہیں لگتیں۔ اشعر مسکرا پڑا اور رابعہ خود بھی مسکرائی پھر اشعر

کو مخاطب کر کے بولی۔

آپ کو چھکا پیاز آتا ہے۔

جی..... میرا مطلب ہے کہ میں نے بی اے کیا ہے اور

اور چھوکا پیاز نہیں آتا۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ مجھے بھی نہیں آتا۔ اتنا

کہہ کر رابعہ اٹھ گئی اور بڑی تیزی سے باہر نکل گئی۔

کمال کی دو شیرہ ہے۔ اشعر حیرت سے بولا۔

کمال کی نہیں شیدا کی ہے کھلندی ہے محلے کے تمام گھر نہ پھرے تو اسے کھانا

ہضم نہیں ہوتا یہ تو واقعی منگڑ بات ہے کہ ہر گھر کی خبر گیری رکھتی ہے آپ کی یہ دوست

مجھے بہت پسند آتی ہے۔

تب سلٹی نے چونک کر اشعر کی طرف دیکھا پھر مسکرا کر بولی۔

بہت خطرناک لڑکی ہے اور اتھ چھٹ بھی ہے ایک دم لڑکا۔ میرے ساتھ اس

نے میٹرک کیا ہر روز لڑائی جھگڑا۔ ایک دن تو اس نے کمال کر دیا مس شہناز نے اسے

پانچ منٹ کا اس میں سزا کے طور پر کھڑا رکھا اور اتنا کہہ کر سلٹی خود ہی مسکرا پڑی۔

بھ کیا ہوا۔ اشعر حیرت سے بولا۔

پھر یہ ہوا کہ میڈم شہناز سکول میں تھی اور رابعہ اس کے گھر میں معلوم نہیں ان

کے شوہر کے کان میں کیا پھونک ماری کہ ان کے شوہر نے تیسرے دن اپنی بیوی کو سکول

ہی نہ آنے دیا بعد میں رابعہ نے بتایا کہ اس نے پرنسپل عباس شاہ سے اس کی بیوی کے

تعلقات پیدا کر دیے تھے۔ اور ایک شوہر نے اپنا گھر بچانے کے لئے اپنی بیوی کی خاموشی سے سکول سے ملازمت ختم کر دی تھی اور پھر یہ واقعہ سکول میں بہت مشہور ہوا اور ہر میڈم رابعہ سے محتاط ہو گئی کیونکہ ہماری تمام ٹیچرز شادی شدہ تھیں اور دوسری اہم بات یہ تھی کہ رابعہ نے اپنے سکول سے ٹاپ پوزیشن لی تھی۔

حیرت انگیز۔ اس حد تک خطرناک ہے آپ کی دوست۔ اشعر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اس لئے آپ زیادہ متاثر ہونے کی کوشش نہ کریں ورنہ نماشا بھی بن سکتے ہیں۔ سلمیٰ نے اشعر کو وارننگ دی اور اشعر مسکرا پڑا۔ اور بولا۔

مجھے خطروں سے کھیلنے کی پرانی عادت ہے مزہ آئے گا۔ کیا..... مطلب۔ سلمیٰ حیرت سے بولی۔

اشعر بیٹے کھانا تیار ہے آ جاؤ..... باہر سے آپنی رضیہ کی آواز ابھری اور وہ دونوں کمرے سے نکل آئے کھانے کے دوران آپنی رضیہ بولی۔

رابعہ آئی تھی کہہ رہی تھی کہ اس نے ریتوں کا تیل سر میں ڈالنا ہے لیکن میں نے اسے کہا ریتوں کا تیل سر میں نہیں ڈالتے۔

وہ ایسی ہی سر بھری اونٹ بنا گئی واقع ہوئی ہے۔ سلمیٰ نوالہ چباتے ہوئے بولی۔

مجھے بہت پسند آئی اس کی شخصیت آئی..... اشعر مسکرا بولا۔

پورے محلے کا دکھ درد لئے ہوئے ہے ہر ایک کے کام آنا خوشیاں باننا اس کا کام ہے لیکن.....

لیکن کیا آئی۔

اس کی اکثر باتیں سمجھ میں نہیں آتیں میرا مطلب ہے غیر سنجیدہ سی لڑکی ہے کہہ کچھ رہی ہے اور عمل کچھ اور کر رہی ہے۔

آپ اسے غیر متوازن ثابت کرنا چاہتی ہیں آئی۔

شاید کچھ ایسا ہی مسئلہ ہے اس کے ساتھ۔ لیکن تم کیوں اتنی دلچسپی لے رہے ہو اس میں میاں اشعر صاحب۔

ذرا ہٹ کر ہے۔ منفرد شخصیت کی مالک۔ اشعر مسکرایا۔

ذرا ہاتھ پاؤں بچا رکھے..... آپنی رضیہ خود بھی مسکرائی اور سلمیٰ نے چونک کر اشعر کی طرف دیکھا جو کھانا نے میں دھیان دیئے ہوئے تھا۔ پھر کھانا خاموشی کی نذر ہوا۔ اور اشعر یہ کہہ کر گھر سے نکل گیا کہ وہ انکل کے پاس دکان پر جا رہا ہے۔

یہ کچھ سنجیدہ نہیں ہو گیا رابعہ کے بارے۔ آپنی رضیہ پر تنکر انداز میں بولی۔

میں نے بھی کچھ ایسے ہی محسوس کیا ہے۔

پتہ نہیں آج کی سلی کو کیا ہو گیا ہے خاندان کی لڑکیوں کو چھوڑ کر باہر نہ مارتے ہیں۔

لیکن امی اشعر کی تو سلمیٰ اپنی خالہ زاد سے ہو چکی ہے۔

آج کل کے لڑکوں کا کیا بھروسہ کب انکار کر دیں..... آپنی رضیہ برتن سمیٹتے

اوئے بڑائی اور سلمیٰ مسکرا پڑی..... اس کی مسکراہٹ بہت گہری تھی جیسے عالم تصور میں اشعر کو رابعہ کے ہاتھ پٹے دیکھ رہی ہو۔

گلی میں ایک شور مچ گیا تھا۔ کیونکہ آپا صغراں کے بیٹے نذر حسین کو رابعہ نے پیٹ ڈالا تھا۔ سینڈل اس کے چہرے پر اور منہ پر مار مار کر اسے لہو لہان کر ڈالا تھا۔ گلی کے چند نوجوانوں نے نذر حسین کو پکڑا تھا اور گھسیٹتے ہوئے دھکیلتے ہوئے کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تھے پوری گلی کی عورتیں اور بوڑھے گھروں سے باہر آ گئے تھے اور رابعہ کہہ رہی تھی۔

ساری گلی کے سارے محلے کے لڑکے جوان ہوئے ہیں اس الو کے پٹھے پر کیا جوانی الگ سے آئی ہے کہ ادھر ادھر منگتا اور ٹاپتا پھرتا ہے۔ دوبارہ مجھے آنکھ ماری تو پورے خاندان کی آنکھیں پھوڑ کر رکھ دوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ دروازے کے اندر چلی گئی۔ بس جو کچھ ہوا تھا اچانک ہوا تھا اور کسی کو اصل واقعے کا علم نہیں ہوا تھا بس ایک شور مچا تھا اور گلی والوں کو اس وقت علم ہوا جب گلی کے کچھ نوجوان نذر حسین کو پکڑ کر لے جا رہے تھے اور پھر انہوں نے پھری ہوئی رابعہ کو اور اس کے الفاظ سنے تھے۔ آپا صغراں اپنا سینہ پیٹ رہی تھی اور رابعہ کو کوس رہی تھی۔

اندرا شاز یہ صحن میں کھڑی رابعہ کو گھور رہی تھی۔

یہ سب کیا تھا۔

تھوڑی سی ورزش کی تھی۔

یہ محلے والے یہ گلی اپنی ہے یہاں رہنے والے اپنے ہیں۔ کیوں دشمنیاں مول لے رہی ہو۔ دیکھو آپا صغراں نے باہر شور مچا رکھا ہے تم نے اس کے بیٹے کو بڑی بے دردی سے مارا ہے۔

آنکھ مارتا ہے سالہ۔ رابعہ برا سامنہ بنا کر بولی۔
اس نے تمہیں آنکھ نہیں ماری ہوگی تو خود اس کے گھر سے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی تمہارا بار بار اندر باہر آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم نے آپا صغراں کی شکایت کا بدلہ لیا ہے۔

اس نے آنکھ ماری تھی رابعہ یہ کہتے ہوئے جیسے ہی آگے بڑھی آپا صغراں سینہ پیٹتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور چیخ کر بولی۔

اے حاجرا..... دیکھو.....

حاجرا کمر میں نہیں..... رابعہ چیخ کر بولی پھر آپا صغراں کی طرف انگلی اٹھا کر غرائی۔

اپنا سینہ مت پیٹ پیٹنا ہے تو اپنے حرام زادے بیٹے کی جوانی کو پیٹ جو وقت سے پہلے جوان ہو گیا ہے اور محلے کی جوان لڑکیوں کو آنکھیں مارتا پھرتا ہے اس بار تو چھوڑ دیا اب اس نے زلیں حرکت کی تو سیدھا پولیس اسٹیشن جا کر بند کروادوں گی اب جا..... میں کے گھر آنے سے پہلے اپنے گھر چلی جا..... ورنہ ایسا نہ وہو میں سیدھی پولیس اسٹیشن چلی جاؤں۔ محلے کی شریف اور معتبر لڑکی ہوں اور ایک نیک انسان ابراہیم شاد کی بیٹی ہوں جن کی عزت پورا علاقہ کرتا ہے اور پھر میں تمہاری بہت بھڑکتی کرتی ہوں تو میری ماں جیسی ہے اس لئے تیرے بیٹے کو چند جوتے مار کر چھوڑ دیا۔ اور آپا صغراں مزید زروں ہوگئی کیونکہ اس نے کھلے الفاظ میں پولیس اسٹیشن جانے کی دھمکی دے دی تھی وہ خاموشی سے واپس لوٹ گئی۔

یہ ہوئی نہ بات۔ رابعہ بولی۔

خدا کی پناہ..... رابعہ تیرا کیا بنے گا۔

مقبرہ..... اور وہ بھی شاندار۔ لیکن باجی تم کیوں خون جلاتی رہتی ہو اصل میں یہ زندگی ہے اس کو زندگی کہتے ہیں۔

میرا خیال یہ بات باپو تک پہنچے گی تم نے نذر حسین کو بہت مارا ہے اس کا چہرہ ا

اور سر دونوں بری طرح زخمی ہوئے ہیں۔

گھر کا معاملہ تمہارے سپرد ہے۔ باقی پوری دنیا سے خود ہنٹ لوں گی۔

اچانک دروازے پر بہت زور سے دستک ہوئی۔

دیکھو اب کون آیا ہے لیکن خدا کے لئے اپنی طبیعت پر کنٹرول رکھنا شاذ یہ جو پریشان تھی اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔

اور باہر پولیس کے دو آدمی کھڑے تھے۔

کیا بات ہے۔

ابراہیم شاہ کی بیٹی رابعہ بیگم سے ملتا ہے۔

کیوں ملتا ہے۔

اس نے ایک نوجوان نذر حسین کو زخمی کر دیا ہے اور اس نے ریپٹ درج کر والی ہے۔

بیڑا غرق۔ تیرا خانہ خراب تو سر میں نذر حسین تیری قبر میں بچھو گھس جائیں۔

رابعہ چیخ پڑی تھی..... اور پولیس والے گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

اسے کیا ہوا..... اندر سے شادی کی آواز بھری..... اور پھر وہ باہر دروازے تک

گئی اور باہر پولیس والوں کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

نذر حسین نے پولیس میں ریپٹ لکھوا دی ہے۔ رابعہ چلا کر بولی۔

چلو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔

میں..... میں خود جاؤں گی۔ گھر والوں کو خود سنبھال لیتا۔ آجائیں گی پولیس

والے منہ میں نہیں ڈال لیں گے..... اے چلو..... آخری الفاظ اس نے پولیس والوں سے کہے تھے۔

یہ میری چادر لے لو۔ شاذ یہ نے سر سے چادر اتار کر رابعہ کو دے دی۔

یہ پولیس اسٹیشن نہیں جائے گی شریف لڑکیاں تھانے نہیں جاتیں۔ ایک آواز

ابھری اور یہ آواز اشعر کی تھی جو قریب چلا آیا تھا۔

تم اندر جاؤ..... میں دیکھتا ہوں..... اشعر رابعہ سے بولا اور رابعہ نے بڑے مشکورانہ انداز سے اشعر کی طرف دیکھا۔

جناب انسپکٹر صاحب نے رابعہ بیگم کو لانے کے لئے کہا ہے۔ ایک پولیس والا

بولا۔ تم چلو میں خود انسپکٹر سے بات کر دوں گا۔ اشعر بولا تھا۔ اور یوں اشعر دونوں

پولیس والوں کو لے کر چلا گیا کھلی کی تمام عورتیں باہر نکل آئی تھیں اور انہوں نے شکر ادا کیا

اور رابعہ پولیس اسٹیشن نہیں گئی تھی اور کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ نوجوان کون تھا۔

اندر چلو..... شاذ یہ نے رابعہ کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔ لیکن رابعہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا

اور تیزی سے آپا حصرال کے دروازے پر جا پہنچی۔

باہر نکل خانہ خراب کی بجی۔ وہ تیرا یار جسے نئی نئی جوانی آئی ہے تھانے ریپٹ

لکھوا بیٹھا ہے اور تو کان کھول کر سن لے اگر مجھے پولیس اسٹیشن جانا پڑ گیا تو تیرے

پورے خاندان کی قبریں اسی گلی میں بنا ڈالوں گی۔ میں تیری عزت کرتی تھی تجھے گھر آ

کر سمجھایا تھا کہ بیٹے حرامی کو سنبھال مجھے آتے جاتے آوازیں کستا ہے۔ آنکھیں مارتا ہے

اور بے سرے ٹانے گاتا ہے۔ لیکن تیرے پٹے میری کوئی بات نہیں پڑی۔ میں اس سکلے

کی عزت ہوں اگر پولیس دوبارہ میرے دروازے تک آئی تو تیرا ایسا سا پا کر دوں گی کہ

تیرے آباؤ اجداد قبریں پھاڑ کر باہر نکل آئیں گے۔

آپلی رضیہ اور سلمیٰ گھروں سے نکل کر اس کے قریب پہنچیں اور اس کا ہاتھ پکڑ

کر ادبھی آواز میں آپلی رضیہ بولی۔

تو اس پورے علاقے کی عزت ہے۔ کون لے کر جائے گا پولیس اسٹیشن اشعر

گیا ہے سب سنبھال لے گا۔ تو اندر چل۔ یوں منہ ماری کرتے اچھی نہیں لگتی۔ رات کو

مرد گھروں میں آئیں گے تو بات کریں گے۔

میں اس کے لئے خود ہی کافی ہوں..... رابعہ پاؤں شیخ کر بولی اور گھر کی

طرف آگئی شاذ یہ دروازے پر کھڑی تھی اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اندر لے گئی۔

بس اب ختم کر۔ اور یہ نوجوان کون تھا مکملے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا اسے۔

آپنی رضیہ کے گھر کا مہمان ہے اشعر نام ہے اس کا۔ راجہ لاہر واپسی سے

بولی۔

شازیہ نے بغور راجہ کا چہرہ دیکھا اور بولی۔

مجھے تمہارے یہ طور طریقے پسند نہیں اگر آج وہ نوجوان وقت پر نہ آتا تو کیا

ہوتا۔

پولیس اسٹیشن پہنچ جاتی اور وہاں جا کر اس حرام زادے کو مارتی اور اسے بتاتی کہ تیرا نام نذر حسین نہیں ایک حرام زادہ ہے لڑکیوں کے خلاف ریپٹ درج کر داتا ہے۔ کہاں ہے تو۔۔۔ ذرا سامنے آ۔۔۔۔۔ ارے میں بازو کیا گئی پیچھے تو نے پورا مٹلہ سر پر اٹھا لیا۔

حاجرا بیگم کی چیخ و پکار باہر سے ابھری اور پھر سر جھپٹی ہوئی سیدھی بندہ روم میں چلی آئی اس نے پہلے کہ حاجرا بیگم پاؤں سے جوتی اتارتی شازیہ بول پڑی۔

تیری بیٹی کوئی فالٹو چیز ہے کیا۔۔۔ کہتے بنے اس کا راستہ کاٹیں آپا صنراں کا بیٹا اسے ہر روز چھیڑتا اور تنگ کرتا تھا۔ راجہ نے مجھ سے کہا پھر راجہ نے آپا صنراں سے شکایت کی لیکن وہ الو کا پٹھا باز نہیں آیا پتہ نہیں اسے کون سی شے تھکے نہیں دیتی تھی کہ گلی میں پٹ گیا اب اسے سکون آ جائے گا۔

پولیس کیوں آئی تھی حاجرا بیگم رو اپنی ہو کر بولی کیونکہ بڑی بیٹی کے تیر اس نے دیکھ لئے تھے۔

اس حرام زادے نے پولیس میں اپنے سر پھیننے کی ریپٹ لکھوا دی تھی آپا رضیہ کے گھر کوئی مہمان آیا ہوا تھا وہ پولیس اسٹیشن گیا ہے شاید معاملہ سیدھا ہو جائے۔

میں تو تنگ آ گئی ہوں اس لڑکی سے کیا ضرورت تھی اسے پیٹنے کی۔

ضرورت تھی بے حد ضرورت تھی تاکہ آئندہ کسی کتے بے کو راستہ کاٹنے کی جرات پیدا نہ ہو۔ اور اب شور مت مچا یہ تیری بیٹی ہے تیری بیٹی تو نے اسے اپنی کوکھ سے پیدا کیا ہے اس لئے آئندہ اس پر ہاتھ مت اٹھانا اس کا کوئی تصور نہیں اگر میرے ساتھ

کوئی ایسا کرتا تو شاید میں اسے جان سے مار دیتی۔

حاجرا بیگم سہم سی گئی اور منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

شکریہ باجی تیری زبان ماں جلد ہی سمجھ لیتی ہے۔

اور تو اپنے مزاج کو ٹھنڈا رکھا کر۔۔۔۔۔ ورنہ ایک دن تجھے پچھتانے کا موقع بھی

نہیں ملے گا۔

آچاؤ بیٹا اندر آ جاؤ اس گھر کے تو نصیب جل گئے ہیں جو ایسی لڑکی پیدا کر لی۔ باہر سے حاجرا بیگم کی آواز ابھری۔ دونوں بہنیں تیزی سے کمرے سے باہر آئی تھیں اور ان کے صحن میں حاجرا بیگم کے سامنے اشعر نامی ایک نوجوان کھڑا تھا جو کہہ رہا تھا۔

پولیس انسپکٹر کو میں نے اپنی زبان میں سمجھا دیا ہے پھر میں نے اس کے اوپر والوں کو فون کر کے انسپکٹر سے بات کرادی تھی امید ہے گلی کے لوگ رات کو آپس ہی بات چیت کر کے اس معاملے کو ختم کر دیں گے اگر میری پھر ضرورت پڑے تو راجہ جانتی ہے کہ میں کہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ جیسے ہی واپسی کے لئے مڑا شازیہ بول پڑی۔

ٹھہریے میں آپ کو بغیر چائے پئے نہیں جانے دوں گی۔۔۔۔۔ ماں تم چائے تیار کرو۔۔۔ پھر اس نے اشعر کی طرف دیکھا اور بولی۔

آئیے تشریف لائیے۔۔۔۔۔ شازیہ اسے اپنے کمرے میں لے آئی۔

تشریف رکھیں۔

اور اشعر بیٹھ گیا۔ راجہ اور شازیہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

آپ کو بہت زحمت اٹھانا پڑی۔ یہ لڑکی ذرا دکھڑے ٹائپ کی بیٹی ہوئی ہے نذر حسین نام تھا اس لڑکے کا اسے میں نے سمجھا دیا ہے اس کا کہنا ہے کہ راجہ کو اس نے کبھی نہیں چھیڑا اور نہ ہی کبھی آواز کسی ہے۔ اس نے راہ چلتے مجھے پکڑ کر پیٹ ڈالا بہر کیف تقریباً بات ختم کر آیا ہوں اور ہاں آپ کی بہن نے مجھے چھ کا پہاڑہ یاد کرنے کو کہا تھا لیکن میں چھ کا پہاڑہ کیوں یاد کروں۔ اشعر مسکرا کر بولا تھا۔

شازیہ مسکرا پڑی اور بولی۔
یہ بہت ہی اوٹ چانگ واقع ہوئی ہے اس کی باتوں پر توجہ دینے والا انسان
پاگل ہو جاتا ہے اس لئے میں ایک کان سے سنتی ہوں دوسرے کان سے نکال دیتی
ہوں۔

اشعر مسکرا دیا پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے بولا۔

میں گاؤں سید پور سے آیا ہوں ضرورت سے کچھ زیادہ پڑھ گیا ہوں وہاں اب
دم گھٹتا تھا اور شہر والے مجھے قبول نہیں کر رہے ایک جگہ بات چلی ہے شاید ملازمت مل
جائے۔

مل جائے گی میں صبح نماز پڑھ کر خدا سے دعا کروں گی۔ شازیہ صدق دل سے
بولی اور اشعر اس کی اس پاکیزہ سادگی پر مرعہ۔ اس نے بڑی عقیدت سے شازیہ کی
طرف دیکھا اور بولا۔

میں مٹھائی لے کر آؤں گا آپ کے لئے۔

لو بیٹی چائے لے لو۔ حاجرا بیگم چائے کے برتن لئے اندر داخل ہوئی۔

ماں جی آپ نذر حسین کی والدہ کو بلو لائیے۔ اشعر بولا۔

اچھا بیٹے ابھی بلوا کر لاتی ہوں۔ حاجرا بیگم سنٹر نیمل پر برتن رکھ کر واپس لوٹ
گئی۔

چائے تیار کرو رابعہ۔۔۔۔۔ شازیہ بولی اور راجہ نے چائے کے تین کپ تیار کئے
اور ایک اشعر کو دیا اور دوسرا شازیہ کو دینے کے بعد خود بھی اپنا کپ اٹھا لیا اشعر اسی لئے
چائے کا گھونٹ پلٹے ہوئے بولا۔

یہ پھنڈے باز حسینہ آپ کو بننے کی کیا ضرورت ہے۔

اور رابعہ مسکرا دی۔

اس کی طبیعت میں تنوع پسندی بہت زیادہ ہے۔ شازیہ بولی۔

یہ ایک نفسیاتی کیس ہے کچھ لوگ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے

ایسی حرکت کرتے ہیں۔ اشعر رابعہ کی طرف دیکھ کر مسکرا لیا۔

اے سٹر اشعر صاحب مجھے کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی چنداں ضرورت
نہیں آپ نے جو کرم توانائی کی یہی بہت نکالنی ہے ورنہ میں کسی کا احسان لینا پسند نہیں
کرتی خود جارہی تھی پولیس اسٹیشن وہ تو آپ کو شریف انسان سمجھ کر بات مان گئی ورنہ
پولیس اسٹیشن میں ہی ڈھیر کر ڈالتی نذر حسین کو شکر کرے آپ کی وجہ سے بچ گیا۔

چپ رہو۔ شازیہ نے اسے ڈانٹ دیا اور اسی لمحے آیا صغریٰ کو لئے حاجرا بیگم
اندر داخل ہوئیں وہ بہت گھبرائی ہوئی تھیں۔

آئی آپ کا بیٹا گھر آجائے تو اسے کھانا کھیر پیٹ دلائیں لے لے۔ پڑوس کے
معاشرہ ہے بڑھ گیا تو آپ لوگوں کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔

اچھا بیٹے وہ گھر نہیں آیا جیسے ہی آیا فوراً تمہارے کہنے پر نکل کر واپس آگئی۔

بس میں نے یہی کہنا تھا۔

اچھا بیٹے۔۔۔۔۔ اور آیا صغریٰ جان بچتے دیکھ کر واپس لوٹ گئی۔ پھر اشعر نے
کپ سنٹر نیمل پر رکھا اور اٹھتے ہوئے بولا۔

مٹھنے میں دنگا فساد کرنے والے کو کوئی اچھا نہیں سمجھتا۔ اتنا کہہ کر اس نے
شازیہ کی طرف دیکھا اور بولا۔

چائے کا شکر یہ۔ ملازمت مل گئی تو آپ کو مٹھائی ضرور کھلاؤں گا۔ اچھا کہہ کر
وہ رخصت ہو گیا اور اسی لمحے شازیہ نے رابعہ کو تیز نظروں سے گھورا۔

بے وقوف ہو ایک دم۔

اب اس نے کیا کیا۔ حاجرا بیگم بولیں۔

کچھ نہیں ماں جوانی میں ایسا زیادہ آگیا ہے۔ شازیہ برا سامنا بنا کر بولی اور
حاجرا بیگم رابعہ کو گھورتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تب شازیہ نے رابعہ کو گھورا اور بولی۔

انسان کے اندر اخلاقی قدیمیں بھی ہوتی ہیں اگر انہیں نے ایک بات اپنے
تجربے کی بناء پر کبھی دیکھی تھی تو تم اس کے گلے پڑ گئیں کیا سوچے گا کہ کس قدر تھنک لیں

تھی جس کی گود میں ایک بچہ کھیل رہا تھا۔
ارے راستہ بھول گئیں رابعہ۔

یہ تو سسرال سے کب آئی۔

آج صبح آئی تھی اماں پڑوس میں گئی ہیں اور خالد کو ملازمت مل گئی ہے اس لئے رات سمات بچے کو لے گئے۔ تو سنا بھڑے ختم ہوئے یا یونہی چل رہے ہیں۔

میری بات چھوڑ یہ بتا کہ اب تو میرے اندازے کے مطابق پندرہ کی ہوئی ہے پونے دو سانس پہلے تیری شادی ہوگئی آخر تیرے ماں باپ کو اتنی جلدی کیا تھی کہ تیری بچی عمر میں شادی کر دی۔

یہ ایک راز کی بات ہے نہیں بتا سکتی۔ بشر اس مسکرائی۔

ایک تو دوست دوسری خالد زاد۔ لعنت ہے تم پر۔
تو بتائے گی تو کسی کو نہیں۔

پاگل کہتے نے کاٹ لیا تو شاید کسی کو بتا دوں۔
مجھ پر جن آگیا تھا شیراں سرگوشیاں انداز میں بولی۔
کیا مطلب..... رابعہ چونکی۔

ارے میں نے ڈھونگ رچایا تھا میری ایک سہیلی نے مجھے پٹی پڑھائی کہ جلدی شادی کرنا ہے تو خود ایکٹنگ کر اور یوں کر کہ جیسے تمہیں دور سے پڑتے ہیں۔

تم پر کسی جن بھوت پریت کا سایہ ہے۔ منگنی تو تیری ہو چکی ہے لہذا تجھے گھر والے جلدی فارغ کر دیں گے۔ اور میں نے ایسا ہی کیا۔ گھر والے گھبرا گئے۔ سیانے بلوائے گئے۔ دم رو دو کرائے گئے اور ایک دن ایک سیانے کرنی والے نے کہہ دیا کہ بچی کی شادی کر دی جائے کیونکہ بھوت صاحب کنواری لڑکی پر عاشق ہوتے ہیں جیسے ہی اس کی شادی ہوگی بھوت صاحب بھاگ جائیں گے۔ لہذا میرے گھر والوں نے ڈرتے ہوئے بات کو باہر نہ نکالا اور لڑکے والوں پر زور ڈال دیا کہ شادی کے دن مختصر کئے جائیں..... اور

لڑکی ہے۔

اس نے مجھ پر طنز کیا تھا۔

کوئی ایسی بات نہیں تھی ہو سکتا ہے اس نے تم سے مذاق کیا ہو کیونکہ تم پہلے اس سے اچھے حالات میں نہیں ملی تھیں۔

میری پہلی ملاقات گلی میں ہوئی دوسری چند لکھوں کی ملاقات سلمیٰ کے گھر میں ہوئی..... لیکن آپ جناب سے پہلی ملاقات تھی اور آپ کو منہائی کھلانے کی دو بار دعوت دے ڈالی۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ وہ آپ میں دلچسپی لینے لگا ہے۔

کیا کہو اس کر رہی ہو۔ مجھ سے بات کر کے وقت ہوش میں رہا کرو۔ شاناز ہے

غرائی۔

جو دیکھا بتا دیا۔ میری نظریں بہت تیز ہیں خدا نے چاہا تو آپ غریب دلہن بننے والی ہیں۔

خدا کی قسم تمہیں پیٹ ڈالوں گی مجھے اس قسم کی جھگڑا تو پسند نہیں۔
میں تو جا رہی ہوں خالد کے گھر ماں سے کہہ دینا خالد کے ساتھ رات کو آ جاؤں گی میرا اب یہاں دم گھٹنے لگا ہے خدا کی پناہ ہر کوئی مجھے ہی کھانے کو روک رہا ہے۔
اے سنو اس وقت خالد کے ہاں مت جاؤ شاید رات کو تمہاری ضرورت پڑ جائے۔

میں نے کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا کوئی قتل نہیں کیا۔ ایک لڑکے کو پیٹا ہے خود سنبھال لیتا۔ میں اب یہاں نہیں رہ سکتی۔ اتنا کہہ کر رابعہ نکل بھاگی وہ گوالمنڈی سے بھائی گیٹ آگئی تھی جہاں اس کی خالد کا گھر تھا جو تقریباً ایک گلو میٹر کے لگ بھگ تھا بشیراں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بشیراں اس کی خالد کی بیٹی تھی جس کی پونے دو سال قبل شادی ہوئی

اور تمہاری شادی ہوگئی۔ رابعہ مسکرا کر بولی۔

لیکن اب بتانا کسی کو نہیں۔ بشیراں ہنس کر بولی۔

میں واپس جا رہی ہوں خالہ کو میرا سلام کہنا۔

ارے ارے یہ کیا کر رہی ہو۔ تم آئی کس کام سے تھیں۔

میرا دماغ خراب تھا بڑی افلاطون بنتی ہوں لیکن جیسے کا ذہنک آ یا۔

رابعہ برا سامنہ بنا کر بولی۔

بات کیا ہوئی۔

اب میری بات تیری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

کون سی بات بشیراں کی سمجھ میں نہیں آئے گی رابعہ۔ اس کی خالہ اندر داخل

ہوتے ہوئے بولیں۔

اسلام عرض کرتی ہوں خالہ۔

جیتی رہو بہت دنوں بعد آئی ہو کیا کھانا پیو گی۔

کھانے پینے کے لئے گھر بھرا پڑا ہے میں تو بشیراں کا گونگودیکھنے چلی گئی تھی

ماشاء اللہ کس قدر پیارا اس کا بچہ ہے۔

اللہ بد نظر سے بچائے اسے ہر دیکھنے والا اسے پیار کرتا ہے۔ بشیراں بول

پڑی۔

اور رابعہ مسکرا دی اور خالہ بول پڑی۔

گھر میں تو سب خیریت ہے۔

ہر طرف چراغاں ہی چراغاں ہے۔

شریر کہیں کی تو بیٹھیں تیرے لئے شربت بنا کر لاتی ہوں۔

اور پھر رابعہ نے شربت پیا بشیراں کے کان میں سرگوشی۔

آج سے تو میری استاد۔

اور بشیراں شرمائی اور سرگوشیانہ انداز میں بولی۔

نسخہ کیسا تھا۔

شاندار..... چلتی ہوں اور یہ بھول گئی کہ تو نے کون سے تیر مارے تھے۔ اتنا

مجھ نرودہ کنان سے نکلے ہنے تیر کی مانند گھر سے نکل گئی ونگن میں بیٹھتے ہیں وہ سوچے جا

رہی تھی کہ یہ بشیراں نمبر دن ہیر دن نکلی۔ کیا شاندار پینترا مارا تھا اس نے صرف پندرہ

سال کی بچی عمر میں شادی کروا ڈالی اس نے ایک اور بچے کی ماں بن گئی چہرے مہرے

سے ہمیں قدر معصوم لگتی ہے لیکن ہے کس قدر خبیث۔ ادب دیکھوں گی اسے بھی سالی مکرو

خریب سے شادی کرتی ہے میری باجی اور میں چوہیں اور اکیس کے بچے میں آگئی ہیں

اور کوئی الو کا ٹھہر پوچھتا تک نہیں کہ اسے رابعہ کیا چاہتی ہو اور وہ ان ہی خیالات میں

گواہندی گھر پہنچ گئی۔

..... ○

جھاگ نکل رہی تھی اور آنکھیں پڑھسی ہوئی تھیں۔ حاجرا بیگم بیٹی کی چیخ سن کر بیدار ہوئی تھی وہ کچھ دیر سے انھنے کی عادی تھیں۔

کیا ہوا۔ کیا ہوا..... وہ آنکھیں ملتے قریب چلی آئیں۔ شازیہ نے جلدی سے بہن کے ہاتھ پاؤں اور جسم کے دوسرے حصوں کو دیکھا کہ کہیں کسی زہریلی شے نے نہ کاٹ کھایا ہو لیکن ایسی کوئی بظاہر علامت نظر نہ آئی۔

اسے رابعہ اٹھو۔ کیا ہوا..... شازیہ رونے ایسے انداز میں بولی۔

چھوڑ دو..... میں کہتی ہوں چھوڑ دو مجھے۔ رابعہ کے منہ سے دو جملے نکلے اور اس نے زور زور سے ہاتھ پاؤں چلائے جیسے اس کو کسی نے پکڑ رکھا ہو۔

خود ہی بانی ہو اور اب کہتی ہو چھوڑ دو۔ بہت دور سے چل کر آیا ہوں۔

یہ ایک مردانہ آواز تھی جو رابعہ کے منہ سے نکلی تھی اور ماں بیٹی کو جیسے غش آگیا ہو۔ دونوں سکتے کے عالم میں رابعہ کو دیکھ رہی تھیں اور غریب رابعہ بری طرح ہاتھ پاؤں مارے جا رہی تھی اور منہ سے بے ہنگم سی آوازیں نکالے جا رہی تھی پھر ایک دم جیسے ساکت ہو گئی ہو۔

چلو اٹھو اور اپنی چار پائی پر چلو۔ مردانہ آواز پھر ابھری اور رابعہ اٹھ کھڑی ہوئی اپنے قریب سکتے کی کیفیت میں ماں بہن کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ سیدھی کمرے میں جا کر چار پائی پر چٹ سیٹ گئی اسی لمحے مسجد سے ابرار حسین لوٹ آئے تھے اور حاجرا بیگم نے سینہ پیٹ پیٹ کر شوہر کو بتایا کہ گھر میں کوئی قیامت آگئی ہے۔ شازیہ اندر بہن کے ساتھ چلی گئی تھی۔

اے رابعہ ہوش کرو میں ہوں شازیہ۔

دفعہ ہو جاؤ باہر..... نکل جاؤ..... رابعہ کے منہ سے مردانہ غراہٹ نکلی اور شازیہ کا نپتے وجود کے ساتھ باہر آگئی۔ اب گھر کے تینوں افراد پریشان کن نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

کیا سوچ رہے ہو رابعہ کے باپو کچھ کرو۔

ابرار حسین شاہ کے گھر میں افراتفری کا عالم تھا۔ شازیہ دروازے کے باہر کھڑی تھی ابرار حسین کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا وہ بچن کے دروازے پر کھڑے تھے اور حاجرا بیگم کچھ دیر پہلے اپنا سر پیٹ کر فارغ ہو چکی تھی اور اب سہی کھڑی شوہر کو دیکھے جا رہی تھی۔

کچھ کرو جی رابعہ کے باپو کچھ کرو۔ کسی سیانے کو بلوالاؤ جوان بیٹی ہے ہاتھ سے نکلے جا رہی ہے کسی کی نظر لگ گئی اسے۔ اسے میری رابعہ میرا کہا۔ سنا معاف کر دینا۔

خاموش رہو کچھ سوچنے دو۔ ابرار حسین جو بہت زیادہ پریشان تھا بیوی کو تسلی

دیتے ہوئے بولا۔

ہوایوں تھا کہ صبح سوذن کی صند پر دونوں بہنیں حسب معمول نماز نے لئے اٹھ گئیں تھیں دونوں ایک ساتھ نماز پڑھتی تھیں۔ رابعہ کچھ دنوں سے کوئی وظیفہ کر رہی تھی دیکھا جائے تو صرف وہ درود شریف کا ورد تھا۔ اس نے کہیں پڑھا کہ جو اس کے رسول پر رحمت بھیجے گا اللہ اس پر گیارہ بار رحمت بھیجے گا۔ اور رابعہ تو یہ ورد کر رہی تھی لیکن یہ بات گھر کے کسی فرد کے علم میں نہیں تھی کہ وہ نماز کے بعد کیا پڑھتی ہے۔ حسب معمول نماز کے بعد وہ درود شریف کا ورد کرنے بیٹھ گئی۔ شازیہ چائے بنانے کے لئے کچن میں چلی گئی ابرار حسین شاہ مسجد میں چلے گئے تھے۔ شازیہ جب چائے بنا کر کچن سے واپس لائی تو صحن میں جائے نماز پر رابعہ کو بڑا بے نکالینے دیکھا وہ چٹ پڑی ہوئی تھی۔ شازیہ کے ہاتھ سے چائے کا کپ گر گیا۔ وہ چیخ کر صحن کی طرف بڑھی۔ جس کے منہ سے

تم لوگوں کو دیکھ کر پریشان ہو گئی ہوں۔ یہ کپ لو۔ پہلے میں وضو کر لوں! اتنا بندہ مردہ جس میں گے سرکاری عمل کے قریب بیٹھ گئی اور ماں بیٹی دونوں پھر سے پریشان ہو گئیں۔ کیونکہ وہ با وضو نماز پڑھ چکی تھی دونوں خاموش تھیں اور رابعہ کو دیکھ کر جاری تھیں جس نے وضو کیا اور چائے کا کپ لے کر اندر کمرے میں چلی گئی۔

ماں تم بہن سنبھالو سب ٹھیک ہے شازیہ نے حاجرا بیگم کو تسلی دی اور خود اندر کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہ دونوں کا مشترکہ کمرہ تھا سنگل بیڈ کے قریب رابعہ کی چار پائی تھی جس پر وہ چار پائی پر تیس صوفے پر بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ شازیہ بنے چار پائی اٹھا کر باہر برآمدہ سے میں کھڑی کر دی اور خود رابعہ کے سامنے آ بیٹھی۔

بتا دیا جی مجھے کیا ہوا تھا۔

اور تب شازیہ نے اسے آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا حال بتا دیا۔

اف میرے خدا۔ لیکن مجھے تو کچھ بھی علم نہیں۔ رابعہ بولی اور شازیہ نے دیکھا کہ رابعہ کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور وہ پریشان نظروں سے بہن کی طرف دیکھ کر جاری تھی۔

کچھ یاد آیا۔ شازیہ کی سرگوشی ابھری۔ اور رابعہ نے کپ رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اب گہری گہری سانس لے رہی تھی۔ شازیہ نے دیکھا کہ رابعہ کا سانس ہموار نہیں۔ کوئی ایسے سانس نہیں لیتی تھی۔ اچانک ایک تیز ترین جھٹکے سے رابعہ نے آنکھیں کھول دیں۔ سوخ سوخ آنکھیں انگارہ ہوتی ہوئی آنکھیں۔

باہر دیکھو کون آیا ہے اسے دروازے تک روک لینا۔ اچانک رابعہ مردانہ آواز میں بولی تھی اور شازیہ تیزی سے اٹھ کر باہر آ گئی ان کے باپ مولوی کرامت علی کے ساتھ صحن میں کھڑے کوئی بات کر رہے تھے۔

آپ مولوی صاحب ادھر دروازے تک آ جائیں کمرے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ شازیہ بولی۔

کیا پھر... حاجرا بیگم نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ شازیہ نے ان کی طرف ہاتھ

مجھے کچھ سوچئے دو۔ ویسے میں خود ایسے کسی عمل کرتے واپس لانے کو نہیں جانتا مولوی صاحب کے پاس جاتا ہوں شاید وہ کسی کا انتہا پتہ بتا سکیں۔ لیکن مجھے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ بیٹی کا معاملہ ہے کون رشتہ دے گا اسے اور حسین چڑھاتے باہر نکل گئے تب حاجرا بیگم نے شازیہ کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں آنسو جھللا رہا ہے تھے۔ اچانک رابعہ کمرے سے باہر نکل آئی اور برآمدہ سے میں بہن کو کھڑے پا کر سرسری لہجے میں بولی۔

باجی میں نماز پڑھ رہی تھی اندر چار پائی پر کیسے آ گئی۔

اور رابعہ۔۔۔ میری بہن۔۔۔ شازیہ ایک دم اس سے لپٹ گئی۔

تجھے کیا ہوا۔ ماں بھی پریشان کھڑی ہے۔ رابعہ بولی

کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ ماں رابعہ کے لئے چائے لاؤ۔

لیکن ہوا کیا۔ مجھے کیا ہوا تھا لیکن کیا۔ بولو۔۔۔ باجی خاموش کیوں ہو۔

تم صحن میں میرے ساتھ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نماز کے بعد صحن میں چلی گئی اور جب چائے کا کپ لے کر باہر لوٹی تو تم جا نماز پر لپٹی ہوئی تھی جہیں میں نے آوازیں دیں اور پھر تم اٹھ کر اندر چار پائی پر جا کر لیٹ گئیں اور۔۔۔ اور ہم لوگ پریشان تھے کہ تمہیں کیا ہوا۔

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ میری اس حرکت سے آپ سب یوں پریشان ہو گئے ہوں۔۔۔ یہ باپو سچ سے نہیں لو گئے کیا۔

بس آتے ہی ہو گئے۔

ادھر حاجرا بیگم رابعہ کے لئے چائے لے آئی۔ تب رابعہ نے خود پریشان کن نظروں سے پہلے ماں کی طرف پھر شازیہ کی طرف دیکھا اور چائے کا کپ لیتے ہوئے بولی۔

گھر میں کوئی اہم واقعہ ہوا ہے اور آپ لوگ مجھے بتاتے نہیں۔

تم کو کچھ یاد نہیں شازیہ بولی۔

نہروں سے دیکھا اور حجابیگم نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ شازیہ مولوی کرامت۔
درازے تک چلی آئی..... اور اس نے دیکھا کہ رابعہ آلتی پالتی مارت صوفے پر بیٹھی
ہوتی ہے اس نے غضب ناک انداز میں مولوی کی طرف دیکھا اور اپنی گونج دار مردانہ
آواز میں بولی۔

قابل احترام انسان ہواؤگوں کو نماز کی طرف راغب کرتے ہو تعلیم دتدریس کا
کام کرتے ہو لیکن گھر میں تمہارا کردار ایک لختی انسان جیسا ہے اپنی بیوی کے کردار پر
شک کرتے ہو اور بہانے بہانے سے اسے مارتے ہو تمہاری عمر پچاس کے قریب ہے
اور بیوی گاؤں سے بیاد لائے ستائیس سال کی۔ رو بچے پیدا کر لئے لیکن اپنے اندر سے
شک کو نہ نکال سکے۔ اپنا کردار درست کر دو خانہ خراب و نہ بہت بری طعن پیش آؤں گا
اب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔

اور مولوی کرامت لاکھڑا کر دروازے سے ہٹ گیا۔ رابعہ کی مردانہ آواز
کیونکہ باہر تک آ رہی تھی اس لئے ابراہیم حسین کو اس سے کوئی سوال نہ کرنا پڑا اور وہ
غریب جو ابراہیم حسین کے کہنے پر منت سماجت کرنے پر چلا آیا تھا اب اس گھر سے بے
لباس ہو کر واپس لوٹ رہا تھا کیونکہ جو کچھ اسے کہا گیا تھا حرف بہ حرف درست تھا اور یہ
بات علاقے کے کسی فرد کو معلوم نہیں تھی۔ وہ غریب اپنی عزت لوٹا کر خاموشی سے واپس
لوٹ گیا۔ حجابیگم نے کانپتی نظروں سے شوہر کی رف دیکھا جو پریشان بت بنا کھڑا
تھا۔ البتہ شازیہ نے کسی حد تک اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ جو مصیبت آن پڑی ہے اس
کا مقابلہ ہمت اور قوت ارادی سے کرنا پڑے گا۔ لہذا اس نے ماں سے کہا کہ پریشان
ہونے کی ضرورت نہیں جو ہونا تھا ہو گیا اور باپو ہم کو کوئی بہت ہی سیانا آدمی چاہئے۔ باقی
میں رابعہ کو خود سنبھال لوں گی۔ اور ماں تم کچھ سنبھال لو۔... باپو کا ناشتہ بنا دو میں اندر
رابعہ کے پاس ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ کمرے میں داخل ہو گئی۔ رابعہ بڑے آرام سے بیٹھی
چائے پی رہی تھی۔ لیکن اس کا چہرہ تنا ہوا تھا اور وہ چائے

..... شازیہ کو دیکھ رہی تھی۔

اب کیسی طبیعت ہے۔

میرا خیال ہے مجھے کچھ ہو گیا ہے۔

تم کیا محسوس کرتی ہو..... شازیہ اسے مارل دیکھ کر جلدی سے بولی۔

کچھ عجیب تھا..... اچانک میرا وجود تن جاتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے میرے
وجود کے اندر کوئی شے داخل ہوئی ہو اور مجھے اپنی آنکھیں چڑھتی محسوس ہوتی ہیں اور
وجود میں بے یقینا ہوتا پیدا ہو جاتا ہے پھر پتہ نہیں کہ میں بے ہوش ہو جاتی ہوں یا پھر
اپنی یادداشت کھودیتی ہوں۔

تم کونسا بنیاد کر رہی تھیں۔

پتہ نہیں کونسا کر رہی تھی سب بھول گئی ہوں۔ باجی مجھے کیا ہو گیا ہے۔

تھیراؤ۔ تمہیں کسی بہت بڑے عامل کو دیکھا نہیں گے اور سب ٹھیک ہو
جائے گا۔

کیا میں کسی کے زیرِ ساثر ہوں۔ رابعہ کی آواز میں اس بار لرزش تھی اور یہ
بات شازیہ نے بھی محسوس کر لی کہ رابعہ خوفزدہ ہے۔

کیا تم زروں ہو۔

میرا خیال ہے کہ مجھے زروں ہونا چاہئے۔

کچھ دیر قبل مولوی کرامت علی تمہیں دیکھنے آئے تھے لیکن تم نے انہیں اندر
نہیں آنے دیا اور پچھ ایسی باتیں کہیں کہ وہ غریب سر جھکا کر واپس لوٹ گیا۔
کیا میں نے باتیں درست کی تھیں۔

ہاں تم مردانہ آواز میں بولتی ہو۔ شاید تم نے کچھ درست کہا تھا کہ بیچارہ
خاموشی سے چلا گیا۔

یہ کیا گھپلا ہو گیا باجی۔

ہم سب بہت پریشان ہیں ماں کا بیٹا سنا پٹ چکی ہے۔

اسے منع کر دو کیوں اذیت دیتی ہے اپنے آپ کو اور آپ بھی باپو کو تسلی دیں کہ

...کے کاموں میں کیسے دخل... ویسے یہ کام رب کا نہیں ہو سکتے یہ نہیں میں نے
کے زیر اثر ہوں۔ مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ شاید وہ شے مجھے نظر آجائے۔ نہیں باجی میں
خوفزدہ ہوگئی ہوں یہ بیٹھے بٹھائے کیا آفت آگئی۔

میں نے پوچھا تھا کہ تم وظیفہ کونسا کر رہی تھیں۔

ذہن پر زور ڈال کر بھی سوچا لیکن یاد نہیں آ رہا۔ ہاں میں نماز کے بعد کچھ
پڑھا کرتی تھی اور کیوں پڑھا کرتی تھی سب ذہن سے نکل گیا۔
کوئی بات نہیں... دیکھو دن جڑھا گیا ہے تم اپنے آپ کو نادر رکھو اللہ بہتر کر
دے گا۔

کسی سیانے عامل کو بلواؤ باجی۔

باپو سے کہا ہے ماں نے۔ وہ کچھ کریں گے فکر مت کرو۔ اور دل چھوڑنا مت
کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں تمہارے لئے ناشتہ بنواتی ہوں۔ اور دونوں ایک
ساتھ ناشتہ کریں گی۔ شاز یہ اٹھ کر باہر نکلی گئی وہ سیدھی کچن میں آئی تھی جہاں باپو بیٹھا
ناشتہ کر رہا تھا۔ لیکن ناشتہ کم اور سوچ زیادہ رہا تھا۔ اور حایرا بیگم روٹیاں پکا رہی تھیں
دونوں نے چونک کر شاز یہ کی طرف دیکھا۔

وہ اب نادرل ہے میرے ساتھ ناشتہ کرے گی میں نے اسے بتا دیا ہے کہ وہ
کسی شے کے زیر اثر ہے بہت زوریں جو رہی تھیں۔ میں نے اسے تسلی دی ہے دراصل وہ
کچھ پڑھا کرتی تھی کوئی وظیفہ وغیرہ اور میرا خیال ہے کہ کچھ اس سے گڑبڑ ہوئی۔ لیکن
اللہ بہتر کرے گا ماں تم ہم دونوں کا ناشتہ تیار کر دے۔

بیٹھ جا بیٹی میں تیار کر دیتی ہوں لے کر جا۔ حاجر کی آواز بھٹکی ہوئی تھی شاید
کچھ دیر قبل روٹی رہی تھی۔

دوسری طرف رابعہ چھت کی طرف منہ اٹھائے خدا سے گڑبڑ رہی تھی۔ تو
صاف کرنے والا ہے مجھے صاف کر دینا گھر والوں کو اذیت سے دوچار کر دیا ہے میرا
انتہائی بیٹی ہوں میری باجی کے لئے کوئی اچھا سا رشتہ بھیج تاکہ میری بارگاہ

جائے۔ عمریں بھی تو ہماری دیکھ کہ کتنی ہوگئی ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ مسکرائی تھی
دروازے کو آنکھ مار کر بولی۔

تو بھی کیا یاد کرے گی باجی بڑی موٹی موٹی کتابیں پڑھا کرتی تھی اب سب
بھول چائے گی اور... آپا صغراں اس کی تو جان نکل جائے گی۔ میں پورے محلے کی
کنزوریوں سے واقف ہوں سب کو نچا کر رکھ دوں گی۔

اوجھنی ناشتہ آگیا... شاز یہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔

بھول بھی تو لگی ہے باجی۔ رابعہ بولی اور شاز یہ نے بڑے غور سے رابعہ کی
طرف دیکھا اور رابعہ سوچنے لگی کہ سکول میں کی ہوئی مردانہ آواز کی پریکٹس آج کام آگئی
سکول ڈرائیو میں وہ ہمیشہ مردانہ کردار کرتی تھی اور کمال مہارت سے آواز بول لیتی
تھی۔

دونوں ایک ساتھ ناشتہ کر رہی تھیں اور رابعہ سوچ رہی تھی کہ اس محلے میں سہیلی
اس کی خبری سے واقف تھی کہ وہ مردانہ آواز میں بولی لیتی ہے اگر اس نے بھانڈا پھوڑ دیا
تو کیا ہوگا۔ کیونکہ اس مردانہ آواز نے ہی سب کو یقین دلایا ہے کہ میں آسیب زدہ ہوں
مجھ پر کسی شے کا سایہ ہے۔ ناشتہ کرتے کرتے اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔
کیوں کیا ہوا۔

کچھ نہیں۔ اس نے پھر ناشتہ کرنا شروع کر دیا لیکن وہ مسلسل سہیلی کے بارے
سوچے جا رہی تھی اسے راز داں بنالے یا اسے بھی خوفزدہ کر دے۔ اور دیکھے کہ وہ کس
حد تک پریشان ہوتی ہے۔ وہ ناشتہ کے دوران اس کی کنزوریوں کو تلاش کرتی رہی سکول
زمانے میں ہر لڑکی کی کچھ نہ کچھ کنزوری اس نے پکڑی تھی لیکن سہیلی کی اسے کوئی کنزوری
یاد نہیں آ رہی تھی۔

تم سوچ زیادہ رہی ہو اور ناشتہ کم کر رہی ہو شاز یہ نے اسے ٹوکا۔

اور رابعہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دی اور بولی۔

بات ہی سوچنے والی ہے ماں اور باپو کو کس قدر اذیت ملی ہوگی۔

یہ بھی زندگی کا ایک حصہ ہے تم ناشتہ کرو اور پیٹ بھر کر کرو۔ شازیہ سے اسے یاد دلائی۔

ادھر ابرار حسین اپنی دکان پر چلا گیا۔ لیکن پریشان سا..... اس نے اپنے ساتھ والے دکاندار جو پانچ وقت کا نمازی تھا گھر کا معاملہ سامنے رکھ دیا اور اسے کہا کہ کسی سیانے کا اتہ پتہ معلوم کرو جو ان بیٹی ہے بات پھیل گئی تو برا ہو گا آخر اس کی شادی کرنا ہے۔

میں تو کہتا ہوں لڑکا دیکھ کر فوراً اس کی شادی کرو اپنی بلا اس کے سر ڈال دو پھر وہ جانے اور اس کا کام۔

نہیں یوسف میاں ایسے نہیں ہونا چاہئے۔ اپنی بیٹی کو تندرست کرنے کے بعد اس کی شادی توروں کا لوگوں کو جب صورت حال کا علم ہو گا تو مجھے خود غرض کہیں گے۔ میں نے ایک بات کہی تھی بہر کیف میں اتہ پتہ کرتا ہوں شاید کوئی مل جائے۔ اور یوں اپنا ذہنی بوجھ اس نے یوسف میاں پر ڈال دیا تھا۔ اور کسی حد تک مطمئن ہو گیا تھا لیکن دھیان گھر کی طرف تھا۔

ادھر رابعہ نے صبح کی نماز کے ساتھ بقیہ نمازیں بھی شروع کر دیں کیونکہ وہ صرف بہن کے ساتھ صرف صبح کی نماز ہی پڑھتی تھیں۔ آپا سفراں نے آکر حاجرا کو بتایا کہ اس کے بیٹے نذر حسین نے درخواست دہی لے لی ہے۔ اور آٹا ہٹا کر وہ پکڑا گئی تھی اس نے رابعہ کا سامنا نہیں کیا تھا اور یہ خبر شازیہ نے رابعہ کو سنائی تھی۔

ڈرگئی سالی۔ رابعہ اپنے مخصوص انداز میں بولی۔

اب تم محلے میں آیا جانا نہ کرو۔

کیوں....؟

ٹھیک نہیں ہے۔

میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتی بی بی ہو جائے گی مجھے.... اور پھر وہ دوپہر کا کھانا کھا کر گھر سے نکل گئی ادھر دو گئی ادھر دروازے پر دستک ہوئی۔ حاجرا بیگم نے

دروازے تک پہنچی اور سامنے اشعر منھائی کا ڈبہ لئے کھڑا تھا۔

آؤ بیٹے اندر آ جاؤ۔ باہر کیوں کھڑے ہو تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔

میں نے شازیہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے ملازمت مل گئی تو انہیں منھائی

کھلاؤں گا۔

تو تمہیں ملازمت مل گئی۔

صرف اس لئے مل گئی کہ صبح کی نماز میں شازیہ نے میری ملازمت کے لئے

دعا کی تھی۔ وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

تم ادھر صبح میں ٹھہرو میں اسے اطلاع کر دوں..... حاجرا بیگم پریشان ہو گئی تھی

کیونکہ ان کے گھر کچلے کا کوئی جوان لڑکا آتا جاتا نہیں تھا۔ اشعر ٹھہر گیا تھا اور حاجرا بیگم

جلد راجس لوٹ آئی تھی۔

آؤ بیٹے... تم سامنے کمرے میں چلے جاؤ۔ میں تمہارے لئے چائے لاتی

ہوں اور اشعر منھائی کا ڈبہ لئے کمرے میں چلا آیا۔ شازیہ نے ہونٹوں کی مسکراہٹ سے

اس کا استقبال کیا۔

تشریف رکھیں اور ملازمت مبارک ہو۔ ماں جی کہہ رہی تھیں کہ آپ کو

ملازمت مل گئی ہے۔

سب آپ کی سچ کی نماز کا اثر تھا کہ گیارہ امیدواروں میں سے مجھے سلیکٹ

کیا گیا۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ پھر اس نے منھائی کا ڈبہ شازیہ کو تھما دیا جس کا

دونوں دوکلو تھا۔

اتنی سادی منھائی۔ کیا کر دگی میں۔ شازیہ حیرت سے بولی۔

یہ آپ کی ہوئی جس طرح چاہیں برتاؤ کریں۔

کیا اس منھائی کا آپ رضیہ کو علم ہے۔

سیدھا آ رہا ہوں گھر جاؤں گا تو بتا دوں گا۔

ان کے لئے منھائی کیوں نہیں لی۔

وہ سہلی نے پارلی مانگی تھی پتہ نہیں اب اس نے کس قسم کی پارلی لیتا ہے۔
اشعر مسکرایا پھر مزید بولا۔

میرا آتا آپ کو توں کو توں گوار تو نہیں گزروں
بمیں تو ہا گوار نہیں گزرا اب تہ قلی والے ہاتھیں نہ لیتے ہیں۔
اوسوری۔ دوا لٹھنے لگا۔

موبہ۔ ہاں چائے کافی سے اب اس قدر بہ اخلاق بھی نہیں کہ مہمان کو
چائے تک نہ پوچھیں۔

نہیں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔
فرمائیے۔

اگر آپ پسند کریں تو اپنے گھر والوں کو آپ کے پاس بھیج دوں۔
جج جی۔ ہم میں بھی نہیں۔ شاید زندگی میں پہلی بار بونوقی ہوئی
تھی اور ایک واضح اشارہ پا کر اس کے حواس گم ہو گئے تھے۔ وہ گھبرا گئی تھی۔ گلزار ہو گئی
تھی چہرے اور آنکھوں میں ایک حیا تو اثر و بھرا تھا۔
میرا مطلب۔ اشعر نے کچھ کہنا چاہا تھا کہ وہ ب حسن کے سامنے حوصلہ
بار گیا۔

ہاں آپ کا کیا مطلب تھا۔ حسن اسے سمجھ دے گیا۔ اور خود نظریں پھاڑا
اور اشعر اسے دیکھے جا رہا تھا اور وہ نظریں نیچے کے فرش کو دیکھے جا رہی تھی۔
میں پہلی نظر کا شکار ہوا ہوں۔

یہ کیا ہوتا ہے۔ وہ ہزبڑا گئی وہ سوچا بھی نہیں کتنی تھی کہ اسے کسی ایسی
پیشکش سے واسطہ پڑ جائے گا کہ وہ اس کا یوں گھبرا جائے کہ وہ قیامت مری جائے۔
آپ کی سادگی میں ایک دقار ہے ایک اجابت اور رعب ہے اور
ختم کچھنے میں ہر روز آئینہ بکھتی ہوں وہ گھبرا کر بولی۔
نیا آئینہ آپ کو کچھ نہیں بتاتا۔

آپ نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا۔
میرا کچھ کہنا گوار تو نہیں گزرا۔
پتہ نہیں پہلے کبھی انکی بات کسی نے کبھی نہیں۔ وہ شرما گئی تھی اور اسی لئے
حاجرا بیگم نے میں دو کپ پائے کے لئے آئی۔
ہاں یہ معافی لے جاؤ اشعر صاحب لائے ہیں۔
یہ تو اچھا سادہ ہے۔ حاجرا بیگم زبردستی مسکرائی اور ذہ لے کر واپس لوٹ
گئی۔

چائے لیجئے۔ سناڑ یہ جیسے منگتا آگئی ہو۔
شکر۔ اشعر نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔
وہ اندر چھین کی والدہ آئی تھیں بتا گئی ہیں کہ انہوں نے درخواست واپس لے
لی ہے۔

او تو انہوں نے۔ لے ہی لیتا تھی۔ میں نے کالی دباؤ ڈال دیا تھا اور ہاں رابو
نظر نہیں آ رہی۔
پڑوس میں گئی ہے۔
میری بات کو کل برا مان گئی تھی۔
ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ دینے میں نے آپ کے جانے کے بعد اسے ڈانٹ
دیا تھا۔

آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا وہ اب مجھ سے خفا ہو جائے گی۔
ڈانٹ اس نے کسی اور بات پر کھائی تھی۔

منا کوئی بات۔
نمبر دہی تھی کہ آپ مجھ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔
اس کی نظر بہت تیز ہے اور آپ نے ایک جچی بات پر اسے ڈانٹ دیا۔
مجھے اچھا نہیں لگا تھا۔

پھر تو میری باتیں بھی آپ کو بری لگی ہوں گی۔

آپ مہمان بھی ہیں اور محسن بھی۔ شازیہ بات کو گول کر گئی۔

اور اشعر مسکرا پڑا اور بولا۔

بات کرنا کوئی آپ سے کیجئے۔

آپ اب شرمندہ کر رہے ہیں اور آپ کی چائے بھی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔

آپ کا مطلب ہے کہ مجھے جلد اٹھ جانا چاہئے۔

میں نے ایسا تو نہیں کہا۔

مطلب واضح تھا۔۔۔ اشعر مسکرایا اور وہ نظریں چراگئی۔۔۔ پھر اشعر نے چائے

ختم کی اور اٹھتے ہوئے بولا۔

مجھے آپ کے جواب کا انتظار ہے گا اور اب میرے پاس اس گھر میں آنے کا

کوئی بہانہ بھی نہیں۔ اشعر اتنا کہہ کر پیٹ گیا۔ پھر دروازے پر دکا اور سڑکا شازیہ کی

طرف دیکھا اور بولا۔

امید ہے خیرات مل جائے گی۔ اتنا کہہ کر وہ تیزی سے صحن عبور کرتے ہوئے

داخل دروازے سے ہی نکل گیا۔ حاجرا بیگم بڑی تیزی سے اندر آئی تھیں۔

چائے کے دونوں کپ سنٹر ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے اور ایک دو ٹھونٹ پئے

گئے تھے۔

یہ سب چاہتا ہے۔۔۔

مُجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ شازیہ جیسے چیخ پڑی ہو کیونکہ ماں کا سوال ہی

ایسا تھا اور حاجرا بیگم کرتے کرتے پانی۔ پھر جی کے تیرا کچھ نرم لہجے میں بولی۔

تو اسے کہہ دینا تھا کہ اپنے والدین کو بھیج دے۔

یہ برتن اٹھالیں اور صاف کرنا ماں اس نے اچانک مجھ سے کہا تھا اور میں خود

نکمبر آئی تھی اس لئے تم سے اونچا بولی تھی۔

کوئی بات نہیں ایسا ہو جاتا ہے۔ حاجرا بیگم سنٹر ٹیبل پر سے برتن اٹھا لے

ہوئے بولی۔

لور پھر اس نے بیٹی کی طرف دیکھا اور ٹرے لئے باہر نکل گئی اور شازیہ جیسے

نڈھال ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ یہ تو جوان اشعر اچانک اس گھر میں فرشتہ بن کر آیا اور۔۔۔۔۔ اور اس

کی ہستی پر چھا گیا اس نے ہی تو کہا تھا کہ میں پہلی نظر کا شکار ہوا ہوں۔ اور یہ پہلی نظر کیا

ہوتی ہے۔ وہ یہ سوچ کر خود سے شرمائی۔۔۔۔۔ اور سر سے پاؤں تک سرخ ہو گئی۔ قدرت

نے اسے ایک انمول ہیرا بخش دیا تھا جس سے اس غریب کا دامن بھر گیا تھا۔ کوئی

منجانبش ہی نہیں رہ گئی تھی۔ خوشیاں لئے ہوئے تھے اچانک آیا اور ہر سو بہار ہی بہار چھا

گئی خزاں کا جیسے دور ختم ہو گیا ہو۔ وہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی اس

نے شاید پہلی بار اپنے آپ کو بخور دیکھا تھا۔ ہر زاویے سے۔ تب اسے معلوم ہو کہ

اشعر کچ کہہ رہا تھا کہ اس کا جنس سادگی لئے ہوئے ہے ایک وقار اور دجاہت ہے۔ اور

دو پھر ایک بار شرمائی اس کے قدر کھل اٹھے تھے۔ اور دوسری طرف رابعہ سلگنی سے کہہ

رہی تھی۔

آپا صغرا نے گھر آکر معافی مانگ لی اور درخواست واپس لے لی ہے اور یہ

سب مجھے آپ کے اشعر میاں کی وجہ سے ہوا انکا میری طرف سے شکریہ ادا کر دینا۔

بہتر آ جائے تو ادا کر دوں گی۔ میرا مطلب ہے کہ انہیں کہہ دوں گی کہ تم ان کا

شکریہ ادا کر لے آئی تھیں۔

تیرا دوا کیا لگتا ہے۔

کزن۔۔۔

میرا مطلب ہے کہ۔۔۔

تیرا مطلب دانت ہے میری منگنی ہو چکی ہے اور میں اسے بہت پسند کرتی

ہوں۔

برا تو یہ بھی نہیں۔

تو کس مرض کی دوا ہے تیرے لئے پولیس اسٹیشن گیا تھا۔

غریب پر دنگت ہے۔
صرف تمہارے لئے یہ کوٹیا تھا آتش خروید میں۔

بکواس کر رہی ہو۔
اس کی تم میں دلچسپی لینے کا انداز ہی میرا ہے۔

پڑی کیا مجھ سے۔
مجھے معلوم ہے کہ اسے تمہاری ایک دہائی تھی۔

اب کون سی اداس

یہی کہ تم منفرد ہو جاؤ ہو۔ یہ ہے اچھا۔
یہ بات تمہارے اشعر صاحب نے کہی تھی۔

نہیں بکواس میں نے محسوس کی تھی۔

غلط بھی ہو سکتی ہے۔

نہیں مر دی تھو کہ پچھاننا اور اسے پھر کسی صورت کے اندر ایک خاص قسم
ہوتی ہے جو اسے خیرداد کرتی ہے اور یہ بات میری والدہ محترمہ کو بھی معلوم ہے۔

اور اہمیت ہے مجھ پر کہ مجھے علم نہیں۔

اب معلوم ہو گیا تو مصفا کی کھانا۔

مصفا کی لیکن کس بات کی۔ یہ اشعر کی آواز تھی جو اندر داخل ہوئے ہوئے بولا تھا
اور دونوں سنبھل گئی تھیں۔

یہ راجہ آپ کا شکر یہ ہمارے آئی تھی کہ نہیں انہیں پر آپ نے خدا کی اور
نذر حسین نے درخواست دائیں لے لی۔

اس میں شکر ہے کی کوئی بات ہے فرض تو فرض ہوتا ہے یہ تو معمولی سا کام تھا
اگر بہت بڑا بھی ہوتا تو کر گزرتا۔ اشعر مسکراتے ہوئے بولا۔

میں تم دونوں کے لئے چائے لاتی ہوں۔

لیکن مجھے ضرورت نہیں اشعر جلدی سے بولا۔

مجھے ضرورت ہے۔ راجہ مسکرائی اور سلی باہر نکل گئی۔
میں آپ کے شعر سے آ رہا ہوں۔

ہاں۔ راجہ مسکرائی۔

مصفا کی دے کر آیا ہوں کیونکہ مجھے لازمات مل گئی ہے اور میں نے تمہاری بات
سے وعدہ کیا تھا کیونکہ میں نے کہا تھا کہ میں نے وہ کیجئے گا انہوں نے وعدہ کیا تھا جو
چراغ تیار کیا تھا اسے تمہاری ہانسی کی منی اور مجھے لازمات مل گئی۔

اور آپ مصفا کی لئے کر رہی تھیں۔

اشعر صرف مسکرایا اور راجہ نبھانے کیوں چپ نہ رہی وہ اس کو بڑی گہری
نکروں سے تپ تپ رہی تھی۔

آپ ایک ہم خاص تھی ہو تھیں۔ یہ خاص تھی کسی طوفان کا جوش خیر تو نہیں۔

میں اپنی طور پر کچھ چاہوں۔ اور پھر آپ ایک اچھے انسان ہیں زبردستی کسی
سے نہیں اچھلتی اور نہ ہی اس قسم کی لڑائی ہوں دراصل نذر حسین سے مجھے بہت چہ تھی۔

اس کی میں نے مجھے ٹھہرانے سے منع کر دیا تھا کہ اس کا بیانا اسے جو بڑے غنڈی آجین بھرتہ
ہے اور کام کا کئی نہیں کرتا۔ نذر حسین تھی مجھے۔ میں نے آپ حضرات سے کہا کہ ایسے آ

شہر پر نام ہو جو کون نہ اپنے بیٹے کو کبھی کہ انسان داہتر بنے۔ لیکن وہ نہیں بنا اور پھر مجبوراً
مجھے اسے لینا پڑا۔ بہر کیف مجھے انہوں نے کہ میری وجہ سے آپ کو زحمت اٹھانا پڑی

اور اسی وجہ سے میں آپ کا شکر یہ ادا کرنے آئی تھی۔

چائے لے آئی ہوں اور ابھی تک تیرا شکر یہ ادا نہیں ہوا۔ سلی اندر داخل
ہوئے آئے ہوئی۔

بہت اچھی طرح ہو گیا یہ چائے اب آپ دونوں پی لیں اتنا کہہ کر وہ اندر
گئی۔

ار۔ سنو تو یہ چائے تمہارے لئے سلی چھٹی روٹی اور راجہ نکل گئی۔
نہیں بکواس ہے جیسے کوئی بے چین روٹ جیسے کوئی احمق وہ نہ ہو جو گایا نہ ہو۔

بیابان جسے سنا نہ گیا ہو۔ اشعر پر تفکر انداز میں بولا پھر بات بدل کر بولا۔

مجھے ملازمت مل گئی ہے ایک بینک میں جس کے لئے میں نے بہت پاپڑ بیٹے تھے اور پورے چھ ماہ بھاگ دوڑ کی تھی۔

سہارک ہو آپ کو۔

شکریہ... میری دیرینہ خواہش تھی بینک ملازمت کرنے کی پرسوں ہی میرا پہلا دن ہوگا ملازمت کا۔

آپ نے تنگ دو کی اور خدا نے آپ کی تن لی اور یونہی آپ محنت کرتے رہے تو دوسری بھی خواہش پوری ہو جائے گی۔

کوئی خواہش۔

شادی کی سہلی مسکرا کر بولی۔

ہاں شادی... لیکن میں نے کل سوچا تھا کہ اگر ملازمت مل گئی تو پھر شادی بھی کر لوں گا۔

کوئی نارگٹ... منہوں کا اتھ پتھ... سہلی سے کرید رہی تھی۔

اور وہ مسکرا دیا تھا وہ بند لٹاؤ تھا کھٹل نہیں رہا تھا اور سہلی نے کھولنا چاہتی تھی۔

اگر اسے رابعہ پسند تھی تو اسے اس کا اظہار کر دینا چاہئے تھا۔

رابعہ سے کوئی بات ہوئی۔

کس سلسلے میں۔

چائے پیچھے... وہ مسکرا دینی اور اشعر بھی محتاط انداز میں مسکرا دیا۔ چائے آپ کی رضیہ اندر چلی آئیں۔

غذا بیٹے بات بن گئی۔

جی ہاں آنٹی سلیکٹ کر لیا گیا ہوں کل لیٹرٹل جائے گا اور پرسوں ڈیوٹی پر تو خالی ہاتھ چلے آئے ہو۔

سہلی پارٹی کا کہہ رہی تھی کسی شاندار ہوٹل میں رات کا کھانا کیوں نہ کھایا

بجائے۔

مجھ سے اچھا کھانا کوئی ہوٹل والا پکائے گا۔ آپ رضیہ بولی۔

سورہی آنٹی۔ پھر جو آپ فرمائیں۔

تھوڑی سی مٹھائی لے آنا منہ میٹھا کر لیں گے۔ خوشی کی رسم ہی تو ہوتی ہے اتنا کہہ کر آپ رضیہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

کیوں نہ مٹھائی کا ایک ڈبہ رابعہ کے ہاں بھیج دیا جائے۔ سہلی بولی۔

میں دیتا ہوا آیا ہوں... اشعر مسکرایا۔

ارے نہیں... سہلی جیسے چیخ پڑی ہو جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

اس میں جناب کے اس طرح چیخنے کی کیا ضرورت تھی۔

جناب بہت تیز چل رہے ہیں۔

اور اصل اس میں تیز چلنے والی بات نہیں چہ نہیں آپ کیا اندازے لگا رہی ہیں کل ہوا یوں کہ میرے منہ سے نکل گیا کہ میرا انڈر ویو ہے اگر کامیاب ہو گیا تو آپ لوگوں کا منہ میٹھا کر دوں گا جس پر شازیہ بولی تھی کہ وہ میری کامیابی کے لئے صبح کو نماز میں خدا سے دعا کرے گی بس اتنی سی بات تھی۔

شازیہ نے یہ بات کہی تھی۔

کیوں اس میں حیرت کی کوئی بات ہے۔

وہ بہت کم مملو کی ہے بہت کم بولتی ہے اور کم لوگوں سے ملتی جلتی ہے۔

بھئی ایسے سرسری ذکر ہوا تو اس نے کہہ دیا۔ بہر کیف اس چائے کا شکریہ مجھے واقعی طالب محسوس ہو رہی تھی... اشعر چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔

میں کوئی آپ کی مدد کروں۔

میرا خیال ابھی مجھے مدد کی ضرورت نہیں۔

اور سہلی نے مسکرا کر کپ ہونٹوں سے لگا لیا۔

.....○.....

وہ اپنی تمام تر چوکریاں بھول گئی تھی۔ وہ فقرت کی غوغا پسندی وہ اس کی پھنڈے بازیاں سب کی سب دھری رہ گئی تھیں۔ کیونکہ اشعر اس کی کھلی آنکھوں کے راستے سیدھا دل میں جا اتر تھا اور یہ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد تھا جس کے بارے اس نے بے پناہ سوچا تھا اور نہ راجہ اور یوں چپ سا دھ لے۔ لیکن اسے دکھ اس بات کا تھا کہ وہ کھل کر دکھار نہیں کر رہا تھا اس نے فریج سے پانی کی بوتل نکالنے کے لئے اسے کھولا تو اسے مٹھائی کا ایک نظر آیا۔ تو وہ پریشان ہو گئی کہ: میری مٹھائی کا ڈبہ کون دے گیا۔ جب کوئی دینے آیا تھا تو وہ کھر میں کیوں نہیں تھی۔ وہ پانی پی کر واپس لوٹ آئی حسب معمول شازیہ بیڈ پر لیٹی چھ پڑھ رہی تھی۔

فریج میں مٹھائی کا ڈبہ کہاں سے آیا۔

ماں نے تمہیں بتایا نہیں شازیہ سرسری انداز میں بولی۔

نہیں تو۔۔۔ کہاں سے آیا۔

اشعر صاحب کو ملازمت مل گئی ہے وہ دے گیا تھا۔

اور راجہ جیسے ایک دم چپ ہو گئی ہو وہ اپنی چار پائی پر لیٹے، دوتے بولی۔

کب تک پڑھنا ہے۔

کیوں کیا بات ہے۔

سونا چاہتی ہوں اور لائٹ آنکھوں میں پڑنے سے نیند نہیں آئے گی۔

ابھی تو سوانو بجے ہیں اور تم گیارہ کے پہلے سونے کی عادی نہیں ہو۔

بہر کیف میں لائٹ بند کر دیتی ہوں۔ شازیہ نے کتاب بند کر دی اور

لائٹ بند کرتے ہوئے بولی۔

باپوتہارا پوچھ رہے تھے کہ راجہ بیٹی کی طبیعت اب کیسی ہے بہت پریشان ہیں میں نے انہیں تسلی دی تھی کہ فکر مند نہ ہوں اللہ بہتر کر دے گا۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ اپنے بیڈ پر لیٹ گئی۔

میں اپنی طور پر بیمار ہو گئی ہوں باجی۔ کیونکہ صبح والے جادے کے بعد میں نروس ہو چکی ہوں۔

تم تو بہت باہمت لڑی ہو۔ اور پھر ایسی باتیں زندگی کا حصہ ہیں باپ نے بتایا تھا کہ وہ کسی بہت ہی سبائے عامل کی تلاش میں ہیں جیسے ہی ملیں گے تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔

سب باتیں ہیں باجی کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔

اے اے یہ تو شعر کہہ دیا تم نے۔

پتہ نہیں کیا کیا کہا کروں گی اور تم لوگ کیا کیا سنا کر دے گے۔

نادانی کی باتیں مت کرو۔ ایسے ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ شازیہ نے اسے

سہارا دیا۔

مجھ پر پتہ نہیں کس شے کا سایہ ہے خوف زدہ ہو گئی ہوں۔

کیا تمہیں یاد آیا کہ تم کونسا وظیفہ کر رہی تھیں۔

نہیں بہت ذہن پر زور دیا ہے لیکن کچھ یاد نہیں آ رہا یہاں میری

یادداشت کا خانہ بند ہو گیا ہے۔

کوئی بات نہیں خدا سب ٹھیک کر دے گا۔

باجی یہ انسان۔۔۔ اشعر کیا لڑکا ہے۔

کیوں پوچھا تم نے۔

ایسے ہی۔۔۔ بڑا مہربان نظر آ رہا ہے تمہیں کیا لگتا ہے۔

شریف لڑکا ہے بظاہر تو کوئی خرابی نظر نہیں آ رہی اور پھر آپنی رضیہ کا رشتہ دار

ہے اور یہ لوگ سب شریف لوگ ہیں محلے میں ان کی بہت عزت ہے لیکن تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہو۔

دراصل میں نے اس کے ساتھ تھوڑی سی بدتمیزی کر ڈالی تھی۔

کب..... شازیہ کا سانس سینے میں رک گیا۔

تمہارے سامنے تو میں نے کچھ قدرے سخت لہجے میں اسے جواب دے

دیا تھا۔

او..... شازیہ نے گہری سانس لی اور بولی۔

کوئی ایسی خاص بات بھی نہیں تھی بس تم نے اپنی عات کے عین مطابق

جواب دے دیا تھا..... شازیہ نے اسے تسلی دی۔

اور پھر سناٹا چھا گیا۔ دونوں کا کمر ایک ہی تھا نارگٹ ایک شخصیت تھی دونوں

اشعر کے بارے ہی سوچ رہی تھی۔ رابعہ اسے تصور کی آنکھ سے اپنے سامنے پارہی تھی

اور اسے ہر زاویے سے ناپ تول رہی تھی اور اسے کہہ رہی تھی تم... اچانک میری

زندگی میں یوں چلے آئے کہ میرے دل نے دھڑکنے لگے۔ میں نے تمہارے بارے

سوچا ہے بہت سوچا ہے اور یہی آواز آئی ہے کہ سب تو ہے جسے تو تلاش کر رہی تھی یہی تو

ہے جسے تم نے خواب دیکھے تھے۔ یہی تو وہ ہے جس کی تو نے رہن جنت اس کے

انتظار میں تو پورے اکیس سال کی ہوئی۔ اب اگر آگے ہو تو دیر کس بات کی کہہ دو کہ تم

میرے لئے آئے ہو کیونکہ میں تمہیں ہر زاویے سے منفرد لگتی ہوں اور میں ہوں بھی منفرد

ہاں میں تیرا آئیڈل ہوں تم سب سے کیوں دلی زبان میں کیوں ادھر ادھر کی باتیں کرتے

ہو۔ مجھے کیوں نہیں کہتے سب سب نے تمہیں موقع دیا تھا۔ وہ چائے پینے لگی تھی لیکن تم کچھ نہ

کہہ سکے کیا تمہیں میرے منہ سے کچھ سننا ہے۔ تو کیا سننا چاہتے ہو۔ کہ آئی لو تو تو لو

میں کہہ دیتی ہوں کہ آئی لو یو..... بس اب تم بھی کہہ دو کہ تم مجھے چاہتے ہو میں ہی

تمہاری منزل ہوں اور ایک بات اور سن لو کہ تو ہی میری منزل ہے اور تیرے سوا کسی مرد

کا تصور کر دو تو موت آجائے تم ایک دم میری روح کے اندر اتر گئے ہو۔ میں بس

تیرے لئے جیوں گی اور تیرے لئے غروں گی اور رابعہ ایسی باتیں سوچتے ہوئے دور بہت دور نکل گئی تھی جہاں سے اس کی واپسی ناممکن تھی۔

اور دوسری طرف شازیہ اشعر کے بارے سوچ رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

شاید میں تمہارے لئے ہی بنائی گئی ہوں شاید میری روح کو تیرا ہی انتظار تھا تم

میرے جواب کا انتظار کر رہے ہو تو میرا جواب ہاں ہے اپنے گھر والوں کو بھیجو۔ میں سراپا

منتظر ہوں میرے وجود کا پور پور تیرا منتظر ہے چلے آؤ یہ ہاں نہیں تجھے پیار کرنا چاہتی ہیں۔

میں پانچ سال سے اپنی کتابوں میں تمہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی کس قدر لیٹ ہو گئے

تم۔ اب اگر آگے ہو تو پھر یہ کس بات کی۔ تمہارے سامنے ہوں ہاتھ بڑھا کر چھو لو میں

موسم کی مانند کچھل جاؤں گی بکھر جاؤں گی چھو کر دیکھو تو سہی۔

دونوں ایک ہی راستے کی مسافر بن گئی تھیں رابعہ کو خواب سبلی نے دکھایا تھا

دور دور سرسری انداز میں اشعر کو دیکھ کر اپنے دھیان لگ گئی تھی اور شازیہ کو خواب خود

اشعر میاں دکھا گئے تھے۔

دونوں نہیں اپنی آنکھوں پر اشعر کو پانے کے خواب سجا بیٹھی تھیں گھر میں ایک

طوفان اٹھنے کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ منہ زور جوانیاں تھیں دنیا کی کوئی طاقت ان کے

سامنے بندھ نہیں باندھ سکتی تھیں دونوں تشنہ آرزوئیں تھیں۔ وہ جوانی کے پتے صحرا میں

سفر کرتے کرتے اچانک محبت کے گستانوں میں نکل آئی تھیں اب ان کی پرواز کو کون

روکتا دونوں بہتی ندیاں تھیں جن میں جوار بھانا آچکا تھا۔ ایک طوفان ایک بھونچال آچکا

تھا اور ابرار حسین شاہ خود ایک کبوتر تھا جو آنکھیں بند کر لیتا جانتا تھا کہ ملی راستہ چھوڑ

دے گی یا اس کو کھائے بغیر آگے بڑھ جائے گی۔

اور صبح دونوں محن میں جا نماز۔ بچھائے ایک ساتھ نماز پڑھ رہی تھیں دونوں

اپنے خدا سے حضور کیا مانگ رہی تھیں اور دونوں کی خواہشوں کا مرکز ایک ہی انسان تھا

صبح کی نماز کے بعد کوئی جادو نہیں ہوا تھا دونوں نہیں ایک ساتھ چائے پی رہی تھیں

دوسری طرف حاجرا بیگم اور ابرار حسین شاہ کی انہونی کے خطر تھے اور ابرار حسین حاجرا

سے کہہ رہے تھے۔

میں نے دو تین بزرگوں سے بات کی ہے انہوں نے کسی عامل اور کامل انسان کا پتہ بتانے کا وعدہ کیا ہے۔

میں کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔

ہاں بولو۔ ابراہار حسین چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔

آپی رضیہ کے ہاں ایک لڑکا اشعر نامی ٹھہرا ہوا ہے۔

جو ملازمت کی خوشی میں منجائی کا ڈبہ دے گیا تھا اور پولیس اسٹیشن مل گیا تھا۔

ہاں وہی تو..... وہ شازیہ کو پسند کرتا ہے اور اس نے بیٹی کو شادی کا بیٹھام دیا

ہے۔

رات کو تم نے بھنگ پی رکھی تھی جو مجھے اب بتا رہی ہو۔

سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ تمہیں یہ خوشخبری کیسے سناؤں۔

یہ تو نصیب کی بات ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کا گھر بار کیسا ہے اور کیسے

لوگ ہیں کتنے بہن بھائی ہیں اور.....

کیسی باتیں کرتے ہو..... آپی رضیہ کا رشتے دار ہے اور

اچھا اچھا ٹھیک ہے اسے بولو کہ اپنے والدین کو بھیجے ہم نے تو بہت دیر سے

دونوں بیٹیوں کی تیاریاں کر رکھی ہیں زیور اور کپڑا بنا رکھا ہے برتن خرید رکھے ہیں جو

مزید خریدنا پڑا خرید لیں گے۔ ابراہار حسین پر جوش انداز میں بولا۔

وہ لوگ آئیں تو سہی پھر بات آگے بڑھے گی۔

تم نے بہت اچھی خبر سنائی ہے اور دوسری خبر یہ ہوگی کہ چھوٹی کا کہیں سے

ایسے میں رشتہ آجائے تو خدا کے حضور شکرانے کے نفل پڑھوں۔

اللہ سب کی عزتیں شو میں رکھنے والا ہے پہلے سی پیر فقر کا بند و ست کر دے جو

نئی مصیبت سر پر پڑی ہے اس سے جان چھوئے۔

وہ بڑا کار ساز ہے۔ اتنا کہہ کر ابراہار حسین نے ایک گہری سانس لی اور حاجرا

بیم کن کی طرف بڑھ گئی یہ صبح خیر خیریت سے ہو گئی تھی کیونکہ کل جو کچھ ہوا تھا اس کا خوف ابھی تک ہر فرد کے ذہن پر سوار تھا۔

دن کا ناشتہ بھی خیر و عافیت سے ہو گیا اور ابراہار حسین اپنی دکان پر چلے گئے اور

جاتے جاتے بیوی کے کانوں میں پھونک مار گئے کہ لڑکے سے ملو اور اسے کہو کہ اپنے

والدین کو بھیجے۔

لیکن حاجرا بیگم یہ بات اپنے منہ سے کیسے کہتی وہ ایک شریف عورت تھی اور

بیٹی کا معاملہ تھا جیسے ہی رابعہ گھر سے نکلی حاجرا شازیہ کے پاس جا پہنچی۔

آؤ ماں سب ٹھیک ہے نا۔

یہ رابعہ کہاں گئی ہے۔

پہلے کبھی بتا کر جاتی ہے ادھر کہیں اوڑس پڑوس میں ہوگی۔

اور حاجرا بیگم پھر خاموش ہو گئیں شاید وہ ہمت نہیں پا رہی تھیں کہ بیٹی سے

کیسے بات کرے۔

کچھ کہنا ہے ماں۔

ہوں..... وہ تمہارے باپو کہہ رہے تھے کہ اگر لڑکا اچھا ہے تو تمہارا کیا خیال

ہے۔

میرا اپنی کوئی خیال نہیں جو کچھ کرنا ہے آپ لوگوں نے کرنا ہے۔ اس کا کورا

جواب سن کر حاجرا بیگم پریشان ہو گئیں اور شاید پھر شازیہ کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ اسے

یوں نہیں بولنا چاہئے تھا حاجرا بیگم خفیف سی ہو کر جیسے ہی جانے لگی شازیہ بول پڑی۔

تمہارا مطلب ہے کہ میں اشعر سے بات کروں۔

م..... میں کر لیتی ہوں۔

نہیں تم مت کرو میں خود ہی اسے کہہ دوں گی اگر کوئی ایسا معاملہ ہے تو اپنے

والدین کو بھیج دے۔

میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ جتنی جلدی بات ہو جائے بہتر ہے۔ حاجرا بیگم

جلدی سے بولیں شاید شازیہ نے ان کے دل کی بات کہہ دی تھی اور واپس ہو لیں اور اسی لئے سلٹی اندر داخل ہوئی تھی۔

سلام آئی کسی ہیں آپ کئی دنوں سے چکر نہیں لگا۔
بس بیٹی گھر کے کاموں سے فرصت نہیں ملتی۔ تم سٹاؤ گھر میں سب خیریت ہے نا۔

جی بالکل..... اور وہ مسکراتے ہوئے شازیہ کے پاس آگئی اور حاجرا بیگم باہر نکل گئیں۔

تب سلٹی سرگوشیاں انداز میں بولی۔

میں نے ایک عجیب بات سنی ہے۔

کیا مطلب..... شازیہ کا دل بہت تیزی سے سینے میں دھڑکا۔

کل صبح مولوی کرامت علی تمہارے گھر آئے تھے اور..... سلٹی نے جملہ اوصاف

چھوڑ دیا۔

اور..... شازیہ نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔

رابعہ پر کوئی سایہ آگیا ہے وہ آسیب زدہ ہوگئی ہے۔

کیا وہ مردانہ آواز میں باتیں کرتی ہے۔

ہوں..... شازیہ نے ہنکارا بھرا۔

جس قدر جلدی ہو سکے اس کی شادی کر دی جائے تو بہتر ہے۔

شادی سے آسیب کا کیا تعلق۔

شادی شدہ عورت پر جن بھوت نہیں آتا۔ میں نے تو یہی سنا اور پڑھا ہے۔

یہ رابعہ ہے کہاں۔

کچھ دیر پہلے اپنے وزٹ پر نکلی ہے۔

اور یہ آسیب والی بات یقیناً تمہارے ابو نے بتائی ہوگی کیونکہ وہ مسجد میں نماز

پڑھتے جاتے ہیں۔

شاید انہوں نے ہی بتائی تھی۔

براہ کرم رابعہ سے اس کا ذکر مت کرنا پوچھ کر رہے ہیں۔

کیا کر رہے ہیں۔

کسی عامل کا پتہ لگا رہے ہیں۔

میں کہہ رہی ہوں کہ اس کی شادی کر دو اور تم عاملوں کے چکروں میں پڑ رہی

ہو۔

کیسی باتیں کر رہی ہو سلٹی شادیاں راہ پر پڑی ہیں ارے کوئی رشتہ تو آئے

سامنے کوئی لڑکا بھی تو ہو۔

لڑکا ہے ٹھہرو جوان خوبصورت۔

کون۔

اپنے اشعر میاں..... سلٹی نے بڑے زور کا دھماکہ کیا اور اس دھماکہ میں

شازیہ کا اپنا وجود ڈر گیا۔

دراصل میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ رابعہ میں دلچسپی لیتے ہیں پھر کیوں نہ

بات آگے چلائی جائے۔

تت..... تمہیں غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے سلٹی۔

ہو سکتی ہے لیکن میرا اندازہ غلط نہیں کیونکہ وہ رابعہ کو ایک منفرد لڑکی کہتے ہیں

جس سے میں نے امدادہ گیا کہ اشعر میاں اسے پسند کرتے ہیں۔

پسند کرنا اور بات ہے شادی کرنا دوسری بات..... بہر کیف اشعر کو میرا پیغام

دینا کہ مجھے مل گئے۔

بدقسمتو یہ بات ہوئی نا۔ سلٹی مسکرائی اور اٹھتے ہوئے بولی۔

لاکھوں میں ٹیک ہیں اشعر میاں میری اگر منگنی نہ ہوئی ہوتی تو خود اسے

پھانس لیتی لہذا مجبوری ہے۔

شازیہ صرف مسکرا دی اور سلٹی اٹھتے ہوئے بولی۔

اشعر میاں گھر پر نہیں جیسے ہی آئے آپ کا پیغام دے دوں گی اتنا کہہ کر وہ پھر مسکرائی اور باہر نکل گئی۔

بے وقوف انداز سے کس قدر غلط دکھا گئی، میری تو جان ہی نکال دی تھی اس نے، شازیہ بڑبائی۔ اشعر تو میری روح میں اتر چکا ہے۔ روح اور جسم الگ الگ کیسے رہ سکتے ہیں۔

اسے باجی جا رہی ہوں خالد کے ہاں خالد بھائی کے ساتھ رات کو لوٹ آؤں گی۔ باہر سے رابعہ کی آواز ابھری۔ جانا ضروری ہے۔

دم گھٹ رہا ہے میرا چین نہیں کہیں بھی پہنچ نہیں کیا ہو نے والا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ جس رفتار سے آئی تھی چادر اٹھا کر اسی رفتار سے باہر نکل گئی۔ اللہ تجھے اپنی امان میں رکھے۔ (آمین) شازیہ نے اس کے لئے دعا کی کیونکہ ایک رابعہ ہی تو تھی جو اس کے لئے سب کچھ تھی سربل ایک۔ لیکن بھائی کا منہ نہیں دیکھ پائی تھی چھوٹا سا گھرانہ جس کے اندر ان کی خوشیاں دفن تھیں۔

یہ سہلی کیا لینے آئی تھی۔ حاجرا بیگم اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔ اسے رابعہ کی بیماری کی خبر ہو گئی ہے یہ جانے آئی تھی کہ اس کی شادی کر دی جائے تو آسیب ختم ہو جائے گا کیونکہ شادی شدہ لڑکیوں پر جن بھرت نہیں آتا۔ اسے کیسے پتہ چلا اس اندر کی بات کا۔

اپنے باپ سے جو مولوی کرامت علی کی مسجد میں صبح نماز پڑھنے جاتا ہے۔ یہ تو بہت برا ہوا یوں بات پورے محلہ میں پھیل چائے گا حاجرا بیگم پریشان ہو گئیں۔

میں نے اسے منع کر دیا ہے اور باپ سے کہنا کہ مولوی کرامت سے مل لے اور اسے منہ بند کرنے کو کہے۔ ورنہ رابعہ اس کا سر پھاڑ دے گی اور ہاں رابعہ خالد کے ہاں گئی ہے خالد بھائی کے ساتھ رات کو لوٹ آئے گی۔

مجھے بتا کر گئی ہے۔ لیکن بیٹی تم نے سہلی کو تاکید کر دینا تھی کہ زیادہ منہ نہ کھولے بیٹی کا معاملہ ہے۔ منہ میں آجائے گی۔

دیے ماں ایسی باتی چھپی نہیں رہتیں۔ بات تو کہتی ہے تو مجھے منہ سے نکال میں تجھے شہر سے نکالتی ہوں۔ پھر بھی بیٹی! سے احتیاط کرنا چاہئے۔

میں نے اسے منع کر دیا ہے اور اسے کہا ہے کہ اشعر میاں آئیں تو انہیں میرے ہاں بھیج دے۔

ہاں بالکل ایسے ہی کرنا عزت بھی بچ جائے گی اور بات بھی بن جائے گی۔ حاجرا بیگم بیٹی کی عقل پر خوش ہوئی کہ اس کی بیٹی سانپ مارنا اور لاشی بچانا جانتی ہے۔

اور شازیہ ہلکے سے مسکرا دی۔ اس کے ہونٹوں پر کھلنے والی مسکراہٹ بڑی چٹان دار تھی اور حاجرا بیگم واپس لوٹ گئی۔

شازیہ نے ایک رات میں سینکڑوں خواب دیکھ ڈالے تھے۔ اور خواب دکھانے والا ایسا انسان تھا جو چپکے سے دبے پاؤں بغیر آواز پیدا کئے اس کے دل کے تہہ خانے میں گھس گیا تھا۔ شازیہ کو خوبصورت ہونے کا احساس دلا گیا تھا اب شازیہ کو چین کہا تھا۔ وہ اسے پھر سے دیکھنا چاہتی تھی غور سے باریک بینی سے گو کہ رات بھر اسے اپنی پلکوں پر بٹھائے رہتا تھی اور اس سے دل کی باتیں کی تھیں۔ دل کی باتیں منوائی تھیں۔ لیکن میں نہیں بھڑکا تھا جیسے پیاسا ہو۔ بہت ہی پیاسا۔۔۔ یا پھر پیاسا سادوں ہو۔ کہیں برس نہ پڑا ہو۔۔۔ وہ ناکام حسرتیں جو نوحہ بننے والی تھیں اچانک خوشیوں کے گیتوں میں بدل گئیں اور اشعر اس کی زندگی میں بہار بن کر چلا آیا تھا۔ وہ ان ہی خیالوں میں گم دو گھنٹے گزار گئی اسے حاجرا بیگم نے اپنے خیالات سے چونکایا جب اس نے اشعر میاں کے آنے کی اطلاع دی۔

بیٹی اشعر میاں آئے ہیں۔۔۔ اور شازیہ ایک دم کھل گئی۔

آؤ بیٹے اندر آ جاؤ ... حاجرہ بیگم نے اسے اندر آنے کو کہا شاید وہ اس کے کمرے کے دروازے کے باہر ہی کھڑا تھا اور اشعر صاحب اندر چلے آئے۔
 میں بیٹی چائے لاتی ہوں حاجرہ بیگم چپکے سے کھسک گئیں۔
 تشریف رکھیں۔ وہ صوفے کی طرف اشارہ کر کے بولی۔
 آپ نے یاد کیا اور وہ بھی اس قدر جلدی کہ یقین نہ آیا۔
 آپ سے کچھ کام پڑ گیا تھا بہت سی پرنسپل سوچا آپ سے مدد مانگ لوں شاید بہتر ہو جائے۔ شازیہ نے اتنا کہہ کر اس کی غلط فہمی دور کر دی کہ اس نے اپنے جواب کے لئے نہیں بلوایا۔
 او..... شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنا سمجھا۔ فرمائیے میرے لئے کیا حکم ہے۔
 راز داری کا وعدہ کرنا پڑے گا۔
 کیا کوئی ایسی بات ہے تو میں آپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جی، آپ کہیں گی دیا ہی کروں گا اور کسی سے ذکر تک نہیں کر ادا گا۔
 میری قسم کیوں..... یہ شازیہ نے خواہ مخواہ کے گھبرا۔
 دنیا میں اگر مجھے کوئی شے عزیز ہے تو وہ آپ ہیں۔
 کمال ہے کہ آپ نے اتنی جلدی اتنا بڑا اہم فیصلہ کر ڈالا کہیں ایسا تو نہیں کہ ہر لڑکی کو آپ یہی کچھ کہتے رہیں ہوں۔
 شک کر رہی ہیں آپ اس غریب مرثیہ عشق پر۔
 تو آپ عشق فرماتے ہیں۔
 دل و جان سے فریفتہ ہو گیا ہوں۔
 ہم بات کچھ اور کر رہے تھے۔
 فرمائیے میں ہمہ تن گوش ہوں آپ حکم فرمائیں۔
 اپنی رابعہ آسیب زدہ ہو گئی ہے۔
 کیا ہو گئی ہے۔ اشعر حیران ہو کر بولا۔

اس پر کسی کا سایہ ہے یہ واقعہ کل ہوا ہے ہم لوگ بہت پریشان ہیں نہیں چاہتے کہ کسی کو خبر ہو..... میں چاہتی ہوں کہ کسی عامل کا پتہ چل جائے تو اس سے بات کی جائے۔
 ہوا کیا تھا۔ اشعر بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔
 اور تین ٹائپ نے صبح کی نماز سے لے کر مولوی کرامت علی تک کا واقعہ کہہ سنایا۔
 یہ تو بڑا تنہمیر مسئلہ ہے۔
 لیکن میں چاہتی ہوں کہ رابعہ کو علم نہ ہو کہ میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے اور آپ سے مدد مانگی ہے آپ کو پتہ ہے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کچھ سن لے تو بد مزاج اور جڑ جڑی ہو جاتی ہے اور اس بات کا تجربہ آپ کو ہو چکا ہے۔
 پھر دوسری بار دورہ تو نہیں پڑا۔
 نہیں.....
 حریف سمجھے گا اگر آپ برا نہ مانیں تو اس پہلو پر بھی سوچا جاسکتا ہے کہ کوئی قدم نہ نہ کر رہی ہو۔
 نہیں ایسا سوچنا ہی گناہ ہے۔ میں اپنی بہن کو بہت اچھی طرح جانتی ہو اس قدر تو والدین نہیں جانتے۔
 میں نے صرف ایک بات کہی تھی جس میں فتنی فتنی چانسز ہیں۔
 نہیں ایک فیصلہ چانس بھی نہیں وہ اپنی بہن کو والدین کو اس قدر اذیت نہیں دے سکتی وہ اس قدر گھٹیا لڑکی نہیں۔
 شاید آپ کو۔ خیر چھوڑ دیے۔ میں آپ کے حکم کے مطابق ایک دو دن میں کسی عامل کا پتہ کرتا ہوں اور.....
 اور کیا..... شازیہ جلدی سے بولی۔
 میں نے آپ کے بارے سوچا تو مجھے آپ کسی زاویے سے پاگل نظر نہیں

آئے لہذا میں کہہ سکتی ہوں کہ آپ اچھے انسان ہیں۔ میں نے اپنی والدہ سے بات کی ہے وہ کہتی ہیں کہ زندگی تم نے گزارنا ہے اپنا اچھا بھلا خود سوچو۔

پھر آپ نے کیا سوچا۔

اب سوچنے کو کیا رکھا ہے کہ مزید کچھ سوچوں۔

ذرا ہاتھ بڑھائیے۔

کیوں..... شاز یہ حیرت سے بولی۔

میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔

کیا آپ علم نجوم جانتے ہیں۔ وہ ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی اور اشعر نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے بڑی پھرتی سے اسے چوم کر چھوڑ دیا۔ اور شاز یہ کے وجود میں سنسناہٹ دوڑ گئی اور دوسرے پاؤں تک گھڑا ہو کر جیسا سے دوہری ہو گئی۔

شکر یہ جاناں..... میرے لئے یہی کافی ہے۔

اور وہ کچھ نہ بولی اس نے اپنے وجود کے اندر بے شمار جھٹکے محسوس کئے، زندگی میں پہلا مرد تھا جس نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے چوما تھا۔

رابعہ کے بارے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سکول کے زمانے میں وہ جب ڈراموں میں حصہ لیتی تھی تو مردانہ کردار ادا کرتی تھی اور وہ بہومر، اندا، آوا نکال لیتی تھی اور یہ بات مجھے سسلنی نے بتائی ہے وہ خوب بھی بہت پریشان ہے۔ بہر کیف میں چلتا ہوں آپ اپنا خیال رکھنے گا۔ میرے گھر والے آپ کے ہاں جلد پہنچ جائیں گے اور میں دوسرے کرنا ہوں کہ زندگی بھر آپ کی پرورش کرتا رہوں گا۔

وہ کچھ نہ بولی تھی۔ وہ تو دوحصوں میں بٹ گئی تھی..... اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اشعر اس کی ذہنی کیفیت دیکھ کر خاموشی سے باہر نکل گیا اور تب شاز یہ کے ہونٹوں سے ایک گہری سانس نکل گئی ظالم اسے اس کے وجود کے اندر رسوا کر گیا تھا۔

دوسری طرف رابعہ کے بارے ایک عجیب انکشاف کر گیا تھا اس کی عجیب ذہنی

کیفیت تھی ایک طرف اشعر کے ہونٹوں کا لمس جس نے اس کے پورے وجود کے اندر تھر تھری پیدا کر دی تھی دوسری طرف رابعہ کے بارے اس نے بڑے وثوق کے ساتھ اس کی مردانہ آواز کے بارے بات کی تھی۔ اس نے چند لمحوں میں ایک اہم فیصلہ کیا اور چادر پلٹ کر جیسے ہی باہر نکلے لگی حاجرہ بیگم تیزی سے اندر آ گئیں۔

میں چائے بنا رہی تھی کیا ہوا اسے چلا کیوں گیا۔

میں نے بات کر لی ہے وہ کچھ دنوں تک گھر والوں کو بھیج دے گا میں ذرا سسلنی کے ہاں جا رہی ہوں ابھی لوٹ آؤں گی..... اتنا کہہ کر اس نے اپنے گرد چادر لپیٹی اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی کچھ لمحوں بعد وہ آپلی رضیہ کے ہاں داخل ہو رہی تھی۔

ارے آپ.. سسلنی صحن میں کھڑی تھی۔

تم سے بات کرنا ہے ذرا کمرے میں آؤ..... شاز یہ بولی۔

یا اللہ خیر..... سسلنی مسکرائی اور اسے لئے ہوئے اپنے بیڈ روم میں آ کر جہاں اشعر صوفے پر موجود تھا وہ اسے دیکھ کر احترام کھڑا ہو گیا۔

تشریف رکھیں۔

نہیں میں جلدی میں ہوں۔ ہاں تو سسلنی میں تم دونوں سے صرف یہ بات کہنے آئی ہوں کہ رابعہ کو علم نہیں ہونا چاہئے کہ ہم لوگوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے ورنہ بہت گڑبڑ ہو جائے گی۔ یہ را خیال ہے کہ آپ یہ بات نہ بھی کہیں تو میں نے اور سسلنی نے یہ پکا ارادہ کر لیا تھا کہ گھر میں بھی اس بات کا کسی کو علم نہیں ہونے دیں گے۔

شکر یہ..... اور ہاں سسلنی تم یہ بات یقین سے کہتی ہو کہ رابعہ مکمل مردانہ آواز پر عبور رکھتی تھی۔

ہاجی میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی اس لئے تو کہہ رہی تھی کہ اس کی شادی۔

خاموشی..... بس اتنا ہی کافی ہے آپ لوگوں کو زحمت دی۔

میں اشعر کے لئے چائے تیار کرنے جا رہی تھی کہہ رہے تھے کہ آپ نے

چائے کا نہیں پوچھا۔

جھوٹ بولتے ہیں ماں بچن میں چائے ہی تیار کر رہی تھی کہ یہ بھاگ اٹھے۔

کیوں جناب باجی کیا فرما رہی ہیں۔

یہ درست فرما رہی ہیں لیکن میں نے آپ سے صرف یہ کہا تھا کہ میں چائے

پی کر نہیں آیا لہذا مجھے ایک کپ چائے تیار کر دیں یہ نہیں کہا تھا کہ انہوں نے چائے کا نہیں پوچھا..... اشعر گھبرا کر بولا۔

اچھا تو یہ بات تھی۔ سہلی مسکرائی پھر مزید بولی۔

اگر باجی پسند کریں تو میں چائے رکھ چکی ہوں دمنٹ میں لے آتی ہوں۔

نہیں پھر سہلی۔ اجازت دو۔ ماں انتظار کر رہی ہوگی۔ اتنا کہہ کر وہ چلی گئی۔

رابعہ کی وجہ سے بہت پریشان لگ رہی تھی باجی۔ سہلی بولی۔

میرا خیال ہے مجھے بات ہی نہیں کرنا چاہیے تھی جناب نے خواہ مخواہ مجھے گائیڈ

کیا تھا کہ جا تو رہا ہوں کیوں نہ شازیہ کے کانوں میں پھونک مار دوں اور

اور آپ نے ماری۔ اگر مجھے عقل نہیں تھی تو جناب نے تو بی اے کر رکھا ہے

بہت سینئر ہیں مجھ سے۔

پڑھائی سے عقل کا کیا تعلق۔

میں چائے لا رہی ہوں۔ سہلی نے جان چھڑائی اور اشعر مسکرا پڑا۔

اور پھر دن بیتے چلے گئے پورے دس دن بیت گئے زندگی معمول پر آگئی تھی

رابعہ کو پھر دورہ نہیں پڑا تھا شازیہ اس واقعہ کو اب نظر انداز کر چکی تھی۔ جب حاجرا بیگم

کے کانوں میں آپنی رضیہ نے پھونک ماری۔ مبارک ہو حاجرا..... آج شام چار بجے

اشعر کی والدہ اور بہن آ رہی ہے تم ذرا انتظامات بہتر کر لینا بس یہی کہنے آئی تھی۔

سنو رضیہ لوگ تو اچھے ہیں۔

میں کس قدر اچھی ہوں پورا علاقہ آپنی کہتا ہے۔

او..... حاجرا نے ایک گہری سانس لی۔

بہت عزت والے لوگ ہیں شریف ہیں خاندانی ہیں اور تیری بیٹی راج کرے

گی۔

اتنا کہہ کر آپنی رضیہ چلی گئی اور حاجرا نے شازیہ کو آواز دی۔

آئی ماں..... شازیہ کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔

وہ لوگ چائے پر چار بجے آ رہے ہیں رابعہ پھر خالد کے ہاں نکل گئی پتہ نہیں

اس گھر میں کیا رکھا ہوا ہے جو ہر روز ادھر بھاگ اٹھتی ہے۔ کون کام کرے گا گھر کے۔

تم بھی کمال کرتی ہو ماں۔ چائے پر آ رہے ہیں کھانے پر نہیں گھر تو پورا

صاف ستھرا ہے بازار جا کر کچھ سامان بیکری سے لے آئی ہوں بوتلیں منگوا لیتی ہوں اور

دودھ وغیرہ تو گھر میں ڈھیر سا رہا ہے۔ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔

جاؤ بازار سے دو آؤ۔

خود چلی جاؤ میں ذرا گھر کو بھی ایک بار صاف ستھرا کر لوں۔

مجھے کیا پتہ کیا لانا ہے خود بیکری پر جاؤ شیراز پر جانا بہت دورا کی ہے وہاں پر

ڈھیر سا مالے آنا کسی چیز کی کمی نہ ہو ابھی ایک بج رہا ہے پورے تین گھنٹے پڑے ہیں جاؤ

بازار آؤ.....

جاری ہیں تم تو پریشان کر رہی ہو..... شازیہ بازار جانے کے لئے خود تیار

ہوئی جب وہ گھر پہنچی تو شاید پوری بیکری اٹھالی تھی۔ کھلے کا ایک تیرہ چودہ سالہ بچہ پورا

ڈالا بوتلوں کا اٹھائے ہوئے تھا۔ ڈالا اس نے بچن میں رکھوایا اور تمام بوتلیں فریز میں لگا

دیں بیکری کے سامان میں قیتے کے چھوٹے چھوٹے سموے، شامی، اعلیٰ قسم کے بسکٹ

گلاب، جاسن، دس تھلے اور نمکو کے کئی لفافے جو مختلف قسم کے تھے حاجرا بیگم مسکرائی تھی۔

اسے کیا کہتے ہیں بیٹی۔

اسے سو سن طوہ کہتے ہیں دال اور ویسی گھی سے تیار ہوتا ہے۔ یہ شامی سموے

اور سو سن کا معرہ اودن میں گرم کرنا ہے لیکن ابھی نہیں لیکن ماں تو فکر نہ کر میں سامان خود

لے کر آؤں گی تم مہمانوں کے پاس بیٹھنا۔

پھر پورے گھر کی صفائی شروع ہوگئی ڈرائنگ روم کی صفائی اور پردے نئے ڈالے گئے صوفے کے اچھاڑ بدلے گئے پھولہ ان کو صاف کیا گیا پھولوں کو دھویا گیا ہر طرف سے جب شازیہ مطمئن ہوگئی تو اس نے ماں سے کہا۔

ماں کوئی اچھا سا جوڑا پہن لے۔
اور تو بھی کوئی بہت ہی اچھا ... تم۔ حاجرا بیگم مسکرائی تھیں۔
مہمان کتنے ہوں گے۔

پتہ نہیں رضیہ نے بتایا نہیں۔
کوئی بات نہیں کافی سامان لے آئی ہوں پہلے بوتلیں پھر چائے کے ساتھ

لوازمات۔

کیوں ٹھیک ہے نا ماں۔

تیرے باپ کو بلا لاؤں۔

ضرورت نہیں پھر مجھ سے کام نہیں ہوگا اور نہ ہی میں مہمانوں کے سامنے

آسکوں گی۔

ہاں یہ بات تو ہے۔ خیر کوئی بات نہیں بھی کوئی اچھی بات کرنا نہیں آتی۔

کیا کہہ رہی ماں۔ شازیہ حیرت سے بولی۔ پھر مزید بولی۔ یہ دو خوبصورت

بیٹیاں انہوں نے ہی تو تم کو دی ہیں۔

بس یہی ایک اہم کام تھا جو اس نے کر ڈالا۔ حاجرا بیگم مسکرائیں آج وہ بہت

خوش تھیں۔ پہلی بار بیٹی کے لئے کوئی ٹھکر کے دروازے پر دستک دینے والا تھا اور ایسا

وقت مقدروالوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پھر دونوں ماں بیٹیوں نے لباس تبدیل کیا تھا۔

شازیہ تو سفید پرائس میں کوئی آسمانی حور لگ رہی تھی بڑا سادہ لباس تھا جو اس نے زیب

تن کیا تھا صرف چہرے پر کوئی لوشن لگایا تھا اور یاسمین پرفیوم سے کپڑوں کو شرف بخشا

تھا۔ پھر ٹھیک چار بج کر چھپس منٹ پر مہمان آ گئے تھے کل چار افراد..... آپلی رضیہ اور سلمیٰ

.... اور دو ماں بیٹی دیکھا جائے تو دو مہمان تھے۔

سلمیٰ بیگم نے انہیں دروازے پر ریپور کیا تھا اور بڑی چاہت کے ساتھ ڈرائنگ روم میں لا بٹھایا تھا جب چاروں افراد بیٹھ گئے تو حاجرا بیگم بولی۔

گھر میں کوئی بھی نہیں ہے صرف میں اور شازیہ بیٹی ہیں۔

ہمارے لئے شازیہ ہی کافی ہے..... نوجوان لڑکی بولی جو بہت سندر تھی اور

اشعر کی بہن تھی حاجرا بیگم مسکرا دی تھی۔ اتنے میں شازیہ اپنے سفید پرائس میں ٹرے

میں چار گلاس جس میں بیٹنی تھی اندر داخل ہوئی دونوں ماں بیٹی نے چونک کر اس کی

طرف دیکھا اور اسی لئے شازیہ بولی۔

آداب عرض کرتی ہوں۔

بھتی رہو۔ ادھر بیٹھ جاؤ نا۔ جہاں آرا بیگم جو اشعر کی والدہ تھیں مسکرا کر

بولیں۔

میں بیٹھ گئی تو آپ کی خدمت کون کرے گا گھر میں اور کوئی بھی نہیں۔ شازیہ

مسکرا کر بولی۔

جہاں آرا بیگم اور اس کی بیٹی سونا بڑی گہری نظروں سے شازیہ کو دیکھ رہی تھیں

اور شازیہ باہر نکل گئی۔

یہ رابعہ نظر نہیں آ رہی۔ آپلی رضیہ بولیں۔

خالہ کے گھر گئی ہوئی ہے۔ جب آپ آئی تھیں تو کچھ دیر پہلے ہی دم نکلی تھی۔

اور آپلی رضیہ مسکرا دیں جہاں آرا بیگم بڑی گہری عورت تھیں اس نے

درداز سے پر قدم رکھتے ہی بڑی باریک بینی سے پورے گھر کا جائزہ لے لیا تھا اور شازیہ

کی پروقار شخصیت انہیں پسند آئی تھی انہوں نے گلاس خالی کئے تھے۔ کہ شازیہ نرالی لئے

اندر داخل ہوئی اور سلمیٰ اللہ کھڑی ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر شازیہ کا ہاتھ بتایا اور بے

شمار پیشیں جو نرالی کے اوپر نیچے لہدی ہوئی تھیں اٹھا کر سنٹر ٹیبل پر سجا دیں اور خالی نرالی

لے کر جب شازیہ باہر گئی تو جہاں آرا بیگم بولی پڑیں۔

ارے یہ اس قدر لوازمات کی کیا ضرورت تھی۔

ہم ٹھہرے پرانے زمانے کے لوگ آج کی نئی پوز ہے ان کے اپنے طور طریقے ہیں۔ عاجزا بیگم بڑی انکساری سے بولیں اور پھر چائے کے برتن آگئے۔ سلنی ایک بار پھر اٹھی تھی اور شازیہ سے برتن لے کر اس نے سنٹر ٹیبل پر رکھ دیئے۔

یار ادھر بیٹھ جاؤ آنٹی تمہیں دیکھنے آئی ہیں اور تم پر خدمت گزار کی کا بھوت سوار ہو گیا ہے سلنی مسکرا کر بولی۔

آؤ بیٹی ادھر ہمارے پہلو میں بیٹھ جاؤ ماشاء اللہ بہت پیاری بیٹی ہے اور یہ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

پتہ نہیں اچھا ہوا ہے یا برا کر ڈالا۔ شازیہ مسکراتر بولی اور ماں کے برابر بیٹھ گئی۔

پھر چائے کا دور چلا تھا اور جہاں آرا بیگم نے ہر شے کو ضرور چھوا تھا۔ بیٹی کتنا پڑھی ہوئی ہو۔

میسٹرک۔۔۔ کیونکہ باپ کہتے تھے تعلیم اتنی بھی جو ہضم ہو جائے شازیہ نے کچھ اس انداز سے لب کشائی کی کہ جہاں آرا بیگم کے دل میں اتر گئی۔ انہوں نے پرس کھولا اور ایک خوبصورت انگشتری نکالی۔ یہ دیکھنا بیٹی کیا سائز ٹھیک ہے۔

اور شازیہ کا دل سینے کی بجائے پهل میں دھڑکا اس نے شرمناک انگشتری لے لی اور اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلی میں چھین لی۔

اب یہ بھی لے لو۔ جہاں آرا بیگم نے ہزار کا نوٹ اسے تھما دیا اور بولیں جلدی ہی برات لے کر آؤں گی اور تمہیں دیکھیں بنا کر لے جاؤں گی۔

شازیہ کا چہرہ شرم و حیا سے سرخ ہو گیا اور جہاں آرا بیگم نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا اور مسکرا کر مزید بولیں۔

تمہیں سفید لباس بہت فچ رہا ہے کیا تمہیں احساس ہے کہ اس میں تمہاری شخصیت بہت اجاگر ہوتی ہے۔

مجھے صرف سادہ لباس پسند ہیں یہ نہیں معلوم کہ اس سے شخصیت ابھرتی ہے۔ شازیہ مسکرائی تھی اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ ایک فاتح کی مسکراہٹ تھی جس پر منونا بول پڑی تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سادہ لباس میں آپ آسانی خور لگ رہی ہیں۔

شازیہ نے سر جھکا لیا تھا۔ پھر چائے کا دور ختم ہوا اور آبی رضیہ نے سلنی بیگم کو مبارک باد دی اور آگے بڑھ کر شازیہ کو سینے سے لگایا اور بولیں۔

مجھے تو تم شروع سے پسند تھیں اگر کوئی بیٹا ہوتا تو تمہیں اپنے گھر لے جاتی۔

چلو اچھا ہوا کہ نہیں ہے ورنہ ہم ہاتھ ملتے رہ جاتے۔ جہاں آرا بیگم مسکرا کر ز بولیں اور انہوں نے بازو پھیلا دیئے تھے شازیہ شرمناک ان کے سینے سے جا لگی تھی۔

جیتی رہو۔ ٹھنڈک پڑ گئی ہے سینے میں۔۔۔۔۔ جہاں آرا بیگم کے لہجے میں ایک سچائی تھی اور عاجزا بیگم کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔ پھر مہمان چلے گئے اور سلنی رک گئی۔ اس نے شازیہ کا ہاتھ بلایا سنٹر ٹیبل سے برتن سینے اور کچن میں پہنچتے ہی سلنی نے بڑی گہری نظروں سے شازیہ کی طرف دیکھا اور بولی۔

میرا اور ان کا اندازہ غلط ہوا ہم دونوں ماں بیٹی یہ سمجھ رہی تھیں کہ اشعر میاں راجہ کو پسند کرتے ہیں لیکن جب گھر میں بات ہوئی تو آنٹی نے کہا ہم کو اشعر نے شازیہ کا بنایا ہے۔ تو ہم دونوں ماں بیٹی دنگ رہی گئیں پھر خوشی اس بات کی ہوئی کہ یہ تمہارا حق تھا۔ بڑی آپ تھیں اور اشعر میاں جیسا شوہر صرف آپ کا ہی مقدر بن سکتا تھا بہت سلجھے ہوئے اور بہت اچھے ہیں ہمارے اشعر میاں۔

بہت مسکے لگا لیا جناب نے۔ شازیہ ٹرائی سے برتن اٹھا کر کچن میں رکھتے ہوئے بولی۔

میں سچ کہہ رہی ہوں بابی اشعر میاں کے بہت رشتے آئے تھے لیکن وہ شادی سے انکار کر دیتے تھے بہانہ یہی ہوتا تھا کہ ملازمت مل جائے تو سوچیں گے اور قسمت دیکھو کہ کہاں انگلی۔

شازیہ مسکرائی اور بولی۔
نصیب کی بات ہے سہلی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یوں رشتے آسمانوں
سے اتر آتے ہیں۔

شازیہ مسکرا کر بولی۔
بہر کیف مبارک ہو اور مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو اپنے خاندان میں لے گئی
ہوں۔

شازیہ مسکرا دی اور سہلی اس کا ہاتھ دبا کر دہلے لوٹ گئی پھر اسی لمحے حاجرا بیگم
بچن میں آگئیں اور آتے ہی انہوں نے شازیہ کو سینے سے لگا لیا۔ جب وہ بولیں تو ان
کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

بب..... بیٹی..... مجھ سے خوشی سنبھالے نہیں چارہ۔ تو کسی قدر مقدور والی
ہے کس قدر نصیبوں والی ہے میں خدا کا جس قدر شکر ادا کروں وہ کم ہے۔ پھر عاصم بیگم
نے شازیہ کو سینے سے الگ کیا اور آنکھوں میں آنے جانے والے آنسو صاف کئے اور
بولی۔

کاش رابعہ ہوتی تو اپنی آنکھوں سے دیکھتی کہ اس کی بہن کو کس قدر عزت ملی
ہے اللہ تمہیں بد نظر سے بچائے۔

اور شازیہ مسکرا دی۔ یوں دونوں ماں بیٹی نے بہن صاف کئے تھے اور جو
بیکری کی دکان لوٹ لائی تھی وہ تقریباً ساوا سامان کچھ گیا تھا جو انہوں نے فرنگ میں
سنور کر دیا تھا۔

شازیہ جب اپنے کمرے میں آئی تو چھینچ رہے تھے اس کے ہاتھ کی انگلی میں
ایک خوبصورت انگشتری جگمگا رہی تھی اور اسے کہہ رہی تھی کہ تیری آنے والی زندگی کیسی
ہوگی۔ اشعر نے جو کہا پورا کر دکھایا۔ وہ ایک طوفان کی مانند آیا اور اس کی ہستی کو اپنے
ساتھ بہا کر لے گیا ایک نشہ تھا جو اس پر طاری تھا۔ ایک خوشبو تھی جو اس کے وجود میں
ذہن اور دل میں اتر گئی تھی۔ اس کی ہر سانس معطر معطر ہو رہی تھی۔ ایک ایسا نشہ تھا جو

اس کے وجود کو نہلا گیا تھا اس کے کانوں میں ایک شہنائی کی گونج اتر رہی تھی ایک نغمی تھی
جو اسے دل کو گرم رہی تھی۔

باہر سے رابعہ کے چہنچہ کی آواز ابھری تھی۔

یہ سب کیسے ہو گیا.....؟ وہ ایک چیخ تھی جو پورے ماحول کے سنانے کو درہم
برہم کر گئی تھی اور پھر نانا چھا گیا تھا۔ کوئی آواز نہیں ابھر رہی تھی ایک گہرا سناٹا یہ چیخ
کیوں تھی اور وہ الفاظ کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کہا مطلب تھا رابعہ کا۔ وہ صوفے سے اٹھ
گئی تھی یا ہر گز چاہتی تھی کہ رک گئی اسے عجیب سا لگا تھا جیسے باہر کوئی غیر فطری عملہ ہوا
ہو۔ وہ باہر نکل آئی۔ باہر کوئی بھی نہیں تھا وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دوسرے کمرے کی
طرف برہم حاجرا بیگم اندر موجود تھی اور پریشان تھی کیا ہوا۔ رابعہ کہاں ہے۔

سامنے ڈرائنگ روم میں گئی ہے۔

واپس کیوں گئی۔

پتہ نہیں۔ میں نے تمہاری منگنی کے بارے بتایا کہ کون لوگ آئے تھے تو وہ
ایک دم چیخ پڑی اور بھاگتے ہوئے ڈرائنگ روم میں چل گئی۔

میں دیکھتی ہوں اتنا کہہ کر وہ ڈرائنگ روم کی طرف چل پڑی۔ وہ اندر موجود
تھی دروازے کی طرف پہنچا کئے سامنے دیوار پر باپ کی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

اے رابعہ کیا ہوا۔

کچھ بھی تو نہیں..... لرزتی ہوئی آواز۔ کانپتا ہوا لہجہ۔ جب وہ مڑی تو اس کا
چہرہ زرد ہو رہا تھا۔

کیا ہوا۔ بتاؤ رابعہ۔

مجھے نظر انداز کیا گیا۔ مجھے بتایا تک نہ گیا کہ گھر میں کیا کچھوئی پک
رہی ہے اور جب میں گھر پر نہیں تھی تو منگنی کی رسم ادا کر دی گئی۔ رابعہ نے جھوٹ کا سہارا
لے کر اپنے آپ کو بچایا۔ ورنہ جو چیخ ابھری تھی وہ تو یوں لگا تھا جیسے کسی کا دل پھٹ گیا
ہو۔

سب کچھ اچانک ہوا بالکل اچانک۔ ہم سب تیرے گنہگار ہیں باپو کو بھی نہیں پتہ..... بس اچانک ہوا۔ مجھے خود بھی نہیں پتہ چلا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ایک عورت اور ایک لڑکی..... سہلی اور آپنی رضیہ۔ یہ مہمان تھے آپنی رضیہ نے بتایا کہ مجھے دیکھنے کے لئے کچھ مہمان چار بجے آ رہے ہیں اور وہ آگئے اور یہ دیکھو انگشتری پہنا گئی۔ ایک ہزار روپیہ دے گئی ابھی تک نہیں سمجھ سکی کہ یہ کیا ہوا۔

اچھا ہوا..... بہت اچھا ہوا۔ شاید یہی ہوتا تھا۔ رابعہ اب سنبھل گئی تھی۔ درد کا طوفان جو اسکے کلبے میں تھا اسے اپنی قوت ارادی سے دبانے لگی تھی۔ کیا تمہیں پسند نہیں یہ رشتہ۔ مجھے کیوں نہیں پسند۔

پھر تم نے اس قدر اثر کیوں کیا۔ اثر نہیں تو..... دراصل گھر میں کچنی خوشی آئی اور درد و یوار تک کو پتہ نہ چلا یہ کیسی رسم تھی۔

بتایا نا کہ سب کچھ اچانک ہوا۔ اچانک..... نہیں یہ اچانک نہیں ہوا آپ پہلے سے جانتی تھیں کہ یہ سب کچھ ہوگا۔

کیا مطلب..... کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس رشتے کی بات کب چنی تھی۔ شاید آٹھ دس روز قبل۔

پھر مجھے کیوں اندھیرے میں دکھایا گیا آخر کیوں؟

اشعر نے مجھ سے بات کی تھی کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے ہاں جب وہ مٹھانی کا ذب لے کر آیا تھا تو اس نے بات کی تھی۔ تب میں نے کہا تھا کہ ایسی باتیں نہیں کرتے۔ یہ بزرگوں کے کام ہیں پھر بات ختم ہو گئی تھی کہ اچانک آج وہ لوگ آگئے اور یوں طوفانی انداز میں یہ رسم ادا ہو گئی کہ باپو کو بھی نہیں پتہ کہ اس کی بیٹی پرانی ہو گئی۔

لیکن آپ نے مجھ سے چھپایا تھا اس بات کا اقرار آپ کیوں نہیں کرتیں۔ یار رابعہ بالکل ایک سرسری بات ہوئی اور میں نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔

آپ کو مجھے بتانا چاہئے تھا کہ اشعر نے آپ کو پسند کیا ہے۔ شاید میں نے اس بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی اور پھر تمہارے آسیب زدہ ہونے پر بھی پریشان تھی۔ کیا بات کرتی۔

ختم کیجئے۔ رابعہ بظاہر نارمل ہو گئی تھی لیکن اس کے اندر ڈھیر سارا دھواں بھر گیا تھا۔ اس سے دھوکہ لیا گیا اس سے چھپایا گیا کیونکہ سہلی نے اسے بتایا تھا کہ اشعر اتے پسند کرتا ہے۔ اگر اشعر مجھے پسند کرتا تھا تو شادی کا پروگرام شاذیہ سے کیسے بن گیا۔ کیا میں آسیب زدہ تھی اس لئے لیکن یہ بات گھر سے باہر کیسے نکلی۔ کیا سوچ رہی ہو آؤ کرے میں چلتے ہیں۔

میں نہانا چاہتی ہوں..... آپ چلیں..... میں غسل لے کر آتی ہوں۔ رابعہ بولی اور شاذیہ پریشان سی باہر نکل آئی..... رابعہ کا رویہ دیکھ کر وہ بہت زیادہ سہم گئی تھی۔ آخر کیوں وہ چیختی تھی کیا اس لئے کہ وہ شریک نہ ہو سکی تھی یا..... پھر..... اس کے آگے اندھیرا تھا گپ اندھیرا وہ سوچتی رہی کہ کیا رابعہ کو یہ رشتہ پسند نہیں تھا۔ اگر پسند نہیں تھا تو کیوں پسند نہیں تھا اگر ایسی بات نہیں ہو سکتی۔ رابعہ ایسی لڑکی جیسے ہو جائے اور پھر جیسے کیوں ہونے لگی ہونہ..... یہ بات بھی نہیں ہو سکتی یا یوں سوچا جاسکتا ہے کہ شاید اشعر اسے پسند نہ ہو۔ وہ سوچتی رہی اور ہر لمحہ پریشان ہوتی رہی۔

شام کی اذان کی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہو گئی وہ وضو کرنے کے لئے اٹھ گئی جب نماز پڑھ کر واپس آئی تو رابعہ کمرے میں موجود تھی اب وہ بہت زیادہ نارمل تھی نہا کر وہ نکھری نکھری لگ رہی تھی۔

طبیعت بہتر ہوئی۔ شاذیہ نے سکرانے کی کوشش کی۔

اور رابعہ کے ہونٹوں پر زہر خند دوڑ گیا۔

سنو... کیا تمہیں میری سنگی اشعر سے پسند نہیں۔
کیا تم خوش ہو۔

اور تب رابعہ مسکرا دی۔ اور بولی۔
سب کچھ اچانک اور غیر متوقع ہوا۔ یقین نہیں آ رہا۔
مجھے خود نہیں آ رہا۔ شاز یہ بولی۔

آپ خوش ہیں۔

ہاں سب ٹھیک ہے آخر کہیں نہ کہیں تو رشتہ ہونا تھا۔ اور جہاں بھی ہونا تھا
قبول کر لینا تھا پسند کی بات تو یہاں ہے ہی نہیں! وہ نہ تو میں نے ایسا سوچا۔
انگلشٹری دکھانا۔ رابعہ نے ہاتھ بڑھایا اور شاز یہ نے انگلشٹری اتار کر رابعہ کو
دے دی۔

خوبصورت ہے بہت ہی خوبصورت ہے۔ مجھے بہن لیجئے۔ رابعہ نے انگلشٹری
اسے واپس کر دی اور نجانے کیا سوچ کر مسکرا دی بہت ہی زہریلی مسکراہٹ۔ جو زہر میں
اتری ہوئی تھی۔

... ○ ...

ایک درد ناک چیخ نے گھر کے پورے ستانے کو درہم برہم کر دیا اور یہ چیخ
رابعہ کی تھی جو جاہ نماز پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی کہہ رہی تھی۔ میں..... مجھے مت مارو مجھے
چھوڑ دو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ چھوڑ دو۔ خدا کے لئے معاف کر دو اب نہیں کروں گی
معاذی مانتی ہوں رحم کرو۔ چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ وہ بلکے جا رہی تھی۔
اوو شاز یہ! میرا حسین شاہ اور حجاز بیگم اس کے قریب ہی کھڑے تھے اور تب
شاز یہ آگے بڑھی اس پر بھی اور بولی۔

کیا ہوا تمہیں کون مار رہا ہے۔ مجھے بتاؤ۔

تو کیا کرے گی دفعہ ہو جاؤ۔ ایک مردانہ آواز نے جیسے اسے پرے دھکیل
دیا ہو۔ وہ ہاتھ رابعہ کا نہیں ہو سکتا تھا کوئی مردانہ بہت ہی طاقت ور ہاتھ تھا جس نے
اسے پرے ہٹایا تھا۔

اور رابعہ کہے جا رہی تھی مجھے چھوڑ دو۔ اب نہیں کروں گی میری بھول تھی
ہاں! میری بھول تھی۔

نہیں! نہیں! میرا ملے گی تم ہمارا مذاق اڑاتی ہو۔ ڈھونگ رچاتی ہو۔ یہ مردانہ
آواز تھی۔

معاف کرو۔ ناداں تھی بھول ہو گئی مجھے آزاد کرو دو ورنہ مر جاؤں گی۔ وہ
بلک پڑی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر زمین پر اچھل اچھل کر گری اور
ساکت ہو گئی ہر آنکھ حیرت زدہ خوف زدہ اور آنسو بہا رہی تھی۔

رابعہ..... شاز یہ کی آواز کانپی۔ اور رابعہ نے زمین پر لیٹے لیٹے چہرہ گھٹا کر

بہن کی طرف دیکھا اور رو پڑی اور اٹھ کھڑی ہوئی لڑکھرائی پھر سنبھل گئی۔
حاجرا بیگم ڈرتے ڈرتے آگئے بڑھی اور رابعہ اس کے سینے سے جا لگی۔
ماں..... مجھے بچالو..... میں سر جاؤں گی وہ مجھے مار ڈالے گا۔
حاجرا بیگم خود بھی رو پڑی اور بولی۔
کون مار ڈالے گا تمہیں بتاؤ

اور تب رابعہ نے ماں کا سینا چھوڑ دیا اور لڑکھرائتے قدموں سے اپنے کمرے
کی طرف چل پڑی وہ روئے جارہی تھی اور چلے جارہی تھی اور اپنی چار پائی پر اوندھے
منہ لیٹ گئی اس کا رنگ بے پناہ زرد ہو رہا تھا جسم پر ہلکی سی کچکی ٹھاری تھی۔
شازیہ اسے دیکھے جارہی تھی وہ اب تک اپنا شانہ دبا رہی تھی دھکے پیٹوں پر
پڑا تھا۔

رابعہ..... میری بہن رابعہ۔ میری جان رابعہ۔ مجھے کچھ بتاؤ کیا ہوا۔
بب..... برباد ہو گئی۔ لٹ گئی۔ میرا سب کچھ مٹ گیا۔ اتنا کہہ کر وہ پھر
بلک پڑی اور رابعہ اس کی چار پائی پر آگئی اور بازو جھوٹ کر اسے سینے سے لگا لیا۔
میری جان..... کیا ہوا۔ مجھے بتاؤ۔
کچھ نہیں۔

معافی کیوں مانگ رہی تھی کس بھول کی بات کر رہی تھی۔
اور رابعہ خاموش رہی شازیہ کے سینے سے لگی ہلکے ہلکے کپکپاتی رہی جیسے کوئی
سر دی کھایا ہوا بچہ۔

میری جان..... تجھ پر میں قربان۔ خداتے جاؤں تیرے۔ میرے ساتھ ایسے
ہی لگی رہو اور اپنے سارے دکھ مجھے دے دو۔

بب برباد ہو گئی ہوں۔ خود گڑھا کھودا ہے اپنے لئے میں نے اور خوشیوں نے
منہ موڑ لیا۔ یہ زندگی یوں برباد ہوگی سوچا تک نہیں تھا..... وہ کانپتی آواز میں بولے جا
رہی تھی اور شازیہ اسے سینے سے لگائے ہوئے تھی اور ایک ہاتھ کی انگلیوں سے اس

کے سر کے بالوں کو سہلائے جا رہی تھی۔

ہوا کیا پوری بات بتاؤ..... شازیہ اسے پیار کرتے ہوئے بولی۔

کچھ رہ ہی نہیں گیا سب کچھ لٹ گیا..... باجی۔

یونہی سینے سے لگی رہو تمہارے لئے جان دے سکتی ہوں۔

کون مرتا ہے کسی کے لئے ہاں کون مرتا ہے.....

دل چھوٹا نہیں کرتے ہمت سے کام لو۔ اور مجھے بتاؤ کہ تم معافی کس بات پر
اور کس سے مانگ رہی تھیں تم۔

ایک جنم نے میرے اوپر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سے معافی مانگ رہی تھی۔

معافی کس بات پر۔

ایک غلطی ہوئی تھی اسی وجہ سے اس کی پکڑ میں آگئی ہوں۔

پوری بات بتاؤ.....

بس بس سے زیادہ اجازت نہیں اتنا کہہ کر رابعہ نے آنسوؤں سے بھرا چہرہ
صاف کیا اور بولی۔

مجھے تجھ نے کیوں نیند آ رہی ہے۔ میں سونا چاہتی ہوں۔ کچھ کر سکتی ہو تو
میرے لئے کر لینا اور مجھے بچا لینا۔

اور پھر حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ وہ گہری نیند سو گئی اور اس بات پر شازیہ
حیرت زدہ رہ گئی۔ اس نے رابعہ کو سینے سے الگ کیا اور اس کا سر ہٹکے پر رکھ دیا۔

رابعہ..... شازیہ نے اسے آواز دی۔

یہ سوئچی ہے اسے آرام کر لینے دو..... کمرے میں ایک مردانہ آواز ابھری اور
شازیہ نے پریشان ہو کر پشت کی طرف دیکھا کیونکہ آواز اس کی پشت سے ابھری تھی۔

اس غریب نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ شازیہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے دخل اندازی تمہارے لئے تمہارے گھر والوں کے
لئے نقصان دہ ثابت ہو گئی۔

لیکن یہ بہت معصوم ہے اور یہ معصوم نہیں بہت پھڑے باز لڑکی ہے اس نے خود ہمیں دعوت دی اب معافی مانگتی پھر رہی ہے اور پھر کون سا ہم نے یہاں بیٹھے رہنا ہے جو گیوں والا پھیرا ہے بس آتے جاتے رہیں گے اور سنو پاکیزگی کا خیال رہے ہم ناپاکی برداشت نہیں کرتے۔ بس اب جاؤ اور کچھ پوچھنا ہو تو پوچھو اور۔

آپ کوئی نیک جن معلوم ہوتے ہیں۔
جن صرف جن ہوتا ہے بس اتنا یاد رکھنا تمہاری بہن ہم کو پسند آگئی ہے لیکن ہمارا وعدہ رہا کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔
شکریہ کس نام سے آپ کو پکاروں۔

جن بابا کہہ سکتی ہو۔۔۔ بس نام ہی دینا ہے۔۔۔ بس اب جاؤ اسے سونے دو
خیز اس کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس بار آواز دعب دار تھی۔
اور شازیہ باہر نکل آئی اور اس نے دیکھا کہ دروازے کے باہر سے باپو اور ماں کھڑے کانپ رہے تھے۔

شاید آپ لوگوں نے سب باتیں سن لیں جن بابا نے کہا ہے کہ وہ رابعہ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ آئیے رابعہ کو آرام کرنے دیجئے اتنا کہہ کر شازیہ بچن میں آگئی تھی اس نے کیتلی میں چائے کے لئے پانی رکھا اور ماں باپ کے لئے چائے تیار کی اور ان کے کمرے میں آگئی۔

ماں چائے۔۔۔
لاؤ بیٹی۔۔۔ وہ رابعہ کہہ رہی تھی کہ مجھے بی سکتی ہو تو بچا لو یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا۔

سنو ماں جن بابا کوئی نیک ہستی ہے اس گھر میں ناپاکی منع کر رکھی ہے آپ کبھی بھولے سے بھی ان کو برا بھلا نہیں کہو گی اور رابعہ کے بارے پچھ چھپانے کی کوئی بات نہیں۔ اور میں وعدہ کرتی ہوں رابعہ کو کچھ نہیں ہو گا کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میرا

ایمان ہے کہ جس ہستی کے وہ زیر سایہ ہے وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔ لہذا ان کے بارے اچھی باتیں کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کسی شرارتی جن کے ہتھے نہیں چڑھ گئی۔

شازیہ بیٹی وہ بار بار معافی کیوں مانگ رہی تھی۔ اس بار ابراہیم اپنی لرزتی آواز میں بولے کیونکہ لفظ جن ہی سے وہ حواس باختہ ہو گئے تھے۔

جن بابا نے کہا ہے کہ یہ لڑکی نے ہم کو خود بلوایا ہے ہمیں مجبور کیا اب جب ہم آگئے ہیں تو معافی مانگ رہی ہے۔ شازیہ اپنی چائے وہیں لے آئی تھی اور ایک طرف بیٹھ گئی تھی اب کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی شاید کسی کے پاس کہنے سننے کو کچھ نہیں تھا تین افراد کمرے میں موجود تھے اور سر جھکائے چائے پی رہے تھے۔ اور پھر چائے ختم ہو گئی اور شازیہ نے ماں باپ سے کپ لے لئے اور بچن میں آگئی لیکن یہ کیا ہاتھ روم کا شاہور برس رہا تھا۔ اندر کون تھا۔

رابعہ۔۔۔ یہ تم ہو۔

ہاں باجی غسل لے رہی ہوں میرا سفید جوتا نکال دو اور مجھے ہاتھ رو میں ہی

دو۔۔۔

لیکن تم تو سو رہی تھیں۔

جس قدر رنجیدہ چاہئے تھی لے لی۔

اچھا میں کپڑے لا رہی ہوں تم آرام سے غسل کرو۔

اور شازیہ واپس لوٹ گئی اس نے اس کا سفید سوٹ نکالا جو استری کئے الماری میں رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ لے کر ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی اور رابعہ کو آواز دی کہ وہ کپڑے لے آئی ہے۔ تب رابعہ نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر کپڑے لے لئے۔

باجی پورے گھر کو ڈھونڈالو۔۔۔۔۔ اور کوئی ذرا ناپاکی حالت میں گھر میں داخل نہیں ہونا چاہئے اور اگر وہ آگیا تو میرے کمرے تک نہیں آنا چاہئے۔

جیسا تم کہو گی دیا ہی ہو گا۔ میں پورے گھر کو ڈھونڈالتی ہوں فکر مت

رابو نے کہا تھا..... شازیہ ایک لمحے کے لئے چوکی تھی۔

آج تو چھٹی کا دن ہے بازار بند ہیں پھر باپو ناشتہ کئے بغیر کہاں چلے گئے۔ اور پھر انہوں نے جانے ہی کیوں دیا گیا۔

میرا خیال ہے جب ہم لوگ گھر کو دھورہ تھے وہ اس وقت چلے گئے تھے۔ ہم فکر کیوں کرتی ہو۔ وہ آجائیں گے..... میں ناشتہ لا رہی ہوں۔ اتنا کہہ کر شازیہ باہر نکل گئی کچھ دیر بعد دونوں بیٹیاں ناشتہ کر رہی تھیں اور ناشتہ کے دوران ابرار حسین بھی آ گئے تھے اور ماجرا بیگم کے ساتھ مل کر ناشتہ کر رہے تھے..... کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ آنے والے مولوی کرامت علی تھے جو بڑے پریشان تھے اور ابرار حسین سے کہہ رہے تھے۔ میں نے رابعہ بیٹی سے ملنا ہے۔

اور ابرار حسین پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا جو سر ہلا کر رابعہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔

آنے دو ماں مولوی صاحب کو آنے دو..... اندر سے رابعہ کی آواز ابھری جیسے خبر ہو گئی ہو کہ اس سے کون ملنے آیا ہے اور حاجرا بیگم برآمدے سے ہی واپس لوٹ گئیں۔ اس نے اپنے شوہر کے سامنے اثبات میں سر کو حرکت دی تھی جیسے کہہ رہی ہو کہ مولوی صاحب چا سکتے ہیں۔ اور جب مولوی کرامت علی رابعہ کے کمرے کے دروازے پر پہنچے اور اندر نگاہ ڈالی تو صوبے پر رابعہ کو جس پوزیشن میں دیکھا تو اللہ اللہ کہہ اٹھے۔

آئیے مولوی صاحب رک کیوں گئے۔ یہ رابعہ تھی جو بڑے نرم لہجے میں بولی تھی جو غصہ لہا اس میں سفید چادر میں ملبوس اور چادر نے اس کی پیشانی کو بھی ڈھانپ رکھا تھا اس کے ہاتھوں میں سفید دانوں کی چھوٹی سی تیج تھی اور اپنی سرخ سرخ نگاہوں سے مولوی کرامت علی کو دیکھ رہی تھی۔ شازیہ دوسرے صوفے پر موجود تھی۔

باجی آپ باہر جائیں۔ رابعہ کا انداز ایک وقار ایک رعب لئے ہوئے تھا اور شازیہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔

تشریف رکھئے مولوی صاحب۔

کروتمہارے حکم کے بغیر یہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ اتنا کہہ کر شازیہ ہاتھ روم کے دروازے سے ہٹ گئی اور پھر ماں بیٹی نے پورے گھر کو دھو ڈالا۔ وہ ایک مشین کی مانند کام کر رہی تھیں۔

جب رابعہ ان کے سامنے آئی تو ماں بیٹی دنگ رہ گئیں سفید پرائیمن اور سر پر سفید چادر اور ہاتھ میں تیج..... وہ کچھ پڑھ رہی تھی اس کا انداز بڑا اچھا تھا وہ پورے گھر میں پھر رہی تھی اور ساتھ ساتھ کچھ پڑھتے جا رہی تھی۔

سب ٹھیک ہے نارابعہ۔

شکریہ خواتین بہت بہت شکریہ آپ لوگ تعاون کر رہے ہیں۔ یہ جن بابا کی آواز تھی گو کہ ہونٹ رابعہ کے چلے تھے وہ رابعہ کے اندر سے بولے تھے۔ حاجرا بیگم تو کانپ گئی تھیں دراصل وہ جن بابا سے بہت خوفزدہ تھیں ان کی اس تصور سے علی روم نفا ہوئی تھی کہ گھر میں کوئی جن گھس گیا ہے۔ جن بابا پورے گھر کے چکر لگا کر واپس رابعہ کے کمرے میں چلے گئے تھے۔

ماں ناشتہ تیار کرو باپو بغیر ناشتہ کئے چلے گئے۔ شازیہ بولی تھی اور حاجرا بیگم کچن کی طرف بڑھ گئی تھی اور شازیہ اپنے کمرے کی طرف جہاں رابعہ موجود تھی۔ شازیہ نے سب سے پہلے اپنا کمرہ صاف کیا تھا رابعہ صوفے پر موجود تھی وہ سفید پرائیمن میں کوئی دیوی لگ رہی تھی۔

رابعہ ناشتہ کر دی۔

اور رابعہ نے بند آنکھیں کھول دیں اور ان آنکھوں میں ایک یاسیت تھی ریگستانوں ایسی دیرانی تھی۔

ہوں لے آؤ..... زندہ بھی تو رہتا ہے..... یہ رابعہ بولی تھی وہ اس وقت کوئی

روحانی پیشو لگ رہی تھی۔

ناشتے میں کیا لینا پسند کر دی۔

جو تم پسند کرتی ہو وہی میرے لئے پسند کر لیا کرو..... بڑا زور معنی جملہ تھا جو

اور مولوی کرامت علی ڈرتے ڈرتے صوفے پر بیٹھ گئے۔

کہنے کیا کہنا ہے۔

کچھ نہیں کہنا صرف یہ بتانے حاضر ہوا ہوں کہ جس دن سے ڈانٹ کھا کر گیا ہوں دن رات کا سکون کھو بیٹھا ہوں۔ اپنے آپ سے گڑبا ہوں ہر وقت بے چین رہتا ہوں کیونکہ اپنے اندر کے شک و مار نہیں پارہا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم ایک شکی مزاج انسان ہو۔ اس میں تمہارا قصور نہیں تمہارے بڑھاپے کا قصور ہے۔ تم نے اپنی عمر سے آجھی عمر کی لاکھوں شادی کی۔ دو بچے پیدا کر لئے لیکن تم نے اب تک اپنی بیوی کو گاؤں واپس نہیں جانے دیا۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم نے کیوں نہیں جانے دیا۔ تم بہت کمزور پڑ گئے ہو اور تمہاری بیوی جو ان ہے ایک عورت کی خواہشات کو پورا کرنے کی تم میں صلاحیت نہیں رہی تمہیں خطرہ ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ نہ جائے۔ تو سن مولوی۔ تو نے جو کچھ کرتا تھی کرنی ایک کلی کو پھول بنایا اور دو بچوں کے باپ بن گئے لیکن وہ عورت جو تمہاری بیوی ہے قناعت پسند ہے تم سے بہت محبت کرتی ہے۔ وہ ایک ہی مرد کے لئے پیدا ہوئی ہے وہ بھی کہیں بھی منہ کالا نہیں کرتی گی۔ وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ سے بہت ڈرتی ہے۔ وہ تیری تابعدار ہے اور تابعدار رہے گی اس غریب پر سے پابندیاں ہٹا دے جو تمہیں شک ہے جو تیرے اندر اپنی کمزوری کا شک پرورش پارہا ہے وہ غلط ہے اسے آزاد کر دے وہ تیری عزت کی پاسبان ہے اور پاسبان رہے گی جائز کر۔ .. ورنہ نقصان اٹھائے گا ورنہ تیری بیوی ہر بندہ من کو توڑ کر بھاگ جائے گی کیونکہ شک آمد بیچک آمد۔ جا آزاد کر اسے اس کو اپنے گناہوں میں باپ کے پاس جانے دے اسے اپنی مرضی سے جینے دے وہ تیری عزت بن کر بنے گی نکلی جا اب۔ .. رابعہ کی آواز میں بے پناہ غصہ تھا اور مولوی کرامت علی ایک دم اٹھ گئے۔ اس نے بڑے ادب سے رابعہ کو سلام کیا تھا اور پھر لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکل گئے۔ انہوں نے کسی جانب دیکھا تک نہیں تھا گو کہ ابرار حسین اور اس کی بیوی صحن میں کھڑے تھے لیکن مولوی کرامت علی سر کھجاتے

باہر نکل گئے تھے۔ جب شاز یہ اندر داخل ہوئی تو رابعہ بڑا بڑا رہی تھی۔

حرامی سالا۔ اس قدر نیک انسان ہے لیکن اپنے اندر کے شک کو نہیں مار پارہا غریب کی زندگی برباد کر دی۔

کیا ہوا رابعہ۔ ..

کچھ نہیں چاہنا کام کر مجھے عبادت کرنا ہے اس بار رابعہ کا لہجہ تیز خشک تھا اور شاز یہ مسکرا کر باہر نکل گئی۔

.....○.....

ہم تو سب گھر والے یہ سمجھتے رہے کہ آپ رابعہ کو پسند کرتے ہیں یقیناً ہم سخت دھوکے میں تھے۔ وہ تو جناب کی والدہ ماجدہ نے یہ معاملہ سلجھایا اور ایک بات آپ کو مزید بتا دی کہ میں نے اپنی طور پر رابعہ کو تیار کیا تھا کہ آپ اسے پسند کرتے ہیں اور وہ غریب تمہارے آگے پیچھے آجائے گی۔

میرا خیال ہے میں نے کبھی ذکر نہیں کیا تھا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جناب نے رابعہ کے بارے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ لڑکی منفرد شخصیت کی حامل ہے۔

وہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ وہ لڑکی نہ صرف خوبصورت ہے بلکہ ایک الگ شخصیت کی مالک ہے تو یہ پسند اور اپنے آپ کو روائی دواں رکھنے والی ایک منفرد شخصیت۔

اور میں نے آپ کی ان باتوں کا مطلب الٹ لے لیا۔ سلٹی ہنس پڑی اشعر ختم کر کے تیار ہوا اور شازیہ کے گھر پر دستک دے ڈالی۔ دروازے پر آنے والی حاجرا بیگم تھیں دلداد کو دیکھ کر مسکرائیں اور آنے کے لئے راستہ دے دیا۔

شازیہ کہاں ہے۔

آپ ادھر ڈرائنگ روم میں بیٹھیں میں اسے بھیجتی ہوں۔

اور اشعر میاں ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔ وہ پہلی بار ادھر آئے تھے خوبصورت اور سادے انداز میں ڈرائنگ روم کی زیبائش کی گئی تھی وہ پہنچ کر چاروں طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ شازیہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی یا پھر اس نے طاری کر رکھی تھی اشعر احترام اٹھ گیا۔

تشریف رکھیں نا۔ آپ گنہگار کر رہے ہیں۔

میں نے آپ کو عزت دی اور آپ گنہگار ہو گئیں یہ کیا بات ہوئی۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

ناشتہ کر لیا یا بنواؤں۔

بات منہ سے کیا نکلی پورے ملاقاتے میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ بات مولوی کرامت علی کے منہ سے نکلی تھی انداز پازینو تھا۔ رابعہ کی تعریف کی تھی کہ اس کے اندر کس قدر سچ بھرا ہوا ہے اور جس بزرگ کا سایہ اس پر ہے وہ کوئی بہت ہی نیک ہستی ہے۔ بس پھر کیا تھا محلے کا انہیں آدمیوں کے کانوں میں پیسے ٹور پھونک دیا گیا تو جب وہ گھر پہنچے تو انہوں نے اپنی اپنی بیویوں سے بات کی اور پھر پورا محلہ باخبر ہو گیا۔ پھر کیسے ممکن تھا کہ اشعر اور سلٹی بے خبر رہتے۔ ناشتے کی ٹیبل پر دونوں نے غیر یقینی انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

یہ مولوی کرامت علی اس طرح رابعہ پر ایمان لایا ہے جیسے رابعہ کوئی آسمانی مخلوق رہی ہو۔ اشعر بولا تھا۔

کچھ گڑ بڑ ہے..... سلٹی بڑبڑائی۔

کیا مجھے جانا چاہئے کیونکہ آخر میں اس گھر کا داماد بننے والا ہوں اشعر مسکرایا ابو کہہ رہے تھے انہوں نے بھی کہ مولوی صاحب صبح نمازیوں کو رابعہ کی سراسر شخصیت سے بہت متاثر کیا ہے اب پتہ نہیں کونسا کام مولوی صاحب کا ہوا ہے یا کن رازوں پر سے رابعہ نے پردہ ہٹایا ہے۔

خدا بہتر جانتا ہے میں پریشان ہو گیا ہوں بہر کیف ناشتے کے بعد اور آفس جانے سے پہلے میں شازیہ کو ضرور ملوں گا۔

ضرور ملیں آنکھیں بھی تو ٹھنڈی کرنی ہیں۔

بے وقوف اشعر مسکرایا۔

ناشتہ کر کے حاضر ہوا ہوں۔

کوئی کام تھا۔

رابعہ کے بارے بات کرنا تھی۔

کیسی بات۔

ان کی کرامات کی باتیں اشعر خود بخود سنیدہ ہو گیا۔

سب سچ ہیں۔

لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا۔ میں اسے خود ملنا چاہتا ہوں۔

آئیے۔۔۔ تشریف لائیے۔

اتنی جلدی۔۔۔۔۔ آپ کو تو ابھی جی بھر کر دیکھا بھی نہیں۔

اور شازیہ مسکرا دی اس کے ہونٹوں پر نیسے کنول کھل اٹھے ہوں چہرے کی

سجیدگی نبھانے کہاں دم توڑ گئی تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ مسکرائیں ورنہ میں سمجھتا تھا کہ آپ کو مسکراتا نہیں آتا۔

اور کیا کیا سمجھتے ہیں آپ۔ وہ نگاہوں سے بولی تھی۔

اور اشعر قربان ہوتے ہوتے رو گیا۔

آپ کو جان لینا بھی آتا ہے۔

دینا بھی آتا ہے۔۔۔۔۔ شازیہ مسکرائی۔

میرا خیال ہے مجھے پہلنا چاہئے وہ ہر بڑا کر اٹھ گیا۔

اور شازیہ مسکرا کر باہر نکل گئی۔ اس کے پیچھے اشعر میاں تھے۔ درد اڑنے پر پہنچ

کر شازیہ رک گئی اور بولی۔

تشریف لے جائیے۔

اور آپ۔

اجازت نہیں۔ وہ پھر آنکھوں سے مسکرائی اور اشعر گھبرا کر اندر داخل ہو گیا کیا

روحانی منظر تھا وہ صوفی پر سفید پراہن میں ملبوس بیٹھی نظر آئی سفید چادر سے اس نے

اپنی پیشانی اور سر ڈھانپ رکھا تھا اور ہاتھ میں سفید دانوں کی تسبیح تھی۔ اشعر کو ایک اندر

بھیلی ہوئی ایک روح میں اتر جانے والی خوشبو کا احساس ہوا۔

دل جلانے آئے ہو۔ یوں آنکھیں کھول کر اس نے اشعر کی طرف دیکھا آواز

کیا تھا جیسے اس نے پہلا نثر چلایا ہو۔

دل جلانے اور میں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں تو صرف آپ۔ سے ملنے آیا

ہوں۔

مجھے فراڈ ثابت کرنا چاہتے ہو۔

اسکی بھی کوئی بات نہیں۔

بیٹھ جاؤ کھڑے کیوں ہو انداز میں بے تکلفی تھی۔

اور اشعر اس نے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تب رابعہ نے آنکھیں بند کر لیں اور

اشعر اسے تنگتا رہا بڑا جلدی چہرہ لگ رہا تھا اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اس نے

اشعر کی طرف دیکھا اور بولی۔

تمہاری دائیں پہلی پر سرخ رنگ کا ایک انچ کے برابر دھبہ ہے کیا۔۔۔۔۔؟ اشعر

کامنہ حیرت سے کھلا اور بند ہو گیا۔ کیوں پریشان ہو گئے۔

دھبہ تو ہے اور بچپن کا ہے اور ایک انچ کے برابر سرخ رنگ کا ہے لیکن۔

لیکن دیکھن چھوڑو۔ اول درجے کے جھوٹے ہو۔

مم۔۔ میں نے کیا کیا۔ اشعر پریشان ہو گیا۔

دل توڑ دیا۔۔۔۔۔ کیا تمہیں آواز نہیں آئی تھی۔ کہتے تھے کہ میں منفرد ہوں ایک

انگ حیثیت کی مالک ہوں اور مجھے ان الفاظ نے ڈھیر دل خواب دکھا ڈالے ہم برباد

ہو گئے لٹ گئے۔ جاؤ نکل جاؤ یہاں سے اب کیا رکھا ہے اس را کھ میں۔

آپ میری بات سنیں اور

پلیز گیٹ آؤٹ جمہیں دیکھتے ہی دم اکھڑنے لگتا ہے چلے جاؤ۔

اور اشعر گھبرا کر اٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے چمک اٹھے تھے

اور شازیہ دور ڈرائنگ روم کے دروازے پر کھڑی اس کی منتظر تھی وہ سیدھا شازیہ کے پاس آیا تھا جو اندر بڑھ گئی تھی۔ اشعر پریشان ماصوفے پر بیٹھ گیا۔

کچھ تسلی ہوئی..... شازیہ مسکرائی

بہت زیادہ۔ بلکہ مجھے یہ کہنا چاہئے کہ رابعہ پر ایمان لے آیا۔

اور تب شازیہ نے اسے تیر نظروں سے قہور۔

شاید میں نے کوئی بات غلط کہہ دی۔

کیا باتیں ہوئیں۔

شاید میں نہ بتا سکوں صرف ایک بات بتا سکتا ہوں کہ میری دائیں پہلی پر

ایک انچ کا سرخ دھبہ ہے۔

کیا بات ہوئی۔

رابعہ جی نے انکشاف کیا ہے۔

تو کیا یہ سچ ہے۔

ایک دم سچ ہے اشعر متاثر ہو کر بولا۔

اور کیا باتیں ہوئیں۔

بس آپ کے لئے یہی کافی ہے اشعر مسکرایا۔

اتنے دن کہاں رہے۔

آپ کے قدموں میں رہتا ہوں صبح شام دروازے کو سلام کر کے اور آپ کے

نام کو چوم کر جاتا ہوں۔

بڑا کرم کرتے ہیں آپ بہانہ رابعہ کا بنا کر آگئے کیوں ٹھیک ہے نا۔

بہانہ تو بنایا تھا لیکن مانا آپ کو نہیں تھا۔

بٹی چائے بے نو۔ باہر سے حجازی بیگم کی آواز آئی۔

ماں خور اندر آ جاؤ۔ شازیہ بولی اور حجازی بیگم رے میں دو کپ چائے رکھے

اندر داخل ہوئی اور اشعر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

بیٹھو بیٹے۔ حجازی بیگم محبت سے بولیں اور سنٹر ٹیبل پر چائے کے برتن رکھ کر وائس لوٹ گئیں۔

آپ بھی بیٹھ جائیں جناب کب تک کھڑے رہیں گے۔

ماں جان کے باہر نکل جانے کا انتظار کر رہا تھا وہ بیٹھتے ہوئے بولا پھر مزید

بولا۔

در اصل میں اس لئے نہیں آتا کہ اچھا نہیں لگتا حالانکہ میں ہر روز آپ کی آمد

کی منتظر رہتا تھا کہ آپ آپلی رضیہ کی طرف کام کے بہانے چکر لگایا کریں گی لیکن

تو یہ... آنکھیں پھرا گئیں وہ تو سہنی نے بتایا کہ رابعہ پر کوئی سایہ ہے کیونکہ گھر میں بات

انکل فیاض نے کی تھی جو مولوی کرامت کی مسجد میں صبح نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ مجھے

یقین نہ آیا لہذا بہانہ بنا کر خود چلا آیا۔

آپ کا آنا۔ اور میرا وہاں جانا اچھا نہیں لگتا۔ ہم مشرقی گھرانے کے لوگ ہیں

پرانی قدروں پر ایمان رکھتے ہیں۔

میں تو آپ کو، کچھ بغیر رہ نہیں سکتا۔

میں بھی تو رہ رہی ہوں۔ وہ مسکرائی اور پھر چائے کے کپ پر جھک گئی۔

اشعر اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کے کانوں میں

رابعہ کے الفاظ گونج اٹھے۔

دل جلانے چلے آئے ہو۔ مجھے ڈھیروں خواب دکھا ڈالے۔ بڑے جھوٹے

اور دھوکے باز ہوتے..... چلے جاؤ۔

کیا سوچتے تھے۔ شازیہ نے اسے چونکا دیا۔

کچھ نہیں..... وہ چونک کر چائے پر جھک گیا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہو رہی ہے۔ شازیہ نے آنکھیں جھپکیں اور اشعر

نے کپ ہونٹوں سے لگالیا ایک گھونٹ لیا اور بولا۔

رابعہ سر سے پاؤں تک بدل گئی ہے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے سامنے کوئی

دیوی بیٹھی ہو۔ کوئی روحانی پیشوا ہو اور کمرے میں دل کو سوہ لینے والی روح میں اتر جانے والی خوشبو تھی اور یہ سب کچھ کیسے ہوا۔

جھوٹے ہو دغا باز اور دھوکے باز ایک آواز نے اس کے کانوں کے پردے ہلا ڈالے اس نے زور سے سر کو جھکا اور دوسرا گھونٹ پیا اور کپ نیچے دکھ دیا۔ کیا بات ہے تمہارے چہرے کے تاثرات ایک دم بدل گئے۔

مجھے آفس جانا ہے شاید لیٹ ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ایک نظر شازیہ کی طرف دیکھا اور باہر نکل گیا۔

مجھے ڈھیروں خواب دکھا ڈالے میں کسی منفرد شخصیت کی مالک ہوں کہ ایک جھٹکے میں زبرد کر دیا کیا تم میری بات سن رہے ہو اشعرمیاں اس کے کانوں میں رابعہ سرگوشیاں کر رہی تھی۔ اور وہ ہنسے جا رہا تھا۔ اندھا دھند اور وہ آواز کی دسترس سے دور نکل جانا چاہتا تھا وہ جیسے اسی گلی سے باہر آیا اس نے گہرا سانس لیا اور اپنے یوں بھاگنے پر شرمندہ سا ہوا۔ پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک رکشہ تک پہنچا لیکن کچھ سوچ کر اس نے جینک جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔

ارے کام پر نہیں گئے آپ۔ سہلی حیرت سے بولی۔
دل نہیں چاہا۔ ذرا کمرے میں آؤ تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔ اشعر سہلی کو یہ کہتا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

فرمائیے کیا ہوا آپ تو در محبوب پر حاضری دینے تشریف لے گئے تھے۔
میں تم سے رابعہ کے بارے بات کرنا چاہتا ہوں۔
خیریت

عجیب منظر تھا۔ ایسے لگا جیسے میں کسی دیوی کے سامنے جا پہنچا ہوں سفید پرائیں سفید چادر اور سفید ہی دالوں والی خوبصورت سی تسبیح وہ ایک روحانی پیشوا لگ رہی تھیں پتہ کیا ہوا۔

اب یہ بھی آپ ہی بتائیں گے۔

مجھے دیکھ کر چھوٹے ہی بولی۔

دل جلانے آگئے ہو۔ جھوٹے ہو دھوکے باز ہو مجھے ڈھیروں خواب دکھا کر اڑن چھو ہو گئے۔

یہ روحانی باتیں کر رہی تھی وہ
روحانی بات صرف ایک کہی اس نے
وہ کیا سہلی مسکرائی۔

ابھی تمہاری مسکراہٹ غائب ہو جائے گی جیسے میری غائب ہوئی تھی اور ملازمت پر جانے کی بجائے گھر آ گیا۔

اچھا سہلی نے حیرت کا اظہار کیا۔

میری دائیں پہلی پر ایک انچ کے قریب سرخ دھبہ ہے جو پیدائشی ہے اور مجھے رابعہ نے بتایا تھا۔

نہیں سہلی غیر یقینی انداز میں بولی۔

میں جب شازیہ سے بات کر رہا تھا اور رابعہ کے الفاظ جو اس نے طنزیہ کہے تھے میرے کانوں میں یوں گونج رہے تھے جیسے وہ سرگوشیاں کر رہی ہو اور میں بھاگ اٹھا اور شاید حسین یقین نہ آئے کہ باہر گلی میں بھاگے جا رہا تھا اور رابعہ برابر سرگوشیاں کر رہی تھی اور وہ میرے کانوں کے بہت قریب تھی جیسے اس کے ہونٹ میرے کانوں پر رکھے ہوئے ہوں اور پھر جیسے ہی میں گلی سے باہر آ گیا لیکن بیک جانے کی بجائے گھر آ گیا میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا میرے اندر ڈر پیدا ہو گیا تھا آخر یہ سب کیا تھا۔
وہم وہ الفاظ جو اس نے کمرے میں کہے وہ بہت ہی غیر متوقع تھے۔

آپ جو کھو گئے تھے کیونکہ اس نے اپنی بہن کے عاشق سے کھلے الفاظ میں اپنے عشق کا اظہار کر دیا تھا اور وہی الفاظ جناب کا پیچھا کرتے رہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک روحانی پیشوا بن چکی ہے اور اس نے میری پہلی پر سرخ داغ کو بتایا۔

ہاں یہ بات سوچنے کی ہے۔
وہ کسی کے زیر اثر ہے اور وہ طاقت بہت بڑی ہے رابعہ کے لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی بزرگ ہستی ہے۔

جن بابا ان کا نام ہے۔ ... اشعر کے کان میں رابعہ کی سرگوشی ابھری اور وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا..... سلٹی است پریشان دیکھ کر بولی اور اشعر ایک دم بیٹھ گیا اور بولا۔
اس نیک ہستی کا نام جن بابا ہے۔

کیا مطلب۔ سلٹی بوکھلا کر بولی۔

میرے کانوں میں رابعہ نے سرگوشی کی کہ ان کا نام جن بابا ہے۔

خدا کی پناہ... سلٹی بوکھلا کر بولی۔

تم مجھے ملنے کیوں نہیں آئیں۔ سلٹی کے کانوں میں ایک آواز ابھری اور یہ آواز رابعہ کی تھی وہ بوکھلا کر خود بھی کھڑی ہو گئی پھر ایک دم بیٹھ گئی۔

کیا ہوا۔ اشعر پریشان ہو کر بولا۔

رابعہ کہہ رہی ہے کہ تم مجھے ملنے کیوں نہیں آتی۔

اب بتاؤ..... میں اگر پریشان ہوں تو تھیک پریشان ہوں۔

میں اسے ملنے جا رہی ہوں اسے میرا انتظار ہے۔ سلٹی غیر ارادی طور پر اٹھ گئی اور اشعر اسے جاتے دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ دیوانہ وار رابعہ کے گھر کی طرف اڑے جا رہی تھی دروازہ عبور کرتے ہی وہ آہستہ دنگلی سامنے سے شاز یہ آگئی جو اسے دیکھ کر مسکرائی۔
رابعہ سے ملنا چاہتی ہوں۔

پاکی حالت میں ہو۔

نہیں... میں نے صبح کی نماز پڑھی ہے۔

جا سکتی ہو۔

شکر... وہ میرا انتظار کر رہی ہے۔ اس نے مجھے خود بلوایا ہے۔

جاؤ..... جا کر مل لو۔ شاز یہ مسکرائی اور سلٹی دیوانہ وار رابعہ کے کمرے کی طرف بڑھی اور دروازے پر پہنچ کر رک گئی..... کیونکہ رابعہ واقعی کوئی روحانی پیشوا لگ رہی تھی۔ جو کچھ اشعر نے بتایا تھا اسے ایسے ہی علیے میں پایا۔

آ جاؤ رک کیوں گئی فراڈن۔

فراڈن سلٹی نے مسکرانے کی کوشش کی پھر قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔

بیٹھ جاؤ۔ وہ فقیرانہ انداز میں صوفے کی طرف اشارہ کر کے بولی اور سلٹی صوفے پر بیٹھ کر پھر ادب سے بولی۔

شاید مجھ سے اندازے کی غلطی ہو گئی۔

تمہاری ذرا سی غلطی نے ہمیں تو برباد کر ڈالا وہ اسے گھور کر بولی۔

یہ حلیہ آپ نے کیا بنا رکھا ہے۔

بنانے والے نے بنا ڈالا ہمارا کوئی قصور نہیں۔

ہوا کیا..... سلٹی نے اسے کریدنا چاہا۔

کچھ باتیں راز کی ہوتی ہیں راز ہی رہیں تو بہتر ہے تم اس قدر نکلو گی کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

کوئی غلطی ہو گئی۔

ایک غلطی ہو تو بتاؤں تم نے تو ہم سے زندگی ہی چھین لی۔ ہمیں برباد کر ڈالا۔

آم نے تو دو چار راتوں ہی میں صدیوں کا سفر طے کر ڈالا تھا اور تم کہتی ہو کہ تم سے

اندازے کی غلطی ہوئی۔ واہ تیرے شان بے نیازی کسی کی جان گئی اور تیری ادا بھری۔

معافی مل سکتی ہے۔

معلوم نہیں... دل جلتا بند ہوگا تو شاید صبر و قرار آ جائے اگر زیادہ ہی جل گیا تو شاید مر جاؤں۔

کیسی باتیں کرتی ہو مریں تمہارے دشمن۔

انہیں بھی نہ مارو کیونکہ دشمنوں میں تمہارا نام اور اشعر میاں کا نام سرفہرست

ہے۔

چلو تم نہ سہی تو تمہاری بڑی بہن سہی بات تو ایک ہی ہے۔

ایک بات کیسے ہوئی۔ کیوں بے وقوفوں والی بات کرتی ہو۔ تمہارے والا اگر مجھ سے شادی کرے گا تو تمہارا کلیجہ اور بستر نہیں بچے گا۔

شاید نہ جلتے کیونکہ تم مجھے بہت عزیز ہو میں انہوں کے لئے قربانی دینا چاہتی ہوں۔

تو پھر جاؤ تمہارا ہونے والا شوہر میرا ہوا تم پر حرم اور مجھ پر حلالی۔

لیکن وہ مانے گا تب نا۔ سلٹی مسکرائی۔

یہ تمہارا کام ہے کہ اسے راضی کرو۔

اچھا یہ باتیں پھر بعد میں ہو جائیں گی میری منقہ کی انگشتی تین دن سے گم ہے کہیں رکھ کر بھول گئی ہوں اور پریشان ہوں امی کو بچہ چلا تو ہے بہا سنا پڑیں گی۔

اب تمہیں انگشتی سے کیا لینا دینا۔ وہ جہاں بھی ہے میں منگوا لیتی ہوں۔

کیا تم ایسا کر سکتی ہو وہ حیرت سے بولی۔

ذرا سلٹی کی انگشتی تو لاپے۔

کیوں پنگا لے رہی ہو یہ تمہاری دوست ہے جن بابا نے رابعہ کے کان میں سرگوشی کی۔ عزت کا مسئلہ ہے۔ رابعہ بڑبڑائی۔ اور اپنا ہاتھ فضا میں بلند کر دیا اور خود آنکھیں بند کر لیں چند لمحوں اور ساعتیں یونہی بیت گئیں پھر اس نے اپنے ہاتھ میں انگشتی کو محسوس کیا اور ہاتھ نیچے کیا۔

تمہاری دوست کچن کے دروازے میں بہاں چھجھکے ہوئے ہیں وہاں پڑی ہوئی تھی جس بابا نے رابعہ کے کانوں میں سرگوشی کی۔

ہوں تو یہ تمہاری رہی انگشتی۔ یہی ہے نا۔ رابعہ نے اس کے سامنے انگشتی کر دی اور سلٹی کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

یہ انگشتی اب ہمارے ہاتھ میں اچھی لگے گی یہی تمہارے غلط اندازے کی

مزا ہے۔

سلٹی نے خوف سے اپنے خشک ہونے والے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

معاف کر دینا دوست اتنی بڑی سزا مت دینا میں اپنے منگیترا جاوید کے بنا زندہ نہیں رہ سکتی کیونکہ میں نے بہت سے خواب دیکھے ہیں اسے پانے کے۔ معاف کر دینا۔

تم تو انہوں کے لئے قربانی دینا چاہتی ہو۔

میں یہاں بھی غلط ہوں۔

جاؤ..... اور اسے کہنا کہ تم نے میرا سکون لوٹ لیا ہے اور چھین تم بھی نہ پاسکو گئے بیدل بہت جلا ہے۔ ہاں اسے کہنا کہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں تمہیں چھوڑنے کے قصور سے آگے ہو لے جان لگنا شروع ہو جاتی ہے۔ جاؤ نکل جاؤ یہاں سے تو نے میرا دامن دکھوں سے بھر دیا ہے اور یہ لو..... اپنی انگشتی خیرات لینے کی عادی نہیں ہوں رابعہ نے انگشتی اسکی ہونٹوں میں پھینک دی جسے پکڑ کر سلٹی لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکل گئی شازبہ اسے پودوں کو پانی دیتے ہوئے نظر آئی وہ رکی نہیں باہر نکلتے چلی گئی۔ زندگی میں اس قدر پریشان نہیں ہوئی تھی وہ شائیں شائیں کرتے ذہن کو لئے اور لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے گھر لوٹی تھی اور بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی صوفے پر گر گئی۔ اشعر محسن میں آبی رضیہ کے پاس بیٹھا رابعہ کے بارے ہی بات کر رہا تھا اس نے ایک نظر سلٹی کی طرف دیکھا تھا پھر اپنی بات مکمل کر کے اٹھ گیا اور سیدھا سلٹی کے بیڈ روم میں چلا آیا۔

خیریت۔ وہ سلٹی کو دیکھتے ہوئے بولا جو آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی اور سلٹی نے آنکھیں کھول دیں خوف سے اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔

مجھے تھوڑا سا پانی لا دو مجھے بڑی شدت سے پیاس محسوس ہو رہی ہے۔

ابھی لایا..... کہتا ہوا اشعر تیزی سے باہر نکلا لیکن آبی رضیہ کو دیکھ کر آہستہ ہو گیا کچن میں جا کر اس نے فریج سے پانی کی بوتل نکالی گلاس لیا اور نرم قدموں سے چلتے

ہوئے واپس سہلی کے پاس پہنچ گیا اس نے پانی کا گلاس سہلی کو دیا جو ایک ہی سانس میں پورا گلاس پانی پی گئی۔

شکریہ اشعر صاحب..... خدا کی پناہ۔ وہ گلاس اشعر کو واپس کرتے ہوئے بولی۔

کیا ہوا تم بہت نزدی نظر آ رہی ہو۔

یہ میری انگلی جو تین دنوں سے اپنے ہڈی روم میں اور پورے گھر میں تلاش کر رہی تھی اسے رابعہ نے فضا میں ہاتھ بلند کر کے مجھے دے دی اور بولی کہ کچن کے دروازے میں تم خود رکھ کر بھول گئی تھیں۔

وہ تو میں تمہیں بتا چکا تھا کہ اس کے سر پر کوئی بہت بڑی ہستی ہے اور پھر تمہارا یوں نزدی ہونا کیا بات ہے۔

وہ دوسری بات تھی۔

بتانا پسند کر دو گی۔

کیوں نہیں، اتنا کہہ کر اس نے اپنے اور رابعہ کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سنا ڈالی۔ پھر مزید بولی کہ جادو... مجھے خیرات لینے کی عادت نہیں اور میں جان بچتے دیکھ کر لوٹ آئی۔ لیکن میری حالت کچھ بہتر نہیں۔

میرا خیال ہے کہ وہ اپنا زہر نکال چکی اور یہ سب کچھ غلط فہمی میں ہوا۔ جان بوجھ کر تو کچھ نہیں ہوا تم سے اندازے کی واقعی غلطی ہوئی لیکن میں نے تو بھی اسے اس نگاہ سے دیکھا ہی نہیں تھا۔

وہ تو سب ٹھیک ہے اگر وہ اڑ جاتی کہ میں نے جاوید کو ہوا اپنا ہوا ہے تو میں یقیناً مر جاتی۔

تم بہت پیار کرتی ہو جاوید سے۔

پہلے ہم نے ایک دوسرے کو پسند کیا۔ پھر جاوید نے اپنے والدین سے کہا اور یہ رشتہ ہوا اب ہم دونوں نے زندگی گزارنے کے جو پروگرام ترتیب دیئے ہیں وہ بہت

ہی انوکھے ہیں ہم دونوں کے ایک دوسرے کو اپنانے کے لئے بہت طویل سفر کیا ہے اس نے تو چھین ہی لیا تھا اس کا لہجہ اس حد تک خطرناک تھا کہ میری جان نکل گئی تھی۔

یقین مانو کہ قصور نہ تمہارا ہے اور نہ میرا سب کچھ غلط فہمی کی بناء پر ہوا وہ تمہیں معاف نہیں کرے گی۔ سہلی نے خدشے کی لکیر یہاں کھینچ دی اور اشعر کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر صوفے پر بیٹھے ہوئے بولا۔

میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔

میرا خیال ہے آپ کو یہ کام جلد از جلد کر لینا چاہئے۔ سہلی نے اسے اپنی رائے سے نوازا۔

کیا ان سب باتوں کا شاز یہ کو علم ہے۔

میرا خیال ہے کہ نہیں ہوگا..... کیونکہ میں نے اس کے چہرے پر پریشانی نہیں دیکھی۔

اگر اسے علم ہو گیا تو..... سہلی نے پھر سیاہ لکیر کھینچی۔

پھر... میں نہیں جانتا کہ کیا ہو۔ اشعر بولا۔

یہ بھی تو ممکن ہے کہ خود ہی بہن کے راستے سے ہٹ جائے۔

تم مجھے بہت زیادہ خوفزدہ کر رہی ہو۔

صرف جادوہ خیالات کر رہے ہیں کہ کون سی بات ممکن ہو سکتی ہے اور کونسی نہیں ہو سکتی۔

سہلی اپنے الفاظ پر زور دے کر بولی۔

میرا خیال ہے کہ رابعہ اپنی بہن سے بات نہیں کرے گی وہ بہن کا آباد ہونا گھر برباد نہیں کرے گی۔

ہم صرف یہ بات سوچ سکتے ہیں اندازہ لگا سکتے ہیں کیونکہ رابعہ کہہ رہی تھی کہ ہم تو برباد ہو گئے لٹ گئے بھری جوانی میں ڈھیروں خواب دیکھ ڈالے اور مجھے اس نے کھلے الفاظ میں فراڈن کہا لہذا میں نے فوری طور پر معافی مانگ لی۔

دیکھتے ہیں خدا کیا کرتا ہے۔

یہ کام انسانوں نے کرنا ہے۔

جوڑے اوپر بنائے جاتے ہیں اشعر ہمت کر کے بولا۔

لیکن اپنے اعمال کی سزا یہاں ملتی ہے ہم ہو کہیں گے وہی کاٹیں گے۔ سلٹی

اسے دلائل دیتے ہوئے بولی۔

ہم نے کچھ برا نہیں بویا جو برا کاٹیں۔

آپ نے ایک دل کو توڑا ہے اور اس سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا ہے۔

تم مجھے رابعہ کی طرف راغب کر رہی ہو۔

نہیں..... یہ بات نہیں۔

اگر یہ بات ہو بھی تو کیا شان یہ کہ دل نہیں ٹوٹے گا وہاں سے دھواں نہیں اٹھے

گا۔

اشعر میاں ایک بات بتائیں جھوٹ نہیں بولیں گے۔

ہو تم..... مجھے جھوٹ بولنے کی تعلق ضرورت نہیں۔

میرا خیال ہے کہ پہلے آپ رابعہ سے متاثر ہوئے پھر شان یہ کہ سناٹے آنے

پر آپ اس کی سادگی پر مرے کیوں ایسا نہیں ہوا۔

میرا خیال ہے کہ میں متاثر ضرور ہوا تھا۔ وہ ایک منفرد شخصیت کی مالک تھی

لیکن قسم کھانے کو تیار ہوں کہ میں نے شادی کے بارے یا اسے اپنانے کے بارے

سوچا ہو۔

لعنت ہے مجھ پر۔ سلٹی جھلا کر بولی۔

کیا ہوا۔

پھر مجھ سے کیوں اتنی بڑی غلطی ہو گئی اور امی جان سے بھی وہ تو شکر کریں کہ

ہم لوگوں نے رابعہ کے بارے رشتہ کی بات نہیں کر دی۔

میں تو بے سوت مارا جاتا۔

مارے تو اب بھی جاؤ کے چھو کرے۔ اس کے کانوں میں اینف نروائی آواز
ابھری اور اشعر ایک دم خوفزدہ ہو گیا۔

کیا ہوا..... تم پریشان کیوں ہو گئے۔

رابعہ نے سرگوشی کی تھی کہ مارے تو اب بھی جاؤ گے چھو کرے..... اشعر ہولنق
ہو کر بولا۔

اس کا مطلب ہے جب چاہتی ہے ہماری باتیں سن سکتی ہے اور میرا خیال
ہے وہ جس کے بارے بھی چاہتی ہے دخل اندازی کر سکتی ہے۔

تیس بھی کوئی بات نہیں سلٹی رانی۔ یہاں معاملہ دل کا ہے۔ اس بار سلٹی کے
کانوں میں رابعہ کی آواز ابھری۔

ہم دونوں بے قصور ہیں۔ سلٹی جیسے چیخ پڑی ہو۔

دونوں جرم دار ہو..... غلطیاں تم دونوں کرو اور سزا میں پاؤں، کیا میں سینے
میں دل کی جگہ پتھر رکھتی ہوں۔

معافی مانگ چکی ہوں۔

معاف کر چکے ہیں۔

پھر عمرانی کیسی کر رہی ہو۔ ہاں بولو۔ کیوں جینا حرام کرنا چاہتی ہو میرا.....

گھر سے نکلتا دھواں تو نظر آتا ہے دوسروں کے دل پھٹ جائیں تو تم لوگوں
کی پیشانی پر شکن تک نہ آئے یہ کہاں کا انصاف ہے۔

اور سلٹی نے آنکھیں بند کر لیں وہ گہری گہری سانس لے رہی تھی۔

کیا ہوا۔ کیا کہار رابعہ نے

کچھ نہیں..... مجھے آپ تنہا چھوڑ دیں گے تو شاید میں بہتر طور پر سنبھل سکوں۔

اد کے میں بازار جا رہا ہوں انکل کے پاس دکان پر کچھ وقت گزار آؤں گا۔ اتنا
کہہ کر اشعر میاں کمرے سے نکل گئے اور سلٹی رو پڑی۔ وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر کہہ رہی
تھی تو میری دوست ہے بہت پیاری دوست ہے کسی قسم کی اذیت برداشت نہیں کر سکتی

جوانخانے میں مجھ سے غلطی ہوئی معاف کر دو۔

بے وقوف تمہیں معاف کر چکی ہوں۔

پھر تنگ کیوں کرتی ہو۔

تمہیں تنگ نہیں کر رہی بلکہ تمہیں اپنا دکھ بتایا ہے مجھے صرف تمہارے گھر آنے کی اجازت ہے مزید کسی گھر میں جھانک بھی نہیں سکتی۔

تم نے واقعی مجھے معاف کر دیا۔

ہاں میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اپنا ہی دل ٹوٹ گیا ہے دوسروں کو دل توڑ

کر مجھے کیا ملے گا۔

قسمت کی باتیں ہیں۔

کیا میری قسمت میں جن بابا رکھے ہوئے تھے زبردستی قبضہ کر بیٹھے ہیں خود تو

اللہ اللہ کرتے ہیں ساتھ مجھے بھی لگا دیا حالانکہ میری عمر شرارتیں کرنے کی ہیں قید ہو کر رہ گئی ہوں۔

یہ جو تم مجھ سے باتیں کر رہی ہو کیا تمہارے جن بابا کو معلوم ہیں۔

میرے کمرے میں تو جائے نماز بچائے بیٹھے رہتے ہیں سب رکچے اور من

رہے ہیں۔

تمہیں منع نہیں کرتے۔

کافی جھاڑیں کھاتی رہتی ہوں کیا کروں عادت سے نیچور ہوں شروع شروع

میں تو مار بھی پڑی تھی بس میں سلسلہ ختم کر رہی ہوں۔

اور تب سٹپنی نے ایک گہری سانس لی اور اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

..... ○

جیرودادا علاقے کی بہت مشہور شخصیت کا ایک نام تھا۔ بہت جوان نوجوان تھا۔ طاقت ور۔ بلی دار۔ جس دن بھرے بازار میں شیرو بد معاش کو چھریاں مار کر ذبح کیا تھا اس دن جیرودادا کا نام علاقے میں سنا گیا تھا وہ ایک بے روزگار شریف ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ہمیشہ نظریں نیچی کئے چلتا تھا ملک اشفاق اس کے باپ کا نام تھا جو ایک بہت معمول کلرک تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ملک اشفاق کا بیٹا نظیر حسین ایک دن علاقے کے بہت بڑے بد معاش شیرو کو بھرے بازار میں قتل کر دے گا اور وہ نظیر حسین سے جیرودادا بن جائے گا جب شیرو قتل ہوا تو اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر وہ بولا تھا۔

اسے بازار والو..... میں نے اس علاقے کے ناسور کو ختم کر دیا۔

اور پھر اس نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اور حیرت انگیز طور پر وہ ٹھیک ایک سال بعد وہ بری ہو کر آگیا اور یہ سب کچھ کیسے ہوا کوئی نہ جان سکا کہ نظیر حسین کی پشت پر کون تھا جس نے اس کے کیس کو ہینڈل کیا تھا وہ صرف اور صرف نظیر حسین جانتا تھا کہ علاقے کے ایم این اے نواز ڈوگر نے اس کا کیس لڑا تھا۔ بلکہ کمزور کر دیا تھا۔ بڑے لوگ تھے بڑی باتیں تھیں۔ جیل سے آنے کے بعد نظیر حسین جیرودادا بن کر ابھرا تھا لیکن اس نے کسی کو ناجائز تنگ نہیں کیا تھا کسی سے بھتہ میں وصول کیا تھا۔ شراب پی کر بازار میں بھڑک نہیں ماری تھی البتہ اس کے کوٹ کی جیب میں ریو الوور ضرور ہوتا تھا۔ شیرو بد معاش کے چیلے سب بھاگ گئے تھے پھر کچھ عرصے بعد وہ جیرودادا سے آ ملے تھے لیکن جیرودادا نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور پورے علاقے میں اس ہو گیا تھا۔ لیکن خود جیرودادا کا سکون برباد ہو گیا تھا وہ دل ہار چکا تھا۔ تین ماہ قبل

اس نے ایک عورت کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھا تھا اور وہ لڑکی رابعہ تھی اور رابعہ کے بارے اس نے تین ماہ قبل معلومات حاصل کی تھیں تو اسے علم ہوا تھا کہ وہ ایک شریف انسان ابرار حسین شاہ کی بیٹی رابعہ ہے اور ایک بہن جو بڑی ہے شازیہ ہے اور ایک ماں ہے۔ صرف چار افراد کا ایک چھوٹا سا کنبہ تھا لیکن نجانے کیوں اس نے ابرار حسین کے گھر پیغام نہیں بھیجوا یا تھا اس کی ایک سوچ تھی کہ کیا ایک بد معاش کو علاقے کے جیرو دادا کو کوئی شریف انسان اپنی بیٹی کا رشتہ دے سکتا ہے اور عقل نے جواب دیا تھا کہ نہیں۔۔۔ اور وہ دن بڑی قیامت کا تھا کیونکہ جیرو دادا مر گیا تھا اس نے کئی بار سوچا کہ اپنی ماں کو ابرار حسین کے گھر بھیجے لیکن نجانے کیوں اتنا بڑا بد معاش ہو کر مشہور بد معاش کو بھرے بازار میں چھریاں مارنے والا جیرو دادا ہست کیوں ہار گیا تھا اپنے ماتھے پر قاتل کا ٹیکہ لگوا بیٹھا تھا۔ نظیر حسین سے سز کرتا ہوا جیرو دادا بن گیا تھا اب کوئی شریف انسان اپنی خوشی سے بیٹی کا رشتہ اسے نہیں دے سکتا تھا لہذا تین ماہ بعد اسے کچھ کر گزرنے کا خیال آیا اور وہ ابرار حسین کی دکان پر جا پہنچا۔ یہ وہی بازار تھا جہاں اس نے شیر و بد معاش کو چھریاں ماری تھیں اور اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر بولا تھا کہ اے بازار والو۔ میں نے آج اس علاقے کے ناسور کو ختم کر دیا۔ ہاں اسی بازار میں وہ سر جھکائے ابرار حسین کی دکان پر کھڑا تھا۔ ابرار حسین کی ذہل دکاندار تھی اس نے پردن سنر کے ساتھ کچھ تیزلی سنور کا سامان بھی رکھا ہوا تھا جیرو دادا کو اپنی دکان پر کھڑے دیکھ کر مودب ہو کر بولا۔

فرمائیے کیا پیش کروں۔

چچا مجھے بڑے ساز کی چار عدد بنیان چاہئے۔

ابھی دیتا ہوں جیٹا۔ اتنا کہہ کر ابرار حسین نے بہتر کوالٹی کی بنیان نکال کر جیرو دادا کے سامنے رکھ دیں۔

پسند کرو جیٹا۔ اس سے بہتر اور اچھی بنیان تو میرے پاس نہیں۔

آپ کو پسند ہیں تو مجھے بھی پسند ہیں میرے لئے آپ نے نکالی ہیں تو بہتر ہوں گی لہذا اب قیمت بتا دیجئے۔

بنے اچھا گلوں گا روپیہ پیسہ لیتے ہوئے میری طرف سے یہ تحفہ ہے اپنے انکل کی طرف سے رکھ لو پہلی بار دکان پر آئے ہو۔

چچا گنہگار کر رہے ہیں آپ۔ یہ آپ کی محبت اور اپنائیت ہے جس کا میں مشکور ہوں قیمت بتا دیجئے۔

لیکن بیٹے اپنی خوشی سے دے رہا ہوں مجھ سے یہ قیمت حرام ہے اور بس چچا۔ یہ بنیان رکھ لیجئے۔ نظیر حسین خیرات لینے کا عادی نہیں۔ بس آپ کی محبت ہی میرے لئے کافی ہے۔

بنے بات تو سنو۔ ابرار حسین اسے آوازیں دیتا چلا گیا لیکن جیرو دادا چلا گیا۔ یہ اس کی پہلی ملاقات تھی خیر و دادا سے اور بے حد متاثر ہوا تھا۔ یہ جیرو کی پہلی ملاقات تھی ایک دن وہ جان بوجھ کر ابرار حسین کی دکان کے سامنے سے گزرا تو ابرار حسین نے اسے سلام کیا اور وہ رک گیا اور بولا۔

آپ مجھے گنہگار کرتے ہیں بھول مجھ سے ہوئی سلام مجھے کرنا چاہئے تھا آپ میرے باپ کی عمر کے ہیں اتنا کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ لیکن ابرار حسین نے اسے آواز دے دی۔

بیٹے جیرو۔ ذرا آنا۔

فرمائیے چچا

میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے بنیان نہیں پسنی ہوئی کیوں بیٹا پورے بازار میں کوئی اچھی بنیان نہیں ملی۔

آپ نے چچا بنیان نہیں دی تھی اور میں نے پہننا چھوڑ دی تھی۔

اور میں آپ کے لئے بہت اچھی بنیان لایا ہوا ہوں لیکن تم نے دوبارہ پوچھا ہی نہیں۔

اور جیرو دادا مسکرا دیا اور بولا۔

نیں نظیر حسین ہوں لوگوں نے مجھے زبردستی جیرو دادا بنا ڈالا میرا باپ بہت

شریف انسان ہے اور میں خود بھی بہت شریف انسان ہوں۔ دراصل شیرو کا قتل ایک حادثاتی قتل تھا میں بے روزگار تھا جوان بہن گھر میں تھی باپ کی خواہ سے اب گھر نہیں چل رہا تھا اور وہ الو کا پٹھا مجھے ہر روز کہتا تھا کہ میرا جوئے کا اڑا چلاؤ تمہیں پانچ ہزار مہینہ دوں گا۔ لیکن میرا ضمیر نہیں مانتا تھا اور اس نے مجھے ہر روز تنگ کرنا شروع کر دیا میں اسے نظر نہ آتا تو گھر سے بلوائیتا۔ ذلیل کرتا بھڑا کہتا۔ ناسور تہتا اور میں دن بدن اندر ہی اندر مرنے چلا گیا اور جب اس نے ایک ان نشہ بیچنے کے لئے میرے منہ پر تھپھر مارا تو غیرت جاگ پڑی اور دوسرے دن اسی بھرے بازار میں۔ میں نے اسے چھریاں مار دیں دراصل میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ انٹشی بد معاش نہیں ہوں اور نہ ہی کہلوانا چاہتا ہوں لائیے اب بنیان دیتے اور اپنی رقم لیجئے۔

اور پھر ابراہیم حسین نے بنیان ڈبے میں پیک کر کے رقم لے لی اور جیرو دادا سلام کر کے واپس لوٹ گیا۔ اس کی ابراہیم حسین سے دوسری ملاقات تھی اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ جیرو دادا انیس وہ ایک شریف نوجوان ہے حالات اور عزت نے اس سے قتل کر دیا اور ادھر ابراہیم حسین جیرو دادا کی کہانی سن کر بہت متاثر ہوا اسے اس نوجوان سے ہمدردی ہو گئی اور یہ فخر ابراہیم حسین کو ہی حاصل تھا کہ اسے جیرو دادا کی اصل کہانی معلوم تھی اور اس کا سینہ تن گیا تھا اور پھر اس نے جیرو دادا کی کہانی سنائی۔

وہ تو بڑا جی دار لڑکا ہے پورا علاقہ اس سے ڈرتا ہے اس نے شیرو بد معاش جیسے انسان سے پورے علاقے کا پیچھا پیچھا کیا تھا اور آئے دن خوں خراب لڑائی جھگڑا اور دکانداروں سے بھت لیتا تھا۔

لیکن وہ اندر سے ایک نہایت ہی سونم لڑکا ہے مجھ سے جب باتیں کر رہا تھا تو اس کے منہ سے جیسے پھولی برس رہے ہوں۔ لیکن علاقے والے اسے جیرو دادا کہتے ہیں جس سے وہ ناخوش ہے۔ سچ پوچھو تو مجھے بہت ترس آیا اس نوجوان پر بیچارہ جیرو دادا کہلوانے پر کس قدر شرمندگی محسوس کرتا ہے۔ جب وہ بازار نکلتا ہے تو لوگ اسے سلام

کرتے ہیں لیکن وہ کسی طرف دیکھے بغیر سر جھکائے گزرتا چلا جاتا ہے۔
خدا اسے اپنی امان میں رکھے۔ حاجرانگیم نے اسے دعائی اور ابراہیم حسین مسکرایا دوسری طرف جیرو دادا اپنی آڑھت کی دکان پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ لڑکی کے باپ کو تو اس نے ضرور متاثر کر لیا باقی کام کون کرے گا وہ گہری سوچ میں تھا کہ اس کے آدمی نے بتایا کہ اس کا فون ہے۔

کون ہے۔

ڈاکر صاحب ہیں۔

اور جیرو دادا نے کہیں میں جا کر رسیور اٹھالیا۔

ہو نو ڈاکر کیوں یاد کیا۔

یار جیرو جھوٹا سا کام ہے کوٹھی آجاؤ۔ میں نے گاڑی بھجوا دی ہے میرا آدمی پہنچنے والا ہے ہوگا اس کے ساتھ آجاؤ۔

جیرو دادا نے بڑی نفرت سے رسیور کرڈیل پر رکھا تھا پھر کچھ دیر بعد وہ ڈاکر کی گاڑی میں بیٹھا اس کی کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔

نواز ڈاکر نے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا تھا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا۔

بھولے سے بھی بھی سلام کرنے نہیں آئے۔

فرمائیے کیوں یاد کیا تھا

تب نواز ڈاکر نے اسے سر سے پاؤں تک ناپا تو لا اور بولے۔

یہ جو زندگی گزار رہے ہو ہماری عطا کردہ ہے۔

اللہ کی دی ہوئی ہے یہ زندگی آپ کام کی بات کریں۔

دیکھو جیرو تیرے باپ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ تیرا کیس لڑتا ہم نے پولیس کے ذریعے تمہارا کیس ہی کمزور کر دیا اور بہت پیسہ بہایا آخر کس لئے۔ ہاں ہو نو کس لئے اتنے پانچ بیٹے۔

تمہیں اس قدر محنت ہے اپنے آپ پر۔

میں نے اپنے علاقے میں بد معاشی نہیں کی ان کی عزتوں کا پیرے دار اور رکھنا ہوں شیر بد معاش سے ان کی جان چھڑاتی ہے علاقے والے مجھے بھول نہیں جاتے۔ میں ایک بد معاش بن کر نہیں ایک انسان بن کر اس کی خدمت کرو رہا ہوں اس لئے بڑا کریم ہے۔ مے نیسے پر عمل سمجھئے انیشن میں ہمارا سال پڑا ہے علاقے والوں کے کچھ مسائل حل کرو چھتے دتی کام ہوا ہے۔

اور جھڑپ تھائی، انوں میں وزن ہے ایسے کہتے ہیں جس کتے سے کانٹے کا خطرہ دیکھ کر اسے دھتے سے بٹا دیا جائے۔

تو کہتا تھا یہ ہے کہ حادہ روک نہ سکیں! چائے۔

مگر آپ نے لیٹن جیتا ہے تو جیرو دارا سکریا اس کی سکرابت بری
 فطرت ک قسمی۔

کہا ہم یقین کر لیں کہ تم بہارے آدمی جو۔

شہزادہ کا آئینہ: دونوں قویہاں ہمک چلاتا ہے۔

ایسے حیرانم: کار، کھلاڑیوں کو مزید ناکارہ بنا دلاتے ہیں۔

میں بھی اس کثرت پر عمل کرتا ہوں عزت کے نام پر دس بارہ خون کر دیتا ہوں۔ یہ معمول بات ہے اور میرا نام حیر و دادا ہے مجھے بہتر طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ آپ! اللہ نہیں بتاتی یہ حیر و دادا کا وعدہ دے۔

اب تم بات نہ کرو۔ مگر سوائے تجھے اور جیر و دادا خود بھی سکریا تو۔ پھر
میں نے ان کو جاننے کے لئے کہا کہ میں یہ چھوٹی لڑکی جیر و دادا کی آغوش پر آکر بیٹھ گیا اس کی
لوسٹ ہو گئی تھی اب اچھا بنی ہوئی ملاقات ۔ ست پاؤں لے جاتا تھا اگر کوئی دوکاندار
خوار و ماہر تاجرانہ حیرت سے دیکھتا اور کہتا۔

خود ہی پنپے دے جانا میرے آدمی کو تان چڑے اور پھر اس کا آدمی بھی کسی

سجاد حیدر کو اذات ہے آکھدا وائشٹن میں دوپہر سے دھتک ملی ہو گا اور وائشٹن میں
چوراہا مل پڑا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اسے راستہ سے ہٹا دیا جائے اگر وائشٹن کے
قریب اس پر ہاتھ ڈالیں تو ہم پر قبضہ کیا جائے گا۔

میں جب جیل سے رہا ہوا تھا تو آپ سے درخواست کی تھی کہ مجھ سے مل کر
جیسا جرم مت کرائیے گا کیونکہ میں حرم کی زندگی نہیں لے سکتا۔

شیر و بخارا آدمی تھا جسے تم نے بھروسہ ہاذا رہا، ازا دیہ اور اہری کمر تو نے لی
لیکن ہم نے تمہاری جی واری رنج و غم نہیں بھائی صرف اپنے لئے جو کو ہم نے لکھ لیا۔

آپ نے جو یہ بھرتیا کی ہیں میں اپنے لئے بھرتیا کہتے ہوں۔ یہ کام ہے
آپ کو اپنی کرسی کی قرب ہے تو یہ جبراً اور کام ہے کہ اس کا حق ہے کوئی ۲۴ مہینہ
"نٹ نہیں دے گا۔"

تم یہ بات اس قدر ڈوق سے کیجئے کہ کہتے ہو۔

یہ بات میں اس نئے ڈھنگ سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس علاقے کے
وہ بنے والوں کے دل جیتے ہیں جس زمین کو حاصل کرنا ہوتا اس زمین پر رہنے والوں سے
محبت کرنا۔ سیکھیں زمین خود بخود آپ کی ہوجائے گی انسان ازل سے ہی محبت کا بھوکا ہے
یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے میرے پاس تعلیم ہے لہذا اسے استعمال کرنا بجز طور
پر چھوڑ دیتا ہوں۔

تھکی ہوئی صرف سڑکوں سے پار تھا اب اس نے کہا، اس نے عزت
 کی۔ یہ عزت ان لوگوں کے کلمات و خیرواگوں سے جیت جائے گی۔

’میں نے تو وہاں اپنے آپ کو گولی مار لے گا۔ جیروہنٹ بھیج کر دلا۔‘

دکاندار کے پاس رقم لینے نہیں گیا تھا۔ اور یوں جیرو دادا ملاقات کے لوگوں پر راج کرنے لگا تھا۔ لیکن مسئلہ رابعہ کا بڑا دشمن صورت اختیار کر گیا تھا۔ ایک دن اس نے خاص آدمی نے جیرو دادا کے کان میں پھونک مار دی اور وہ پریشان ہو کر اس کی صورت دیکھنے لگا پھر غرا کر پڑا۔

کیا بک رہے ہو۔

دادا: جی کبہ رہا ہوں۔ بڑے علاقے میں یہ بات پھیل رہی ہے کہ ابراہیم حسین کی بیٹی رابعہ آسیب زدہ ہے اس پر کچھ چارگ جن کا سایہ ہے جو بھی اس کے پاس جاتا ہے اس کا کام ہو جاتا ہے۔

بے پر کی ازار ہے ہو یار

دادا میں جی کبہ رہا ہوں۔ وہ غور تمہیں با وضو ہو کر اس کے پاس جاتے ہیں اور میں نے کسی کے منہ سے نہیں سنا کہ اس کا کام نہیں ہوا انت یہ ضرور مٹا ہے کہ وہ ہر ایک کو نہیں ملتی۔

ابھی پیدا کر دی تم نے۔

میں چور دن سے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ میں اس کے باپ ابراہیم حسین سے بھی ملا ہوں اور اس نے تصدیق کر دی۔

جیرو دادا نے اسے بہت تیز نظر اس سے گواہا پھر ایک تیز چلتے سے اٹھا تھا۔ دکان کا خیال رکھنا اور کسی کو ایسی مست لوانا اتنا کبہ کہ جیرو گھر کی طرف روانہ ہو گیا اس منٹ بعد وہ گھر داخل ہو رہا تھا اور نفیسہ بیگم بیٹے کو بے وقت گھورتے دیکھ کر مسکرائیں اور بولیں۔

بیٹے سب ٹھیک ہے نا۔

سب ٹھیک ہے لیکن ماں ملاقات میں عجیب و غریب پائیں پھیل رہی ہیں کہ ایک لڑکی پر کسی بزرگ ہستی کا سایہ ہے اور وہ لوگوں کے گلے کام سنوا رہی ہے۔

ن تو میں بھی رہی ہوں لیکن تمہارا کیا مسئلہ ہے۔

وہ اس گھر کی ہونے والی بہو ہے۔

کیا؟ نفیسہ بیگم کو جیسے یقین نہ آیا ہو۔

ہاں ماں میں بہت پریشان ہوں۔ میں اس لڑکی کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں لیکن اس کے بارے آج ہی پتہ چلا کہ وہ آسیب زدہ ہے۔

اگر یہ بات ہے تو میں ضرور معلومات حاصل کرتی ہوں رات کو گھر آؤ گے تو تمام بات سامنے آچکی ہوگی۔

شکر یہ ماں۔ زرا احتیاط سے کام لینا اور کسی پر ظاہر نہ ہو کہ تیرا بیٹا اس لڑکی کے لئے ول بار بیٹھا ہے۔ اتنا کہہ کر جیرو دکان پر آگیا۔۔۔ وقت کٹتے نہیں کتنا تھا جب رات آٹھ بجے اس نے دکان بند کی اور دھڑکتے دل کے ساتھ گھر لوٹا تھا۔

پہلے کھانا کھا لو پھر بات کریں گے۔

کھانے کے دوران بھی بات کی جاسکتی ہے جیرو بے صبری سے بولا۔

یہ ماں بیٹے میں کیا کھسر پھسر شروع ہوگئی۔ ملک اشتاق مسکرائے تھے وہ محسن میں چار پائی ڈالے بیٹے ہوئے تھے۔

تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں کھانا لے کر آ رہی ہوں۔ نفیسہ بیگم بولیں اور جیرو اپنے کمرے میں آگیا اس نے ہاتھ روم میں منہ ہاتھ دھویا اور صوفے پر آ بیٹھا۔۔۔ اس نے کوٹہ اتار کر بیڈ پر پھینک دیا نفیسہ بیگم کھانا لے آئیں اور بیٹے کے مد مقابل بیٹھ گئیں۔

تم نے جو سنا وہی سچ ہے۔

اور کچھ۔۔۔ جیرو دکانی کا نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

وہ سہرا نہ آواز میں بولتی ہے میں تو ذرا کئی تھی بولی بیٹے کی پریشانی دور کرنے آئی۔

بس بیٹے میں ذرا کئی گھبراہٹ تھی اور سلام کر کے واپس لوٹ آئی۔ کمال ہے ماں وہ اس قدر باخبر ہے کہ دلوں کے بھید جان لیتی ہے تو پھر اسے میرے دل کا بھی پتہ

ہوگا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔

یہ بات میں یقین سے نہیں کہہ سکتی ہیں۔۔۔ اس نے مجھے بہت غور سے دیکھا تھا اور پھر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں جب وہ بولی تو اس کی آواز مردانہ تھی بولی جاؤ بیٹے کی پریشانی دور کر دو کام نہ کاج چلی آئی ہیں سر اٹھائے۔ بس بیٹے میں نے کوئی بات ہی نہ کی اور واپس چلی آئی۔

میں اسے خود ملوں گا جیرا بریٹن ہو کر رہے۔

پھر آج کے درمیان ادا ہوئی اور جولی۔

اگر اس گھر کی کوئی بیوہ ہوگی تو وہ ابراہیم حسین کی بیٹی راہبہ ہوگی اور یہ برتن اٹھانے والی بھوک مرگئی۔ جیرو نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور غصہ یشم بننے کی کیفیت پر افسوس کرتی ہوئی برتن سمیٹ کر باہر نکل گئی۔ اور جیرو دادا ہاتھ روم میں نبھانے بیٹھ گیا۔ پنجہ اس نے الماری سے کھف والا سفید سوٹ نکالا اسے پہنا اور پھر ہاتھ روم میں جا کر اس نے وضو کیا سوٹ پہنا اور زیب میں ریو الو رکھ کر گھر سے نکل گیا اسے ابراہیم حسین کے گھر کا پتہ تھا۔ سید گھرانہ تھا اور اس نے جیسے ماں سے سنا تھا اور اپنے آدمی سے معلومات لی تھیں انہیں ذہن میں رکھ دو در کجوب پر آگیا تھا بڑا خطرہ تاک پلان تھا اس کے پاس جس پر دو عمل کرنا چاہتا تھا۔ راہبہ اس کے دل کی دھڑکن سچی۔ اس کی ذہنی تھی اسے حاصل کرنے کے لئے وہ پورے شہر کی عقلی گاؤں بنا سکتا تھا وہ کبھی میں آکر رک گیا اسے مکان کا نہیں معلوم تھا صرف مچھی کے بارے جانتا تھا اس نے قریب سے گزرتے ہوئے لڑکے کو روکا اور لڑکا جیرو دادا کو پہچان کر نہروں ہو گیا۔

تم نے اپنے بابا کی عزت رکھ لی اگر وہ ملنے سے انکار کر دیتی تو بہت شرمندہ ہوتا وہ بد معاش نہیں ایک شریف نوجوان ہے بنی میں تمہیں اس کی کہانی سناؤں گا اور وہ مجھے ہی معلوم ہے اس کی سارا علاقہ عزت کرتا ہے اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ فقیریں اٹھ کر چلا ہو تاکہ کہہ کر ابراہر حسین جیرو دادا کے پاس جا بیچا۔

اجازت مل گئی ہے۔

مہربانی بچھا۔ میں آپ کا تازہ دم شگورہ ہوں گا۔ جیرواداد اٹھتے ہوئے جلا۔
اس میں مہربانی کسی بیٹے اگر میرا گھر نہ تمہارے کسی کام آجائے تو مجھے خوش
جوگی۔ اور پھر ابراہیم حسین جی ووداد کو نے کر رابعہ بیٹی کے دروازے تک لے گیا۔

جائے اور آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔

اور جبر و داسر جھکائے اندر داخل ہو گیا وہ سامنے بند پر آلتی پالتی مارے مٹھی ہوئی تھی سفید پر ابن سفید ہی چادر اور سفید دانوں کی تسبیح ۔ جلائی چہرہ جس پر ایک نور

ابرار حسین کا گھر کونسا ہے۔

وہ سیدھے ہاتھ یا پنچاں سفید دروازہ۔ وہ گھبرا کر بولا۔

اور جیسا کہ آگے بڑھ گیا اس نے درمحبوب پر اس تک دے ڈالی ۔۔۔

برسا نظر آ رہا تھا اس نے اپنے قافل کی طرف ایک نظر دیکھا تھا۔

بیٹھ جاؤ کھڑے کیوں ہو... وہ اپنی آواز میں بولی تھی اور جیرو کو یوں لگا جیسے کسی مندر میں گھنٹیاں بج رہی ہیں۔

وہ بیٹھ گیا اور اسے بڑبڑ دیکھتے جا رہا تھا پھر اچانک اسے احساس ہوا کہ وہ غلط کر رہا ہے لہذا فوراً سنبھل گیا۔

... کوئی شے تمہیں تنگ کر رہی ہے۔

آپ دلوں کے حال جانتی ہیں۔

یہ کس الو کے چٹھے نے تم سے مجھ دیا۔ دلوں کے دائرہ اور پر دھلا جانا ہے صرف اپنا مسئلہ بیان کرو۔

میرا مسئلہ محبت ہے۔

دل چلے ہو۔ دھواں اٹھتا ہو گا لیکن میں کیا کر سکتی ہوں۔

دامن خالی ہے۔

پھر... راجو اسے مجھ کر بولی پھر بہت ہلکے سے بڑبڑائی۔ یہ کون ہے اور کیا

چاہتا ہے۔

جو کچھ یہ کہتا ہے سنی ہو اور اپنے مزاج کے مطابق جواب دیتی ہو اب مجھے

دسرب مت کرنا اس کے کانوں میں سرگوشی ابھری۔

پھر یہ کہ اپنا دامن مہرہ چاہتا ہوں۔

تم ہو کون۔

آپ نہیں جانتی۔

نہیں جانتی۔ کیوں کہ جو جانتا ہے وہ مجھ سے غافل ہے اس باور راجو مسکرائی

اور جیرو دادا مرتے مرتے بچا۔

میں بیمار محبت ہوں جیرو تڑپ کر بولا۔

کون ہے وہ؟

دل میں رہتی ہے۔ ویسے میری آڑھت کی دکان ہے پورا علاقہ پاؤں اور منہ

میری دکان سے خریدتا ہے۔

وہ تو سب ٹھیک ہے اب میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔

میں اس سے بہت پیار کرتا ہوں جان دے اور لے سکتا ہوں۔

وا: بڑے خیر ناک عاشق ہو۔ جان لینا بھی جانتے ہو اور دینے کی کیا

ضرورت ہے تم خوبصورت ہو جوان ہو دولت مند ہو ایک چیموز دی لڑکیاں تمہیں چاہئے

ٹھیک ہے۔

لیکن میں بسے چاہتا ہوں وہ میرے لئے دیوی ہے۔

تم محبت کے دیوتا ہو گے وہ شوخ انداز میں بولی اور جیرو کی سانس سینے میں

دک کچی۔

کیوں جان نوکی اس کی مسکرا کر کم اور بات زیادہ کرو۔ راجو کے کانوں میں

جین جہا کی آواز ابھری۔

چند رہے ہو مجھے وہ بڑبڑائی۔

جی آپ نے آٹھ کہا۔

نہیں پانچ لڑکی ہوں خود سے باتیں کرتی رہتی ہوں وہ اچانک سنجیدہ ہو گئی۔

جیرو دادا نے اس کے چہرے کے بدلے رنگ کو دیکھا اور تڑپ کر بولا۔

میں ہمارا نہیں رہنا چاہتا۔ بڑی آس لے کر آیا ہوں۔ میرا دامن بھر دیجئے۔

محبت کے سحاطے میں تو میرا اپنا دامن خالی ہے ایک سالا بہتر باغ دکھا کر

بھاگ گیا۔

مجھے بتائیے کون ہے وہ جیرو دادا ایسے غرایا تھا جیسے اسے کسی نے گالی دے دی

ہو۔

اسے ستر۔ رات کیوں ضائع کر رہے ہو جاؤ۔

اتنی جلدی جیرو پریشان ہو کر بولا۔

تو کیا یہاں رات رہنے کا ارادہ ہے؟

ایسا نصیب کہاں۔

کیا بولا۔ ہاں بولو کیا بولا راجہ غضب ناک ہو گئی۔

سوری۔ شاید لالہ بڑے تینا۔ مانی چاہتا ہوں۔

آئی سے کن آؤت۔ فرام بھر گت آؤت۔ وہ پہلی قوت سے پیچھے آئی اور
جیروداداج پرے شہر کا دارا تھا۔ ایک لڑکی کے ہاں بیٹھنے سے گھبرا گیا اور غروں ہو کر
بھاگ اٹھا اس نے واپس جاتے ہوئے آخری بار اس نے بیٹی کا ہاتھ کی طرف دیکھا اور
اپنا سرخ چہرہ لئے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

کن آؤت۔ نکل جاؤ یہاں سے۔

اور جیروداد لڑکھار کر کمرے سے باہر آ گیا۔

ایسے بولتے ہیں جن پر ڈرنا ہی ہوتے ہوئے بولا۔

کون تھا یہ جو ایک لڑکی سے بے شرمی کی باتیں کر رہا تھا اور آپ پیپ تھے
مجھے بتایا کیوں نہیں کہ یہ کس کا دروازہ ہوا تھا۔

یہ اس علاقے کا بہت بڑا نوجوان تھا اور تقریباً حریف قہ کا لہو والا ہونے والا
تھا۔ تین ماہ قبل یہ ایک لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو گیا تھا اس نے اس لڑکی کو بھرے دروازہ
میں اپنی ماں کے ساتھ ایک باغیچہ دیکھا تھا اور وہ راتوں کی نیوے میں حرام کر بیٹھا لیکن اس
کے پاس اتنی جرأت نہیں کہ وہ اس سے اظہار محبت کر دیتے۔

پھر تو بہت بڑا بڑا دل بچا ایسے انہیں کو عشق کرنے کا کہا تھا ہے۔
وہ بڑا دل نہیں ہے۔ وہ اس لڑکی کو حاصل کرنے کے لئے
قتل کر سکتا

ہے۔

لیکن لڑکی کو نہیں کہہ دو گا وہ اسے پہنچ کر کہے۔

یہ کیا بات ہوئی کیوں نہیں کہہ پاتا۔

جی کہ نہیں اس کا محبوب اسے ٹھکرانہ دے اسے یہ خوف کھائے جا رہا ہے۔

وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن میں اس کی کیا مدد کر سکتی تھی۔

کیونکہ وہ لڑکی تم تھیں۔

کیا؟ راجہ کا منہ حیرت سے کھلا اور پھر بڑی مضبوطی سے بند ہو گیا پھر اس
نے جیسے قہقہہ نکالنا کہ انداز میں جن باپ کی طرف دیکھا اور پھر ایک دم دھاڑا تھا۔
دھت تھیرے مائلے کی۔

کاہنیاں اور کی اب۔

مجھ سے بات نہیں کریں مجھے آپ سناؤ، اچھی اور کمرے کے عمل فضا ہی آگئی۔
اس نے گھٹن میں گھڑے کھڑے آسمان کی طرف دیکھا اور گہری گہری سانسیں
لیں اور اپنے آپ کو نہ ہٹا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن سے چائے کا کپ لئے شانہ یہ برآمد
ہوئی۔

نیمہ رات ہے تم باہر گھٹن میں گھڑی ہو۔

میرے پاس خیریت نام کی کوئی شے نہیں اور تم یہ چائے اور دو رات کے
سناؤ مجھے نہ پہنچ سکتے تھے بنا کر لے جا رہی ہو۔
باپ سے لئے وہ کچھ پریشان ہو گئے ہیں۔

کیوں کیا ہوا

خیر و شہر چائے دے کر آتی ہوں شانہ۔ آگے بڑھ گئی پھر دوسرے لمبے
اس کی راہیں ہوئی تھی۔

جیروداد آؤ تھا۔

جیروداد کون جیروداد۔

جو میں صحت پہلے چھ سے مل کر گیا ہے۔ باپ کے ساتھ اس کی بہت سلام دعا
ہے۔ وہاں اس کی شرافت سے گھٹن بھی بہت گاتے ہیں وہ تمہارے کمرے سے پریشان
ہو گیا ہے اور باپ اس کے انتہاء میں باہر گھڑے تھے اور جیروداد کو انہیں نے نرکھڑاتے
ہونے باہر جاتے دیکھا اور باپ پریشان ہو گئے۔

معافی مانگوں گی۔

ختم کرو۔ کوئی ضرورت نہیں معافی مانگنے کی ایسے لوگوں کا کیا اعتبار اپنی کھوپڑی کے ہوتے ہیں سیدھی بات کو کب انہیں کوئی اعتبار نہیں۔ میں کل تھر کے باہر نکلوں گی۔ بازار جاؤں گی گھر میں بند رہ کر پریشان ہوئی ہوں۔

کیا بابا جی اجازت دے دیں گے لیکن تم باہر جانا کیوں چاہتی ہو۔

اپنے لئے کوئی لڑکا تلاش کروں گی۔ پھر اس سے عشق کروں گی۔

تمہارے اندر اس قدر روحانی طاقت بھر رہی ہیں بابا جی لیکن تم اپنی چھپھوری درختوں سے باز نہیں آتیں۔

یہ روحانی طاقت تم لے لو اور مجھے بھی عشق کرنے دو جیسے تمہیں نصیب ہوا ہے خود تو عیش کرتی پھر رہی ہو اور میرے کمرے میں جن بابا کو ٹھہرا دیا ہے۔ کیا یہ نصیب لے کر پیدا ہوئی تھی میں کہ چوتین کھنے اللہ تو بہ کرتی رہوں۔ ارے یہ زندگی یہ عمر عشق بازی کی ہے گرم سرد آہیں بھرنے کی ہے اور تم لوگوں نے سال بھر کے روزے رکھوا دیئے مجھے۔ خود تو تین بار کھاتے ہو اور مجھے تمام دن بے کار بننا پڑتا ہے خدا کی نپاہ تم گھر والے کس قدر مطمئن ہو گئے ہو ارے کسی سیانے کو لاؤ اور میری جن بابا سے جان چھڑاؤ۔ اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور جب تک اندر داخل نہ ہو گئی شاز یہ اہیں کھڑی رہی۔ دراصل وہ پانچوں وقت نماز پڑھ رہی تھی روز روزہ رکھ رہی تھی شام کی اذان پر اسے روزہ کھلوا دیا جاتا تھا اور وہ جگ پڑ گئی تھی۔ شاز یہ اس کی حالت پر ضرور پریشان ہو گئی تھی رات اس کی جن بابا سے منہ ماری ہو گئی۔

کیا چاہتی ہو۔

آزادی۔

کس قدر۔

آپ سمجھتے ہیں۔ آپ سب سمجھتے ہیں کہ میں کیا چاہتی ہوں۔

جیرو دادا۔ کو یہ نوجوان جیرو دادا تھا جس سے شیر و بد معاش سے ملائے والوں کی جان چھڑائی تھی یہ وہی جیرو دادا ہے۔ کیا تمہیں جن بابا نے بتایا نہیں تھا کہ وہ کون ہے۔

نہیں

کس کام کے سلسلے میں آیا تھا وہ۔

اے کسی لڑکی سے عشق ہو گیا ہے اور میں نے غصے میں اسے دھککا دیا اور کمرے سے نکل جانے کو کہا۔

کس لڑکی سے عشق ہو گیا ہے لیکن اسے کیا براہم ہے جو تیرے پاس بیٹھا آیا۔ وہ پورے علاقے کا دادا ہے جستو چاہے اٹھو لے۔

اس کی براہم یہ ہے وہ اس لڑکی کے سامنے بہت کمزور پڑ گیا ہے اس کی تمام داداگری ہوا ہو گئی ہے۔

تم نے پوچھا نہیں کہ اس لڑکی سے کبھی اظہار عشق کیا۔

بابا بتا رہے ہیں کہ تین ماہ نہیں ہیں اس لڑکی کو بازار میں دیکھا اور دل پار کیا اور میں نے غریب کو بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا بیچارہ کیا سوچتا ہو مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ جیرو دادا تھا یہ تو تم نے بتایا ہے کہ گھر سے نکل کر جانے والا جیرو دادا تھا اس علاقے کا دادا۔ اور پھر آئے والے وقت میں پورے شیر کا دادا بنے والا۔

لڑکی کون تھی۔

پتہ نہیں۔ بابا نے بتایا نہیں ہے۔ ایسے باجی میں نے محسوس کیا ہے کہ جن بابا اب مجھے دوسروں کی نظروں میں ذلیل کرنے لگے ہیں۔

کیا کہہ رہی ہو۔

یہی کہ جیرو دادا کے بارے انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ میں نے انہیں بار بار کہا لیکن انہوں نے یہی کہا کہ اپنے انداز میں خود بات کر لو اور میں نے جو بات کی وہ ساری بات نہیں تھی ساری داداگری ہوا ہو گئی دم دبا کر بھاگ اٹھا۔ اب میں اس سے

سنو ابھی تیرا وقت نہیں آیا۔

میں اسے پھر سے دیکھنا چاہتی ہوں۔

وہ آگ ہے جل جاو گی۔ میں تمہیں جانے سے پہلے کچھ دے کر جانا چاہتا ہوں تاکہ تم لوگوں کے کام آسکو۔ دنیا کا نام ہے۔ تم خوش قسمت ہو کہ جمادی نظر تم پر پڑ گئی۔ جس دن تم ڈرامہ کر رہی تھیں ہم مسجد سے لوٹ رہے تھے اور حیران ہوئے کہ تم ایسا کیوں کر رہی ہو کیوں گھر والوں کو اذیت دے رہی ہو۔ پھر تمہیں ہم نے بغور پڑھا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ تم کیا چاہتی ہو تم راستہ بھٹک گئی تھیں تمہاری منزل اشعر نہیں تھا جیرو دادا تھا جو تم سے دور تھا۔ تم نے اس کے اندر کی آگ کو دیکھا۔ لیکن وہ ظاہر بد معاشی سے لیکن اندر سے ایک مکمل انسان۔ بائی سے دور رہنے والا۔ ہم نے شیر و بد معاشی کے قتل کے بارے تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ وہ نقیہ تھیں کو اپنے دھندے میں زبردستی لگنا چاہتا تھا اور تنگ آ کر اسے شیر کو قتل کرنا پڑا اور تم شاید اس کے پاس جانا چاہتی ہو۔ لیکن بچے تیرا وقت ابھی نہیں آیا۔ تم اس سے دور رہو۔

میں اسے دیکھنا چاہتی ہو اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانا چاہتی ہوں۔ کہ کوئی انسان اس غریب کو اس حد تک چاہ سکتا ہے کہ جاں دے ڈالے۔

کہنا ہے نا کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ تمہاری ریاضت منقطع ہو جائے گی۔

دعہ کرتی ہو آپ کا دیا ہوا عمل جاری رکھوں گی۔ جب تک پورا نہیں ہوتا اس سے اظہار نہیں کروں گی۔ بس دور رہوں گی۔ لیکن اسے دیکھنا چاہتی ہوں میں نے اس کی بہت توجہ کی ہے۔

تم ضد کر رہی ہو تو نتائج کی ذمہ داری تمہارے اوپر ہے چلتا چلا۔

آپ مجھے ڈسٹرب نہیں کریں گے۔

نہیں کریں گے۔ جن بابا نے اسے تیرے نظروں سے غور ہمارے۔

نماز پڑھ کر بستر پر جانا اور نہ گردن توڑ دیں گے۔

چاہتی ہوں۔ رعب ست ڈالا کرو۔

اور بات ختم ہو گئی اس نے یہی بار اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر جنت و جہنم کی شکست دی تھی پھر دوسرے دن اس نے لباس تبدیل کیا اور سفید چادر کی بے کالی چادر کو اوپر اڑھا اور شاز۔ کو حیرت زدہ چھوڑ کر گھر سے نکل کئی۔ گلی سے گزرتے وقت جس نے بھی اسے دیکھا آنکھیں جھپک کر رہ گیا۔ اس نے چادر اس اعزاز سے اڑھ رکھی تھی کہ اس کی صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن گھر سے نکلے وقت اسے اس بات کا خیال نہ رہا کہ جیرو دادا کے بارے معلوم کر لے کہ وہ کہاں مل سکتا ہے اسے اپنے اوپر بہت غصہ آیا۔

اب یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ ظالم کہاں ملے گا۔

تھیں جلدی ہی بہت تھی۔ بہر کیف بازار کے آخری کارنر میں کھلا میدان پڑتا ہے۔ میدان کے مشرقی حصے میں آڑھت کی دکان ہے اور وہ اپنے کہیں میں موجود ہے۔

عکریہ۔ رابعہ مسکرائی۔ اور تیز قدموں سے بازار کے آخری سرے تک آگئی سامنے ویران پارک تھا اسے اس کے مشرقی حصے میں ایک گودام نما دکان نظر آ گئی اب وہ آہستہ ہو گئی تھی اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دکان کے سامنے آگئی ایک طرف ایک لڑکھڑا تھا جس سے چار مزدور گندم کی بوریاں اتار کر اندر رکھ رہے تھے وہ دکان کے اندر داخل ہو گئی۔

کسی سے ملنا ہے آپ کو ایک آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔

دادا ہے۔

اوجھ ہائیں ہاتھ کہیں میں تشریف لے جائیں۔ وہ بڑے ادب سے بولا اور رابعہ نظر پھر کر کہیں کی طرف دیکھا جیرو دادا اندر موجود تھا آنکھیں بند کئے کرسی کی پشت سے نکلا ہوا تھا۔ وہ اب اسے دیکھے جا رہی تھی اچانک رابعہ نے شیشے کے کہیں پر انگلی سے دستک دی اور تب اس نے آنکھیں کھول دیں پھر ایک خاتون کو شیشے کے باہر کھڑے دیکھ کر چونک پڑا وہ سیدھا ہوا اور کرسی سے اٹھ کر کہیں سے باہر آ گیا۔

فرمایے

شادی کے لئے اچھے چاول چائیس۔ جو بہت اچھی مجلس ہو وہ دیکھا دیجئے۔
آپ اندر تشریف رکھیں میں آپ کو چاول دکھاتا ہوں۔ جیرو سراپا اخلاق بنا
ہوا تھا اور رابعہ نہیں میں داخل ہو گئی اور جہاں جیرو بیٹھا تھا اس کے سامنے والی کرسی پر
بیٹھ گئی۔

شریف الدین غبرون کرسی ہاتھی چاول دکھاؤ بیگم صاحبہ کو۔ اسے جیرو کی
آواز سنائی دی اندھا کہیں کہا۔ سامنے محبوب بیٹھا ہوا ہے اور یہ شریف الدین کو چاول
دکھانے کے لئے کہہ رہا ہے۔ رابعہ بزرگائی اور پھر کچھ دیر بعد ایک چالیس سالہ
انسان کہیں میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں آدھا پاؤ کے قریب چاول تھے۔
اپنے مالک کو بھیجو۔ وہ درشت لہجے میں بولی اور شریف الدین گھبرا کر باہر
نکل گیا پھر پتہ نہیں شریف الدین نے جیرو دادا کے کان میں آیا کہا کہ وہ اسے گھور کر
بولا۔

کیا تکلیف ہے اسے۔

آپ کو بولا رہی ہے۔ شریف الدین سر کھٹا کر بولا اور جیرو کہیں کی طرف
آگیا۔

فرمائیے

اپنی سیٹ پر بیٹھے۔

اور جیرو پریشان سا اپنی سیٹ پر بیٹھا۔

اتنی بڑی آڑھت کی دکان چلاتے ہیں آپ لیکن اخلاق نام کی کوئی شے آپ
کے پاس نہیں ایک ملائے کی خاتون اور وہ بھی سنواری لڑکی آپ کی دکان پر آئی اگر اس
نے ملازموں سے ہی چاول خریدا تھا تو آپ نے کہیں تکہ اتنی ہے کہ اسے چال دیکھا۔
جین اور آپ ٹھنڈا گرم پوچھے بغیر۔ اپنے ملازم کو چاول دکھانے بھیج دیتے ہیں۔
سواری۔ کیا چائیس گئی آپ۔

پر جسے کہتے بھی ہو یا۔ انگوٹھا چھاپ۔

بی اے کر رکھا ہے۔

آپ کا نام جیرو دادا ہے نا۔

جی جیرو مزید پریشان ہو گیا۔

مجھے آپ سے ذاتی کام ہے چاول نہیں خریدنے۔

فرمائیے۔ جیرو پریشان ہوتا چلا گیا اس نے پہلی بار اس کی طرف دیکھا
اور اسے دو آنکھیں دیکھیں بھالی محسوس ہوئیں۔

ایک نوجوان کو مجھ سے عشق ہو گیا ہے اور میں ٹھہری شریف زادہ نام ہو گئی
تو کوئی رشتہ نہیں آئے گا لہذا میں چاہتی ہوں کہ آپ اس نوجوان کو سمجھائیں کہ میرا بیچھا
جیوڑو ہے۔

ا۔ کون ہے وہ۔

میرا کام کر۔ میں گے آپ۔

اگر وہ نوجوان آپ کو پسند کرتا ہے تو آپ اسے کہیں کہ اپنے ماں باپ کو آپ

کے گھر بھیجے اور

میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔

کیا آپ اسے پسند کرتی ہیں۔

میں نہیں وہ مجھے پسند کرتا ہے۔

کیا نام ہے آپ کا۔

کا نام حسرتوں کا ایک نوحہ ہوں بے خودی پرستی رہتی ہوں۔

میں سمجھانے۔

میں بہت نہیں کر سکتی اور وہ بدنام کرنے پر تیار ہے چاہتی ہوں کہ وہ احتیاط
کرے صبر کرے وقت کا انتظار کرے اگر قدرت نے ساتھ دیا تو مراد بھر آئی گی ورنہ
نصیب اپنا اپنا۔

میری کچھ میں نہیں آ رہا کہ آپ کے لئے کیا کروں۔

آپ طاقت ور زور آور انسان ہیں کچھ بھی اسے کہہ سکتے ہیں بس چاہتی ہوں کہ وہ صبر کرے۔

نام اور ایڈریس۔

آپ نے کبھی محبت کی۔

اور جبر و سکرادیا۔ پھر سرکوشیا نہ انداز میں ہوا۔

میں نے یہ آواز اور یہ آپ کی آنکھوں کو کہیں دیکھا ہے۔

دیکھا ہوگا۔ میں نے آپ سے ایک سہل کیا تھا۔

محبت پر بربادی روح کا حق ہے اور پھر میں کسی سے محبت کرتا ہوں اور بڑی پاکیزہ ہستی ہے۔

وہ آپ کو پیار کرتی ہے۔

معلوم نہیں میرا خیال ہے اسے کبھی تک معلوم ہی نہیں ہو سکا۔

تو آپ نے اسے کہا کیوں نہیں۔

یہ آپ کیا باتیں لے بیٹھی ہیں جبر و سکرادیا۔

آپ تو بہت بہادر انسان ہیں شہر و پیسے انسان کو بھرے ہمارے میں مارا دلا اور ایک لڑکی سے اظہار عشق نہ کر پائے۔ میرا خیال ہے جو انسان اپنی مدد آپ نے کر سکتا ہو وہ کسی دوسرے کی مدد کیا کرے گا۔ رونی خدا جگہ آگنی چلتی ہوں۔

خبر ہے۔ جبر و پریشان ہو کر بولا۔

مجھے بزدل لوگ پسند نہیں سسر جی ۱۱۱۱۔ اور باں چاول کی ایک بوری ابرار حسین شاہ کے گھر پہنچا دینا۔ خدا حافظ۔ اور وہ ایک دم انہی ام کہیں سے باہر نکل گئی۔ اور جبر و دادا جیسے وہیں پھر ہو گئے ہو۔ اس نے اٹھنا چاہا اسے آواز دینا چاہی۔ لیکن ہمت جواب دے گئی کیسا انسان ہے تو تیرے گھر بہار آئی تھی اور تو دیرانے میں بیٹھا تھا ہاں تو کیسا انسان ہے کہ اپنے محبوب کو نہ پہچان سکا۔

لف میرے خدا۔ وہ کیا کہہ رہی تھی کہ محبت کا وقت نہیں اسے صبر کرنا پڑتا ہے۔

وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دیوانوں کی مانند دکان سے باہر نکل آیا لیکن دوسرے دن لے آیا ایک دم رک گیا کیونکہ حجاز حیدر صاحب جو ایک بہت بڑا آدمی تھا اور اسی علاقے میں رہتا تھا اپنی گاڑی سے اتر رہا تھا۔

کتیں جا رہے تھے نہ پر نہیں وہ مسکرا کر بولا۔

آئیے تشریف لائیے ویسے آپ نے زحمت کی اپنے ملازم کے ہاتھ پیغام بھجووا دیتے تو میں جیٹنا اتنی نسل کے چاول بھجوا دیتا۔

تم سے کام قما مسر نہ پر نہیں آؤ اندر کہیں میں بیٹھتے ہیں۔

اور جبر و نہیں لئے ہوئے کہیں میں آ گیا۔

کیا چلے گا

جو نہیں وقت کم ہے ہم نے کہیں جانا تھا لیکن تمہارے ساتھ ایک بات کرنا

تمہی سوچا پہلے تم

فرمائیے۔

تمہیں یاد ہوگا جب تم نے شیرد کو قتل کیا تو سب سے پہلے ہم پولیس اسٹیشن

پہنچے تھے۔

تو مجھے یاد ہے آپ کے ساتھ ایک وکیل صاحب بھی تھے۔

لیکن ہم۔ پہلے نواز ڈوگر اپنا کام دیکھا گیا کیونکہ وہ موجودہ حکومت کا ایک

اہم پروردہ تھا۔ لہذا ہم تمہاری کوئی مدد نہ کر سکتے لیکن اب ہم تمہاری مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے۔

فرمائیے۔

اس علاقے کے وٹ چاہیں

تو لے لیجئے۔ آپ کو کس نے روکا ہے ڈوگر صاحب اور آپ مدد ملتی ہیں۔

ایک نے جیتنا ہے اور ایک نے ہارنا۔ جاتی رہے دوت تو یہ علاقے والوں کے ہیں جسے پسند کریں گے اسے ڈالے دیں گے۔
برابر ٹھیک ہو لے تم لیکن مسرندیر حسین علاقے کے لوگوں کا دل تہوار سے پاس ہے جسے تم کہو گے اسے ہی دوت لے گا
یہ بات آپ اس قدر دوتی سے کیے فرما سکتے ہیں۔
کیا یہ حقیقت نہیں۔
صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک کروڑ روپیہ جب چاہو ہم سے وصول کر لینا۔ اب ہم چلتے ہیں۔ بس اتنا ہی کہنا تھا۔ اور پھر سیاریدر واپس لوٹ گئے۔

تو کام شروع ہو گیا۔ حیرت برزایا۔ اچانک اسے احساس ہوا کہ اسے ان لوگوں کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ وہ خود ادھر وہ ہے اس کا محبوب اس کے دروازے پر آکر بھوکا پیاسا واپس لوٹ گیا اور وہ الوکا بخند اسے پہچان نہ سکا۔ اور کیا وہ اسے گھر سے منع کرنے آئی تھی کہ بدنام ہو جائے گی۔ اسے اب دوسری بار گھر نہیں آنا چاہئے۔ ہاں جبر واداب تم بھولے سے بھی محبوب کے دروازے پر دستک نہیں دو گے۔ کیونکہ وہ خود تمہیں منع کرنے آئی تھی۔

اف میرے خدا۔ جبر و بے جان ہو کر اس کی پشت سے لگ گیا اچانک فون کی کھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فون کی طرف دیکھا تک نہیں آخر شریف الدین نے آکر رسیور اٹھایا تھا۔

جی بہتر۔ موجود ہیں جی بہتر۔ اتنا کہہ کر شریف الدین نے رسیور واداد کی طرف بڑھ دیا۔

نواز ڈاکٹر۔ شریف الدین بولا اور جبر و بے راسانت بنا کر رسیور لے لیا۔

جی فرمائیے ڈوگر صاحب کیسے یاد فرمایا۔

سیاریدر ابھی کچھ دیر قبل تم سے مل کر گیا ہے خیریت تھی۔

جی بالکل خیریت ہے۔ تین بوریاں چاول کی کدھیا ہے۔
چاول اپنے ملازموں سے بھی منگواسکتا تھا۔
معلوم نہیں کیوں آیا تھا یہ بات میں نے انہیں کہہ دی تھی کہ آپ نے خواہ مخواہ زحمت اٹھائی تو بولے کہ ادھر سے ہی گزر رہے تھے سوچا خود ہی کہتے جائیں۔
تم کیا درست کہہ رہے ہو جبر و۔

شک کا کوئی علاج نہیں ڈاکٹر صاحب۔

اچھا ادھر کو بھی آ جاؤ بیٹھ کر بات کریں گے۔

میرے پاس اس وقت آنے کے لئے قطعی منجائش نہیں ڈاکٹر صاحب۔

کیا کہہ رہے ہو جبر و۔ ہم ڈاکٹر بول رہے ہیں۔

جو بات میں نے آکر آپ کو کہنا ہے وہی بات فون پر بتا رہا ہوں اس لئے وقت اپنا اور میرا بادمست کیجئے۔ اتنا کہہ کر جبر و نے رسیور رکھ دیا اس کی پیشانی پر ہے غار شکلیں ابھر آئی تھیں۔ یعنی کہ اس کی اپنی زندگی اپنی نہیں تھی وہ اپنے لئے نہ کچھ سوچ سکتا تھا اور نہ اپنے لئے جینے کی ترس کر سکتا ہے یہ کیا زندگی ہے۔ جبر و نے زندگی میں پہلی بار اس انداز سے سوچا تھا جس قسم کا اس نے ڈوگر کو جواب دیا تھا وہ کوئی ایسا جواب نہیں تھا جو ڈوگر جیسے انسان کے لئے باعث تکلیف تھا۔ اور یہ بات حیرت و مبہوت اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اس نے اچھا نہیں کیا لیکن کیا کرتا اس کے حواس پر تو رابہ سوار تھی وہ رابہ جس کے خواب دیکھتا تھا وہ خود اپنے پاؤں سے چل کر اس کی دکان پر آئی تھی۔ وہ دل کے ہاتھوں بڑی طرح برباد ہو چکا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ رابہ کو علم ہو چکا ہے کہ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔ تب ہی تو وہ خود چل کر آئی۔ اور اپنے ساتھ ایک کہانی لے آئی۔

مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ہاں کیا کرنا چاہئے۔ وہ سوچتا رہا اور پریشان ہوتا رہا کیونکہ اپنی محبت کا کوئی سرا اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

نا پسند ہو اس کا خدا حافظ ہوتا ہے۔

محبت سے ایک بار بات کر دیکھئے گا۔ نوری کہہ رہا تھا کہ وہ پریشان رہتا ہے ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی ذاتی پریشانی ہو کوئی گھریلو معاملہ ہو آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ بہت حساس لڑکا ہے

اور ڈوگر کچھ ٹھنڈا پڑ گیا۔ لیکن نوری نے جو بات کو اسے جبرو کے بارے رپورٹ دی وہ کوئی حوصلہ افزا نہیں تھی۔ نوری نے کہا کہ جبرو کو ایک عشق ہو گیا ہے ابراہیم کی لڑکی سے جس پر ایک جن کا قبضہ ہے اور وہ چوبیس گھنٹے اس کی وجہ سے پریشان رہتا ہے۔

اور ڈوگر غرا ہوا تھا

جس تو پھر بیزا غرق ہو گیا اس کا جس مرد کے سر پر عورت بیٹھ جائے اس مرد کی عقل ختم ہو جاتی ہے۔ وہ مرد سے نامزد بن جاتا ہے۔ وہ ایسا گھوڑا بن جاتا ہے جو اپنی سواروں کو راستے میں چھوڑ دیتا ہے اور یہ جبرو تو ناکارہ ہو گیا اور ناکارہ گھوڑا کسی کام کا نہیں رہتا اور ایسے گھوڑوں کو ڈوگر گولی مار دیا کرتا ہے۔

نہیں ڈوگر آپ ایسا نہیں کریں گے بلکہ اس کمزوری کو قابو کریں گے جس کی وجہ سے گھوڑا بے کار ہوا۔

کیا مطلب۔ ڈوگر چونکا۔

ابراہیم حسین کی بیٹی نوری پر اسرار انداز میں مسکرایا۔

اب کے بارے میں اسے اڑتے سنی ہے لیکن پوری معلومات نہیں رکھتے ویسے ہم کو جن عورت پرست پر یقین نہیں۔

بڑے طرف ثور ہے کچھ تو ہو گا نوری بولا۔

ڈوگر نوری کے کہنے پر عمل مت کیجئے گا جبرو ایک ہاتھی ہے اگر وہ پاگل ہو گیا تو پھر پورا شیردہنوں ڈالے گا۔

اور تب ڈوگر نے اپنے آدمی کی طرف دیکھا اور کچھ سوچا۔ پھر نرم لہجے میں

نواز ڈوگر ایک ایسے کتے کا نام تھا جو بھونک بھی اور کانا بھی جانتا تھا اپنے آدمیوں کو مرداد بنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ جبرو اس کا خاص مہرہ تھا جو اسے بہت عزیز تھا وہ اس کے لئے اسے پہچاننے کے لئے اس میں آدمی مروا سکتا تھا۔ لیکن اس کا اپنا مہرہ ہی اسے مات دینے پر عمل گیا تھا۔

جبرو کی یہ ہمت کہ وہ آنے سے انکار کرے۔ یہ کیسے ممکن تھا اس سے سامنے تو پھر جانے والا انسان دم ہلاتا نظر آتا تھا اور اس وقت وہی نواز ڈوگر حویلی کے دیوان خانے میں کسی رختی بھینرے کی مانند ٹھہل رہا تھا اس کے تین خاص آدمی باادب کھڑے تھے۔ یہ وہ آدمی تھے جو ڈوگر کے کہنے پر وہ دو تین تین خون کر چکے تھے۔ اچانک ڈوگر ان کی طرف مڑا اور اپنے آدمیوں سے بولا۔

آج کل جبرو کی مصروفیت کیا ہیں مکمل رپورٹ چاہئے۔ اس کام کو کون کر سکتا

ہے۔

سر ... آج کل وہ پریشان رہتا ہے۔ بے کیوں رہتا ہے پتہ لگاؤ پڑے گا۔ ایک

آدمی بولا تھا۔

مجھے دو دن کے اندر مکمل معلومات درکار ہیں جاؤ

اور وہ آدمی چلا گیا۔

دادا کو زندہ رہتا چائے ڈوگر صاحب۔ بڑے کام کا آدمی ہے اور بڑے دل گردے والا ہے پورا علاقہ اس کی منہی میں ہے۔

تم ٹھیک کہتے ہو..... لیکن اس کا جواب مجھے پسند نہیں آیا اور اس نے جگر کو جوٹے

جیرو کو بلاؤ۔ ہم بات کریں گے گاڑی لے جاؤ۔
اور پھر آدھے گھنٹے بعد جیرو دادا نواز ڈوگر کی حویلی کے دیوان خانے میں
موجود تھا۔

کیا بات ہے ڈوگر صاحب آپ بہت پریشان نظر آ رہے ہیں۔
تم نے پریشان کر رکھا ہے بچے ہاں تم نے ڈوگر کو پریشان کر رکھا ہے۔
پھر تو جیرو دادا کو مر کھپ جانا چاہئے۔ ڈوگر صاحب بات کیا ہے جیرو کا لہجہ بڑا
تناؤ لئے ہوئے تھا۔

سجاد حیدر تھارے پاس آیا اور تم نے ہولا کہہ دیا جی ہاں کاہلے آیا کیا ہم سے
وقوف الوکا۔ منہ ہے کہ تمہاری اس بات کا یقین کرے گا۔

اور کیا میرے ماتھے پر پالتو آتا تھا ہوا ہے کہ تمہاری ہر بات پر دم بلا شروع
کر دوں گا۔ دیکھ ڈوگر جیرو دادا ایک بات جانتا ہے کہ جان دینا کب ہے اور لینا کب
ہے۔ بات صرف اعتماد کی ہوتی ہے اور تم کو اپنے آدمی پر اعتماد نہیں رہا اور یہ انسانی
نکست کا پہلا راؤنڈ ہوتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں جیرو دادا کو اپنے ہاتھ سے مت
کھوتا کیونکہ میں ایسا نوالہ ہوں جس نے بھی کھانے کی کوشش کی اس کا حلق چیر جائے
گا۔ اور ایک بات اور ڈوگر۔ تو اپنی عزت کھو رہا ہے میری نظروں میں لہذا ایک بار پھر
کہہ رہا ہوں کہ میں ڈوگر کا آدمی ہوں اور ڈوگر کا حق رہوں گا۔ سجاد حیدر نیا سمجھتا ہے۔
لہذا شک کو ذہن سے نکال دو۔ میں تمہارا پالتو آتا نہیں ہوں ایک دوست ہوں کیونکہ تم
نے قانون سے میری جان چھڑائی تھی جس کا احسان زندگی بھر نہیں ادا کر سکتا اور سزا
دوست کے لہجے میں بات کرنا اتنا کبر کر رہا تھا کہ۔

بیٹو۔ ڈوگر مسکرایا شاید اس کی نگاہ میں جیرو کی بات آتی تھی۔

اور جیرو پھر بیٹھ گیا اس کی پیشانی ٹھکن آلودھی۔

ہم نے سنا ہے کہ اپنے علاقے میں ایک لڑکی ہے جو آسپ زدہ ہے اور...

بہت کام کی باتیں بتاتی ہے ہم چاہتے کہ آئندہ سال ہونے والے الیکشن کے بارے
معلومات لیں۔

جیرو کے ذہن کو بہت تیز جھٹکا لگا تھا لیکن وہ اپنے آپ کو سنبھال گیا تھا لہذا
سرری لہجے میں بولا۔

میں خود بھی ایک بار حاضری دے چکا ہوں۔

کیا یہ سب سچ ہے ڈوگر بولا۔

میں نے کچھ باتیں اپنی ماں سے کئی تھیں لیکن یقین نہیں آیا تھا لہذا ایک رات
خود ہاں پہنچ گیا اور اپنی زندگی کے بارے کچھ معلومات لیں جو تقریباً سچ تھیں کیا ایک بار
یہ سنئے تھے۔

میرا خیال ہے میں مطمئن ہو کر آیا تھا لہذا دوسری بار جانے کا کوئی جواز نہیں تھا
اور پھر وہ ہر ایک سے نہیں ملتی۔ اجازت لینا پڑتی ہے اور جانے والے کا باد صوبنا بہت
ضروری ہے۔

ہم اس سے مل سکتے ہیں۔

کیوں نہیں کوشش کرنے میں کیا نقصان ہے۔

سنا ہے کہ مروان آواز میں بات کرتی ہے۔

میں نے بھی یہی سنا تھا لیکن مجھ سے اس نے اپنی آواز میں بات کی تھی۔

آواز سے لئے وقت لے سکتے ہو۔

یہ کام آپ خود کریں تو بہتر ہے۔

نکیر مسٹر جیرو۔ ہم کو افسوس ہے کہ سجاد حیدر کی وجہ سے ہم نے تم پر شک
کیا امید ہے ایک دوست کہ معاف کر دو گئے اتنا کہہ کر ڈوگر مسکرایا اور سمجھ دیر بعد جیرو کو
ڈوگر کا آدمی چھوڑنے چلا گیا اور تب ڈوگر کی پیشانی پر ٹھکیں پڑ گئیں۔

کیا سوچ رہے ہو ڈوگر۔ اس کا خاص آدمی جو ہر وقت اسے اپنے مشوروں
سے نوازتا رہتا تھا بولا۔ اور جس نے جیرو کے بارے میں ڈوگر کو اپنا رویہ نرم رکھنے کو کہا

تھا۔

اسن یہ نہ کا سمجھ سے باہر ہو گیا ہے۔
وہ آپ کا وفادار ہے ڈوگر۔ صرف شک پسند نہیں کرتا آپ کا دوست بننا چاہتا
ہے پالتو کتا نہیں۔ برابر ہی کا سلوک چاہتا ہے کسی اتنی بات ہے جو آپ کو الجھا رہی
ہے۔

لیکن وہ ابرار حسین کی لڑکی سے بارے اپنی جان چھڑا گیا ہے۔
ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی تعلق نہ رہا ہو جیسا کہ اس نے کہا۔ وہ اپنی ذاتی
زندگی کے بارے کچھ معلومات لیے گھس گیا تھا تو قریباً چھ تھیں یعنی کہ اس نے آپ کو منع
نہیں کیا۔

ہم پہلے اس لڑکی کو دیکھیں گے اسن تم ہمارے لئے اوقت لو۔
میرا خیال ہے کہ آپ کو اچانک براہ راست جانا چاہئے نوری کو ساتھ لے لیں
اور چلے جائیں احسن مسکرایا تھا۔

اور کند ذہن ڈوگر تھا یا ہونے کی بجائے نوری کو لئے ابرار حسین سے نصیحت کی
طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد گاڑی کو گلی کے باہر پھونکا دیا گیا۔ نوری نے ڈوگر کو گھر کا
دروازہ دکھا دیا۔

تم گاڑی میں بیٹھو گئے۔ ڈوگر نوری سے بولا اور خود دروازے پر دستک دے
ڈالی۔

کچھ دیر بعد ابرار حسین ڈوگر کو دروازے پر دیکھ کر پریشان ہو گیا۔
اجازت نہیں ملے گی۔

آئیے تشریف لے آئیے۔ ابرار حسین اس نے اپنے ڈرائیونگ سٹیمپ لے آئے۔
میں اجازت لینے کی کوشش کرتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

کوئی ضرورت نہیں اجازت لینے کی۔ یہ حرامی پلا بغیر وضو پلید اس گھر میں چلا
آیا۔ اس لئے ہم خود اپنے کمرے سے باہر آ گئے ہیں۔ ایک بدعرب مردانہ آواز

دروازے سے ابھری تھی اور ابرار حسین لڑکھڑا کر باہر نکلا گئے تھے۔ نواز ڈوگر کے
تو بدن میں ہونیس کیونکہ ایک معمولی سی لڑکی نے اسے گالی دے دی تھی وہ شعلہ جولاہی
ڈوگر کو گھورے جاری تھی پھر اچانک وہ آگے بڑھی تھی اور پوری قوت سے ڈوگر کے منہ
پر گھونر دے مارا۔ اور وہ گھونر اس قدر طاقتور تھا کہ ڈوگر جیسا جوان آدمی سامنے
دیاوار سے جاکھڑا یا تھا۔ ڈوگر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھائی تھا کیونکہ لڑکی کے
گھونر سے اس اتنی طاقت نہیں ہوتی۔

چاہتے تو تمہارا جزا توڑ دیتے لیکن انسان پر ظلم کرنا ہمیں پسند نہیں کہو کیوں
آئے تھے اور۔

اور نواز ڈوگر سر کو جھٹکتا ہوا اور اپنے گم ہو جانے والے حواس قائم کرتے
ہوئے گہری سانس لینے پر مجبور ہو گیا۔

بچہ جاؤ۔ مہمان ہو۔ بڑا ڈنگ لہجہ تھا اور نواز ڈوگر جیسے صوفے پر گر گیا ہو۔
اسے یہاں آکر اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اگر وہ ذرا عقل سے سوچتے تو با وضو ہو کر آتے
اور یوں گھونر نہ کھاتے۔

ہولو کیسے آتا ہوں۔

ہمیں معاف کر دیجئے بے خیالی میں غلطی ہوئی۔

چلو معاف کیا آگے ہولو۔

ہم نے صرف اپنی آنے والی زندگی کے بارے معلوم کرنا تھا کہ کیسے گزرے
گی۔

اچھی نہیں ہے۔ ایک سال بعد تمہارا ستارہ ڈوب جائے گا۔ تمہارا مد مقابل
تھے چاروں شانے چت کر دے گا لیکن ایک مہرہ تمہارے پاس ایسا ہے اگر وہ تمہارے
ہاتھ میں رہے تو تم ہیج سکتے ہو وہ تمہیں ذلیل ہونے سے بچا سکتا ہے اور وہ انسان ہے
جیر دراد۔

لیکن وہ تو میرے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔

نوری کا جن کا نام سن کر دم نکل گیا اور وہ گزبڑا کر بولا۔

وہ تو بہت ہی نیک شفیق بزرگ ہستی کا سایہ ہے لڑکی پر۔

الو کا منہ دھیرا باپ جن سے جس نے ابراہیم کی لڑکی پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اگر خون صاف کرتے ہوئے بولا۔

یہ تو ان کیسے نکلا۔

تیرے باپ نے گھونٹ مارا تھا۔ ڈوگر شاید بہت جھنجھلایا ہو تھا اور نوری نے تیرے پاس میں اپنی حالت جانی۔ حویلی پہنچتے ہی ڈوگر نے اپنا حلیہ درست کیا فسٹ ایڈ مسکو کر دہلی لکھی اور بڑے آدمی سے جبر و کوفوں کر دیا اور بڑے نرم لہجے میں بولا۔

جبر و صاحب اگر وقت نکال سکو تو ہماری بات سن جاؤ۔ ہم بہت پریشان ہیں۔ اتنا کہہ کر اس نے فوں بند کر دیا۔ اسن جو حویلی کے دیوان خانے میں رہ گیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ ڈوگر نے کیا بھی فیصلہ سمجھ دیا صورت بنائے بولا۔

خیریت ڈوگر۔

یہ گھونٹ ابراہیم کی بیٹی کے اندر جن ٹھس کر بیٹھ گیا اس نے مارا اور نہ کسی خیال۔ یہ گھونٹ تو ایک طرف۔ با آگے اٹھا کر دیکھ لے۔

آپ نے جبر و کو دیا ہے خیریت ہے۔

خیریت ہے شاید تم نے پہلی مرتبہ اس سے غلط انداز سے بات کی اس لئے دینا آدمی نہیں گھونٹا چاہتے کیا خیال ہے تمہارا۔

آپ نے درست فیصلہ کیا کیونکہ میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اسن تم نے ایسے ہمیشہ بہترین مشوروں سے نوازا اب بھی تیرے مشورے پر عمل کر رہے ہیں کیونکہ جبر و چاہتا ہے مزاج کا بچہ ہے اس لئے چاہتے ہیں کہ اسے محبت سے ذلیل کریں۔

بہت خوب ڈوگر صاحب آپ نے اب درست فیصلہ کیا۔

وہ نہیں نکل رہا تم پھسل رہے ہو اپنا اندر دھک رہے ہو وہ ایک طوفان ہے اور طوفان کا راستہ نہیں روکا جاتا اس پر اکتا کر دے تمہارا اپنا آدمی ہے مخالف پارٹی نے ایک کروڑ روپے کی آفر کی لیکن اس نے ٹھکرادی اب بتاؤ کہ وہ تمہارا آدمی ہے کہ تمہارے مقابلہ سجاد مید رک۔

ہم غلطی پر تھے معافی چاہتے ہیں۔

ایسے کام کرو علاقے والوں کو خوش رکھو اور دلوں کی حکومت کرنا سیکھ بیٹے جی۔ دادا نے کہا کیا ہے اس کے اندر ایک ناجزبی ہے انکساری ہے جو تمہارے اندر نہیں اور یہی بات تمہارے لئے نقصان دہ ہے اور سنا۔ اگر جبر و دوا کو تم سے کھو دیا اس نے تمہیں پھوس دیا تو تمہاری بادشاہی فوں اب جاؤ۔ اسے قابو کر لو اور اپنا اکتا بحال رکھو وہ تم سے بدظن ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اس سے معلوم کرو۔ عاؤ نکل جاؤ یہاں سے اور وہ پلٹ گیا اور پھر دروازہ کھولا گیا۔

ابراہیم بڑی تیزی سے اندر آیا تھا۔

مجھے افسوس ہے کہ بیٹی نے آپ کے ساتھ یہاں سلوک کیا۔

کوئی بات نہیں ابراہیم غلطی بہرہ کی تھی۔ اب اجازت دو۔ ڈوگر صاحب صاف کرتے ہوئے بولا کیونکہ دونوں چیزیں رنجی ہو گئی تھیں اور خون اگل پڑا تھا جو انہوں نے اپنے رومال سے صاف کیا۔

پانی لاؤں۔ ابراہیم بڑے تاسف کے ہوئے۔

نہیں شکر یہ ڈوگر نے مسکراتے کی خوشی کی اور ابراہیم کے ساتھ باہر نکل گیا اس کی ناک اور منہ سے خون برابر بہہ رہا تھا جس پر اس نے رومال دیکھ چھوڑا تھا۔ نوری فرنٹ سیٹ پر موجود تھا اپنے مالک کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے ملہری سے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ ڈوگر اندر بیٹھا اور ذرا نیور سے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

تم الو کے پیچھے آدمی معلومات لایا تھا اور یہ دیکھو اس جن کے پیچھے نے کیا حالت بنائی ہماری۔ ذرا اور قوت سے گھونٹ پڑ جاتا تو پھر دو حصوں میں بٹ جاتا۔

اور اگر یہ لوٹا جیرہ ہاتھ سے نکل گیا تو بہت بڑا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔

مثلاً نقصان کی نوبت کیا ہوگی۔

بھئی احسن ایکشن سر پر ہیں۔ اور جیرہ کام کا لڑکا ہے ملائے والے اس کی سنتے ہیں ہم سے زیادہ اس کی عزت کرتے ہیں۔ پھر تم جفا کام کا بنے یا نہیں۔

اب آپ ڈھنگ سے سوچ رہے ہیں۔

بس اب یہ تمہارا فرض ہے کہ جب جیرہ پر ہم کو فصر آ جائے اور تم کوئی انتہائی قدم اٹھانا چاہیں تو تم ہم کو روک دیتا۔

شکریہ ڈوگر صاحب آپ مجھے اس قدر اہمیت دیتے ہیں۔

مسٹر احسن ایک بات عقلی میں آئی ہے کہ سرہ یہ داور زیادہ عقل مند نہیں ہوتا۔

اندر سے کمزور اور کھوکھلا ہوتا ہے۔ اسے اچھے مشیروں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن وہ دولت

اور طاقت کے نشے میں اس بات کو نظر انداز کر دیتا ہے اور اکثر جگہ مار کھا جاتا ہے جیسے

کہ جیرہ ہے۔ کام کا انسان ہے لیکن ہم کو اسے استعمال کرنے کا طریقہ نہیں آیا۔

احسن مسکرایا۔ اور اسی میں جیرہ اندر داخل ہوا۔ پورے ڈوگر مسکرا کر بولا۔

ہمارے جیرے پر اور حامل طور پر ہونٹوں اور تاک پر غور مت کرنا کیونکہ یہ

سوغات ابرار حسین کی دختر نیک اختر نے دی ہے۔ ہم شاہ بغیرہ منسو پٹے گئے تھے اور جن

صاحب ناراض ہو گئے اور ایک زوردار گھونٹہ دے مارا۔ ہم کئی غلطیاں بہت منہ دی

اور ابرار حسین کی بیٹی نے ہمارا مطلب جن صاحب سے ہے کہ انہوں نے یقین دلایا

ہے کہ جیرہ صرف اور صرف ہمارا آدمی ہے۔ ہمارے لئے جان دے سکتا ہے اور

دوسروں کی لے سکتا ہے۔ لہذا اہم قسم سے معذرت خواہ ہیں کہ تم پر شک کر بیٹھے۔

کوئی بات نہیں ڈوگر صاحب۔ میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کا

آدمی ہوں اور آپ کا ہی ملک خوار ہوں گا۔ اور...

بولو۔ بولو۔ بولو۔

میرے ذاتی معاملات میں آپ دخل نہیں دیں گے۔

بالکل نہیں دیں گے یہ وعدہ رہا۔

شکریہ اور کچھ کہنا ہے۔

ہم سے دوستوں والا سلوک کیا کرو۔ بعض اوقات بالکل جھکی نکلتے ہو۔

اور ٹیڑھ مسکرایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

اجازت دیں۔

اور ڈوگر مسکرایا پھر جیرہ دادا حویلی کے دیوان خانے سے نکلتا چلا گیا۔

.....○.....

راہد بغاوت پہ اتر آئی تھی۔ ہر پھرتی لڑائی تھی قید ہو کر ہندی نہیں گزار سکتی تھی۔ ایک انسان جو پورے ملنے کے اوّل یہ حکومت کر رہا تھا اسے چاہتا تھا اور چاہت تھی ایسی کہ وہ جان دینے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اور جس نام کے اسے بڑی تھی سے منع کر رکھا تھا کہ جبر سے دور رہو اور دوستوں میں ہست پر بیٹھتے ہوئے جو کوئی بھی تھی جو اس پریشان رہتا تھا جس کا کام کاج میں دل نہیں لگتا تھا جسے اپنے آپ کو سزا آتی ہے مگر اس کا اور راہد موچتی رہتی تھی کہ ایسا چاہتے انسانوں والوں کو ملتا ہے۔ وہ تو اپنے آپ کو سزا دیتی تھی لیکن قدرت نے اس کے لئے ایک مرد تیار کر رکھا تھا ایک ایسا بہرہ خواہ صورت قد آور اور شاد و پیشانی بخوری آنکھیں چوڑے سینے والا جبر۔ اس کا اپنا جبر جس سے پورا ملحق ڈرتا اور احترام کرتا تھا۔ لیکن وہ خود اس سے مٹی راہد سے لڑتا تھا۔ اور راہد اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتی تھی اب وہ بیروستے ملنے کے لئے حقد کر رہی تھی اور جن باور راہد سے ناراض ہو گیا تھا اور راہد کو گھیرتے ہوئے بولا۔

یہ عاشق سوار ہے تم پر دوش کہ سارا اعلیٰ سال ہو جا۔ کا آخر تم کو کون نے مارا۔۔۔ ایک دن مقرر ہے ہجرت یوں حقد کر رہی ہو۔ جن نام۔ انسانی روپ میں راہد کے ساتھ وہ جبر تھا۔ ایک بار پیش انسان۔ سفد ازمنی علیہ ہو گا۔۔۔ راہد کے نزدیک مگر اسی سال کے لگ بھگ۔ وہ ایک سفر سے باور تھا اور کبھی کبھار اسے چاہا۔ مگر فقر و غنا سے دیکھتی تھی اور اس وقت وہ ایک نامے میں جا رہا تھا کہ بیٹھا بیٹھ کر رہا تھا کہ راہد خود اسے غور کر رہی تھی۔

آپ انسان کے بچے نہیں جن ہیں جو انسان ہوتے ہیں ان کے ازل میں

کرنا ہوئے لطیف احساسات ہوتے ہیں خدا نے انسان کو محبت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور آپ۔ ہر وقت اللہ توبہ کرتے رہتے ہیں کیا گناہ کر بیٹھے ہیں جناب۔ ہم اپنے گناہ نہیں بلکہ اس پاک ذات کی ثناء کرتے رہتے ہیں تاکہ جو بھول کرانک ہوگی جو وہ پورا دگار معاف کر دے۔

میں نے کیا ثناء کیا ہے جو مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ آپ میں اور مجھ میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ نہیں جواہر میں کیا گل نکالتے رہیں جو اب اللہ توبہ شروع ہو گئی۔ لیکن میں خود بھی جوان ہوئی ہوں۔ ایک مرد کے لئے اس مرد کے لئے جو میرا ہونے والا ہے یہ سینے سے لٹک چاہتی ہوں اور جناب دہوار بنے کھڑے۔ تم اس کرتی ہو۔ منہ بند رکھو جب بولتی ہو بے تکا بولتی ہو۔ انداز اپنا پنا۔ وہ جھلا کر بولی۔

تم۔۔۔ سی وہو کہ ہم قدرت کی ثناء خوانی میں مصروف ہیں اور تم ہمیں ڈانٹ کر رہی ہو۔

میرے سینے میں آگ لگی ہوئی ہے دھواں بھرا ہوا ہے اور تو سبک کر اس بیٹھا ہے ارے چاہت محبت کرنے والے کسی کی پردا نہیں کرتے تو سلا جن کی اولاد۔ مینوں میں جب محبت کی آگ بھڑک اٹھے تو انسان اندھا گونگا بہرہ ہو جاتا ہے اسے کچھ وحالی نہیں دیتا۔ لیکن تجھے کیا معلوم تو تو جن ہے۔ میرا بیچھا جھوڑ دے اب تجھے محبت کرنے سے۔ محبت زندگی سے زندگی کی حیرت ہے۔ اور تم مجھ سے زندگی چھیننا چاہتے ہو نہیں میں نے کوئی مل کرنا۔ مجھے محبت کرنا ہے جبر کو دیکھتی ہوں تو اچھے سینے کرسم سر آجیں مھرتا رہتا ہے اور میرے سینے میں دھواں بھرتا رہتا ہے۔ ہم دونوں مل جائیں گے تو کون سی قیامت آ جائے گی۔

ہے اب کتنا غم کیا انت شفت کب رہی ہو۔

مجھے شفق ہو گیا ہے اور وہ بھی جبر وادار ہے۔ سنا تم نے۔ اور اب مجھے مارا۔۔۔ پینے دن لی طرح ہجر سے بار اور میری زبان لے لو لیکن مجھے راتوں مت مجھے جاتا ہے۔

ہم تم سے پیار کر بیٹھے ہیں بچی محبت کرتے ہیں تم سے تمہارے بھلے کی باتیں کرتے ہیں یہ عشق کی باتیں چھوڑو۔ یہ سب فحاشی کی باتیں ہیں۔

اگر ہم لوگ فنا ہوں گے تو کیا تم زندہ رہو گے سب نے فنا ہونا ہے اس لئے موت ڈراؤ۔ بس مجھے محبت کرنے کا حق دے دو۔ مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی۔

تم بہت ہی بے ادبی اور گستاخانہ باتیں کر رہی ہو کیا تمہیں ایسا دور و پڑتا ہے اور رابعہ ایک دم اٹھی تھی اور بیڈ سے اتر کر جن بابا کے پاس پہنچی اور جاہ نماز پر ہی جن بابا کی گود میں سر رکھ کر رو پڑی۔

یا میری جان لے لو۔ یا مجھے آزاد کرو۔

بے وقوف نادان۔ تم نہیں جانتی کہ کیا تمہاری ہو۔ تم جنات کو نہیں جانتی اگر مجز جائے تو نفسیں بر باد کر ڈالتے ہیں قسم ہونی برواشت نہیں کرتے لیکن ہم تمہاری بکواس صرف اس لئے سن رہے ہیں کہ ہم تم سے پیار کرنے لگے ہیں تمہاری لا ابالی طبیعت سے تمہارے گفتگو کے انداز سے تمہاری انسانی تنوع پسند طبیعت سے جذبات نگہ مست کر تمہارا محبت کرنے کا وقت نہیں آیا وہی مرد بیر و تمہاری قسمت میں لکھا ہوا ہے اس کا ستارہ گردش میں ہے وہ دو خونخوار بھیڑیوں کے درمیان پھنسا ہوا ہے۔ قدرت کا ایک اپنا نظام ہے تم انسان ایک نکل کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور ہم واضح طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اذیت کس کر دت بیٹھے جذامیہ کرو اور اپنی زبان پر قابو رکھو۔

مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی۔ وہ جن بابا کی گود میں پڑی پڑی ہلک پڑی۔ ٹھیک ہے ہم ہار گئے تم بیت گئیں جاؤ مل آؤ لیکن کوئی گزیر مست کرنا تمہارا وجود ایک عمل سے گزر رہا ہے یہ ایک پاکیزہ وجود ہے اس کا خیال رکھنا۔

اور وہ ایک دم روتے روتے ہنس پڑی اور جن بابا کے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

سالا جن بابا۔

ٹھٹ اپ۔

آپ کو انگلیش بھی آتی ہے۔ رابعہ حیرت سے بولی۔

گیارہ زبانوں پر عبور حاصل ہے جاؤ دندہ ہو جاؤ۔ بے وقوف کہیں کی۔

آپ کو واقعی مجھ سے محبت ہے یہ میں نے آج جانا۔

پہلے فیص میں ہم کو تم کہہ کر بلاری تھیں اب کام بن گیا تو آپ کہہ رہی ہو۔

یہی تمہاری ایک متضاد شخصیت ہے جو دوسروں سے منفرد ہے الگ ہے جو ہم کو پسند ہے۔

جن بابا تم ہر وقت بھوکے رہتے ہو کھاتے کیا ہو۔

آج کھاتے ہیں کیونکہ ہمیں آگ سے پیدا کیا گیا اور تم لوگ مٹی کھاتے ہو

کیونکہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا گیا۔

لیکن ہم لوگ مٹی کب کھاتے ہیں ہم تو اناج کھاتے ہیں۔

اناج مٹی سے پیدا ہوتا ہے چاول مٹی سے پیدا ہوتے ہیں حتیٰ کہ جو کچھ انسان

کھاتا ہے وہ مٹی کی پیداوار ہے۔ اور پانی بھی جو پیتے ہو مٹی کے اندر سے آتا ہے۔

واہ۔۔۔ بات سمجھ میں آگئی۔

اب ناراض تو نہیں ہو۔

نہیں۔۔۔ کبھی کسی بات پر ضد کروں تو مان لیا کرو کیونکہ ہر میرا دم گھٹنا شروع

ہو جاتا ہے۔ رابعہ مسکرائی تھی پھر سفید چادر اوڑھ کر وہ باہر آگئی۔

اسے کہاں چاری ہو۔ شازیہ نے اسے ٹوکا۔

اپنے پاؤں کو لٹے۔ رابعہ نے اسے آنکھ ماری اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

یہ کیا بکواس کر گئی ہے۔

کیا ہوا بچی۔ یہ رابعہ کہاں گئی ہے۔ حجازی بیگم کی بچن سے آواز ابھری۔

پتہ نہیں ماس۔ اس کی طبیعت عجیب و غریب ہوتی جا رہی ہے۔ شازیہ پر تنقید

انداز میں بولی۔

اور دوسری طرف جیسے ہوا کے گھوڑے پر سوار رابعہ دربار کی طرف اڑے جا

رہی تھی جب کہیں میں وہ جبرو کے سامنے پہنچی تو وہ بڑا کر کھڑا ہو گیا۔

آپ۔

اور وہ اسے دیکھے جارہی تھی چادر کے اندر سے آنکھیں نہیں جو جبراً پرچم کر رہی تھیں دونوں ایک دوسرے کو دیکھے جارہے تھے خاموش نگاہوں سے جیسے اپنی اپنی پیاس بجھا رہے ہوں۔

آپ بیٹھے جائیں۔

میں۔۔۔ تمہیں دیکھنے آئی ہوں۔ میرے راجے میرے بچوں میرے مہموں ہاں میں تمہیں دیکھنے آئی ہوں اپنی نگاہوں میں تمہیں سامنے آتی ہوں میرا انتظار کرتا کیونکہ میں تمہارے لئے پیدا ہوئی ہوں اور میرے لئے مہر جاؤں گی میں رہے ہو جیرو۔ تمہارے دشمن میں تمہیں حاصل کرنے کے لئے پورے شہر بھٹکتا رہا۔ تمہیں حاصل کرنے کے لئے آگ کا سمندر پار کر سکتوں جیرو اورنگی کے عالم میں وہ۔

جیتے رہو۔ خدا میری عمر تمہیں لگا دے (آمین ثم آمین اللہ بزرگ آمین) اب جہوں کی کیونکہ جن بابا سے بہت تھوڑے وقت کے لئے اجازت لے رہی ہوں۔ میری نگاہوں کی پیاس نہیں بجھی نقاب اتراد۔

وقت نے قید کر دیا ہے ایک شخص سے تڑپ رہی ہوں صرف یہ۔۔۔ حال بھر رہا ہوں تو زکرو خود آ جاؤں گی۔

تم نے آنے کا وعدہ کر لیا جیسے مجھے لئے ایک کالی ہے تم نے ایک سال انتظار کرنے کو کہا۔ میں عمر کی آخری سانس تک انتظار کر سکتا ہوں۔

خدا تجھے میری زندگی لگا دے۔ میرے مرشد نے مجھے بتایا کہ تم مجھے دنیا کی ہر شے سے زیادہ چاہتے ہو تو یہ سن کہ قربان ہو جتنی حد سے داری ہوگی۔ میں خدا سے دعا مانگوں گی کہ موت آئے تو میرے زانوں پر زندگی مسکرائے تو میری ہانسیں میں اور وکھوں کا سیاہ آئے تو میری آنکھیں ہو۔

راجہ جیرو کے ہونٹ لرزے۔

اب نام لے کر مت بلانا سفر کھونا کریموں کی۔ میں پھر آجنگی میرا انتظار کرنا۔

بابا آہد رہے تھے کہ تم بھینڑیوں کے درمیان پھنسے ہوئے ہو میں تمہاری زندگی کی دعا مانگوں گی۔ تمہیں اپنے لئے خدا سے ناک لوں گی۔

بہت بڑا انعام دے کر چارہ سی ہو میری سانس سانس میں خوشبو بھری ہے تم نے میں نے بھی خدا سے دن رات تجھے ہی مانگا ہے۔ میری زندگی اور میری سانس تم ہو اور مابعدی آسمانیں اسکرادیں۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور اپنی نگاہوں کی پیاس بجھا رہے تھے۔

اچانک مابعد بولی۔

کب سے چادر ہے ہو مجھے۔

ساز جیسے تم مادے۔

تم میری پان میری ہی کہانی لے کر آ رہے تھے اور میں جان نہ سکی اور جان اس لئے نہ سکی کہ بابا میرا شاہد کچھ رہے تھے بہر کیف جب انہوں نے مجھے بتایا آج دوسری بار چلی آئی۔ بھتی ہوں اپنا خیال رکھنا اور میرے لئے اپنے آپ کو بچالینا اگر تم کو کچھ ہو تو میری۔۔۔ اس کی ذمہ داری نوت جائے گی مجھ بد نصیب کو پہلے علم ہو جاتا کہ کوئی یہ چاہے۔۔۔ ابھی ہے تو تمہارے قدموں میں چلی آئی اور تمہارے قدموں میں ہی جان دے دیتی۔

مرنے کی باتیں مت کرو میں تمہاری ہانسیں میں جینا چاہتا ہوں جیرو تڑپ کر بولا اور وہ مسکرائی اور بولی۔

خدا حافظ میرے محبوب خدا حافظ بھر ملیں گے انشاء اللہ اور وہ جس واسطے سے تھی تھی وہاں لوٹ گئی اور جیرو میں کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ قربان ہو گیا تھا اس لئے کہ آنے کے انداز پر طرز گفتگو پر مرنا تھا اس کے الفاظ پر کیسا زندگی کا پیغام دے رہا تھا۔

آؤں تھی یہ ایک آواز نے اسے چوکا دیا اور جیرو نے بڑے غضبناک انداز میں آواز کی سمت دیکھا تو سامنے سجاد حیدر کو کھڑے پایا اور اس کا چہرہ غصے سے

سرخ ہو گیا۔

تم دے پاؤں میرے سر پر کیسے آپیچے۔ جرو کا لہجہ ڈاؤنفاک تھا۔

کیا بات ہے خدیجہ؟

شینت اپ اندر کیسے آئے۔ پھر ایک دم اس نے اپنے آڑی کو آواز دی۔

اوالو کے پٹھے شریف بند ہیں کہاں سرٹیا تو

آیا! شریف اللہ میں پانچا کا پٹھا سا بنے آ گیا۔

تمہارا دم شریف اللہ میں کی بجائے فیض اللہ میں ہونا چاہیے یہ انسان میرے

نہیں تک کیسے پہنچا۔

مگر نیچے تہہ خانے میں تھا دادا۔

گیت آؤت۔ گیت آؤت۔ فرامیہ میرا جرو ایک دم چلی پڑا تھا ہر شریطہ

اللہ نہ دم دبا کر بھاگ اٹھا۔

لاؤ تم سجاد حیدر۔ مجھے اس وقت دنیا کے تین ترین انسان ملے ہر پیدی کی

نہ میرے کہیں تک آنے کی کیا ضرورت تھی۔

بہت ہوا اس کرنی تم نے ستر جیرو دادا۔ بہت بول ساتم نے ہر اونگی ایک

نونی کی خاطر کہ ہم نے تم دونوں کی گنگو کا آڑی حد میں کیا جسے نہیں معصوم تھا۔ تم

مرینش شق ہو اور ایسے انسان دہانے ہوتے ہیں جو کسی اور سے کے کام نہیں آتے تم

تو بہت بکارتے ہو ایک کھونا سک۔ کیونکہ جس انسان کی عقل پر موت بند ہوئے اس

کی اپنی عقل فتم ہو جاتی ہے اور ایسے انسان زمین پر موجود ہیں ہوتے ہیں۔ ہم جیرو دادا

کے پاس آئے تھے لیکن واسطہ نہ گیا ایک عاشق سے اور عاشق صرف آجیں بھرتے ہیں

اور ان آؤں کا اثر زیادہ ہو جائے تو پاگل خانے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہم تو تمہیں

تر نے آئے تھے کہ ان کی طاقت فتم کر دیں اور ایک روز وہیں مانگو لائے تھے جو

ایک ماگل دینے سے بچ گیا۔ اب جس تمہاری ضرورت نہیں تمہارے اس عشق نے

انہیں جتوا دی۔

ہم اس طاقے کے ہونے والے ایم این اے ہیں۔

تب جیرو نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا اور بولا۔

میرے محبوب نے اپنے جیرو سے سالی بھرتے کا دھوکہ کیا ہے اور انہیں نو ماہ

بعد میں اس لئے ان نو ماہ میں روپیہ کی اکٹھا کرنا ہے خواہ وہ ڈوگر دے یا تم۔

اور سجاد حیدر، چونک پڑا۔

ہاں سجاد حیدر۔ میں اس قدر دیوانہ نہیں ہوں کہ روپیہ کمان بھول چاؤں۔

فیض تروڑا لے ہیں۔ سجاد حیدر بولا۔

فیض سرینش شق کو دے رہے ہو۔

اتحاد کرنا پڑے گا۔ سجاد حیدر مسکرائے۔

ہاں سجاد حیدر۔ تم نے دے پاؤں آنے کا کٹاؤ کیسے ادا کرنا ہے۔ تم

نے یاد گاؤ شق میں دے پاؤں آنے کی بات کی ہے اپنی سزا کے بارے

میں۔ انہیں تو بہت دور ہیں۔ جیرو اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا تھا اور سجاد حیدر

ایک سے نئے پڑیٹان ہو گئے اور جیرو نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا اور بولا۔

نہ انہم جیرو دادا ہے اپنے میرے خود بساط پر بچھاؤ ہوں اور جب چاہا جس

پیدل سے ہٹاؤ کومات دے ڈالتا ہوں۔

جسے جیرو نے پڑھا پڑے گا جیرو دادا

جنگ لگا کر پھر دیکھنا اور آئندہ فون پر بات کرنا اور صحت آنا۔

اور سجاد حیدر مسکرا پڑا اور بولا۔

بھیا شیمو جیرو دادا بیٹا۔ ایسے انسان دشمن نہیں پالتے اتنا کہ کہ سجاد حیدر داکس

کوت ملے۔

الو کاؤخہ۔ جیرو کو ڈرانے آیا ہے پتہ نہیں ان لوگوں کو کیوں محل نہیں آتی

کہ موت سے منہ میں چلے آتے ہیں۔

کچھ بھی نہیں بھول سکتا اور بھولنے والی کوئی بات بھی نہیں سر لیکن اس لڑکی کا کوئی اتہ پتہ تو معلوم ہو۔ لیکن اگر وہ مل جائے تو اس کا کرنا کیا ہے۔

انگو۔ اسے انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے اور جیرو دادا پر جو پہاڑ گرے گا وہ اسی غم میں یا تو پاگل ہو جائے گا یا خودکشی کرے گا اور پھر ڈوگر بھی اپنی موت خود مر جائے گا کیونکہ ہم کو اس بار انکیشن جیتنا ہے ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے۔

ہوئیں موت بھی تو ڈالے جاسکتے ہیں۔

بچھلی بابا۔ ایسا کیا تھا لیکن ہم بار گئے ڈوگر کا بہت زور تھا اور پھر حکومت خود اس کا ساتھ دے رہی تھی ایسے میں اسے برانا بہت مشکل تھا۔ اب پورا ملاقات جیرو دادا کی منگنی میں ہے اس نے اپنی شرافت سے علاقے والوں کے دل جیتے ہیں اور ڈوگر کے پاس اس کی سب سے بڑا اور خطرناک ہتھیار ہے جسے توڑنا بہت ضروری ہے۔

دادا بابا۔ ہاتھ کیوں نہ ڈال دیں۔ رانا حفیظ بولا

کچا ہاتھ پڑ گیا تو انکیشن تو گیا ہاتھ سے۔ سجاد حیدر پر تفرانداز میں بولا۔

ٹھیک ہے ہم کچھ آدمی جیرو کی نگرانی پر لگا دیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ معلوم ہو سکے کہ کوئی لڑکی اسے ملنے آتی ہے یا خود جیرو وہاں جاتا ہے۔

اچانک فون کی قنقنی بج اٹھی اور سجاد حیدر نے رسیور اٹھالیا۔

ہاں ہونو کیا بات ہے۔ کیا اچھا اچھا اگر تمہاری معلومات غلط ہوئیں تو تمہاری گردن بھی تو زردیں گے اور اگر درست ہوئیں تو تم ایک لاکھ کے حق دار بنو گے۔ اتنا کہہ کر اس نے رسیور رکھ کر ایس پی کی طرف دیکھا انکا چہرہ اور آنکھیں چمک رہی تھیں۔

کوئی خاص فون تھا جناب۔

اس لڑکی کا پتہ چل گیا۔ بازار میں ایک پروڈیون سنور کا مالک ابراہیم شاہ نامی انسان کی بیٹی ہے جو دو بار جیرو کو ملنے اس کی آڑھت پر آئی تھی وہاں کام کرنے

سجاد حیدر کو بہت شریف انسان تھا لیکن وہ پروردہ وہ نواز ڈوگر سے بھی خطرناک تھا۔ ہیروئن جیسے کاروبار میں ملوث تھا اور انڈر گراؤنڈ دنیا کا خاص آدمی تھا وہ شور ملز کا مالک تھا بچھلی انکیشن میں وہ نواز ڈوگر سے شکست کھ گیا تھا لیکن اب کی بار اس نے ہر حالت میں انکیشن جیتنا تھا۔ تب کہیں باکر پورا غویہ اس کے آگے نہیں آتا۔ دنیا واس کا اپنا ایک اصول ہوتا ہے اپنے آدمی کو ممی تک ضرور پہنچا۔ آج سجاد حیدر کو پیغام مل چکا تھا کہ انکیشن جیتو اور پورے شہر پر حکومت کرو۔ کیونکہ اسے ٹاپ ٹین ملتا تھا۔ لہذا وہ جیرو کے بارے سوچ رہا تھا اور ایس پی رانا حفیظ اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

آپ نے یاد کیا اور چلے آئے تھم کریں سجاد حیدر صاحب۔

جیرو۔ جیرو دادا دردمندانہ اسے ہم نے اسے ایک کروڑ کی آفر کی ہے لیکن اس نے ٹھکرادی۔

ہمرا اپنا خیال ہے کہ وہ بہت ٹھنڈے ذہن کا نوجوان ہے اور بڑے آرام سے اپنا کاروبار کر رہا ہے۔

نواز ڈوگر کے ہاتھوں میں ناچ رہا ہے ٹوٹ ٹکس پارہا۔ اور ہم نے اس کے سر پر ایک عورت کو بیٹھے دیکھا ہے جو اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے ہمارے آدمی تین دن سے برابر کوشش کر رہے ہیں کہ اس لڑکی کا پتہ چلا لیا جائے لیکن ناکام رہے ہیں۔ اور یہ کام ہم تمہارے سپرد کر رہے ہیں۔

ایک گمنام چہرے کو تلاش کرنا بہت مشکل کام ہے جناب سجاد حیدر صاحب۔

تمہیں ایس پی کے ریکرٹنگ لے جانے کے لئے ہم نے بہت پیسہ خرچ کیا

والے مزدور نے جو لہڑ ہے بتایا ہے۔

ابرار حسین کی کتنی بیٹیاں ہیں۔ رانا حفیظ بولا۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا۔۔۔ ہو سکتا ہے ایک ہی بہ اور بہت ساری بھی ہو سکتی ہیں اب باقی کام خود کر لو۔ اگر زیادہ بیٹیاں ہیں تو ایک کو انھو الو بیرو۔۔۔ لئے سامنے آ جائے گا۔ اپنا آدمی تیار کرو اس کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات پیدا کرو اور حدود کا کیس بن کر اندر کر دو۔۔۔ پھر تماشہ دیکھیں گے کہ سانپ پٹاری سے باہر کیسے آتا ہے۔

اور ایس پی مسکرائے اور بولے۔

ہم پہلے ابرار حسین کی کتنی بیٹیاں ہیں معلوم کرتے ہیں پھر ایک کو ہاتھ مارال دیتے ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ اب آپ لوگوں کو وہ ترکی تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے گی جو جبر و دادا کے عشق میں گرفتار ہے یہ تو اڑوس پڑوس کے لوگوں سے بھی معلوم ہو جائے گا سجاد حیدر اپنی کامیابی پر مسکرائے۔

کوشش کی جا سکتی ہے۔

تو پھر آپ جانیں اور ہم سنکر ہیں۔ سجاد حیدر اپنی بات پر زور دے کر بولے اور یوں ایک پلان تیار کر کے ایس پی رانا حفیظ رخصت ہو گئے۔

بڑی تیزی سے اپنے پلان پر عمل کرتے ہوئے وہ اس لڑکی تک جا پہنچے جو بیرو دادا سے منسلک تھی۔ لیکن جس قسم کی معلومات ان کے سامنے آئی تھیں وہ پریشان کن تھیں۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ سید زادی آسیب زوہ تھی اس پر کسی جن بابا کا سایہ تھا اگر ان کی تمام معلومات درست تھیں تو کام مشکل ہو گیا تھا انہوں نے سجاد حیدر کو فون پر ٹھہرے صورت حال سے باخبر کیا جس پر وہ غراٹھے تھے۔

کیا بکواس ہے رانا۔ کیا اس دور میں من بھوت کا تصور ہے یہ سب کتابی کہانیاں ہوتی ہیں۔

لیکن جناب ان کے وجود سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔

ہم انکار سب کر رہے ہیں۔ زیادہ خیال ہے لڑکی فراڈ لگتی ہے۔ تم انھو الو

اے۔

لیکن سر گھر سے اسے نہیں انھو اسکے گھر سے باہر یہ کام آسان ہے۔

ایک غریب انسان کی بیٹی ہے کچھ نہیں ہوگا۔

سر تمام تر ذمے داری آپ پر ہوئی۔

کام تیزی سے چلاؤ۔ اتنا کہہ کر سجاد حیدر نے سلسلہ منقطع کر دیا اور رانا

حفیظ نے ملائے کے پولیس انچارج کو حکم جاری کر دیا اور یہاں سے سجاد حیدر کی بد نفسی کی کہانی شروع ہو گئی۔

پولیس ابرار حسین کے گھر پر چڑھ دوزی تھی۔ حاجرا بیگم سہمی ہوئی تھی شادی کا رنگ زرد تھا اور اندر کمرے میں راجہ جن بابا کو گھور رہی تھی۔

گھور کیوں رہی ہو جاؤ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا تماشہ ہے مزہ آئے گا کوئی بہت بڑی ٹیم جبر و دادا کے لئے تیار ہوئی ہے اور اس کے پس پردہ کون لوگ ہیں ہم جاننا چاہتے ہیں اس لئے جاؤ ہم ساتھ ہیں۔

اے بیرو مرشد مروان دینا انہوں نے ذرا ٹنگ روم سے بیروئن برآمد کی ہے اور باہر کی بات کرتے وقت ناگہمیں تک کانپ رہی تھیں۔

پر دست کرو جاؤ ورنہ وہ اندر آ جائیں گے سب حرام زادے پلید ہیں۔ راجہ نے چادر کو درست کیا سفید دانوں کی تسبیح کو ہاتھ میں لیا اور کمرے سے باہر آگئی صحن میں اسٹیکر جھینڈ کھڑا تھا اور تین پولیس والے قریب ہی کھڑے تھے۔

میرا نام راجہ ابرار حسین شاہ ہے کیا مسئلہ ہے۔

آپ کے ذرا ٹنگ روم سے ہم نے بیروئن برآمد کی ہے۔

اچھا۔ مجھے حیرت ہوئی کس سالے الو کے پٹھے کی موت نے آواز دی

ہے۔

اے بکواس مت کرو ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھو۔

ترانہ... بڑے زور کا تھپڑ تھا جو رابعہ نے انسپکٹر کے منہ پر دے مارا تھا۔ جو اچھل کر دروازے کے قریب جا پڑا تھا اور پولیس ملازمین کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ انہیں ایسے ہی لگا تھا جیسے انسپکٹر ہوا میں تیرتا ہوا دروازے تک چلا گیا ہو اور انسپکٹر جوشید خود گھبرا گیا تھا اسے ایسے لگا تھا جیسے تھپڑ نہ رہا ہو ایک ہتھوڑا ہو جو اس کے منہ پر آ پڑا ہو۔

اب تم نے بد تمیزی کی تو تمہارا جواز توڑ دوں گی۔ رابعہ شعلہ باز نکاحوں سے اسے گھورتے ہوئے ہوئی۔ اور انسپکٹر کی چھٹی گم ہوئی وہ اس قدر خوفزدہ ہوا تھا کہ اب تک گلاب پر ہاتھ رکھتے ہوئے تھا۔

رابعہ نے ماں کی طرف دیکھا پھر شاہیہ کی طرف اور منکھڑا کر ہوئی۔ گھبراؤ مت میں مرشد کے کہنے پر ہارنی ہوں وہ نہ ان چوہوں کی کیا جرات تھی کہ رابعہ پر ہاتھ ڈال لیتے۔ آجھاں گی۔ رات کا کھانا گھر میں آکر کھاؤ گی۔ اتنا توبہ کرو دروازے کی طرف بھاگ جاتی۔ پولیس والے اس کے پیچھے تھے۔ پوری قحطی کے مکانات کے دروازے کھلے ہوئے تھے عورتیں بوزھے بچے نوجوان سب حیرت سے پولیس کی کارروائی دیکھ رہے تھے اور رابعہ کو بے باقہ انداز میں چلتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

وہ یوں پولیس والوں کے آگے بھل رہی تھی جیسے کوئی دیوانی ہو اور باہر گاڑی میں بیٹھ گئی اور گاڑی پولیس اسٹیشن کی طرف بھاگ پڑی انسپکٹر جوشید اور قیوں ملازم بے پناہ خوف زدہ تھے۔ گاڑی پولیس اسٹیشن میں داخل ہو کر روک گئی۔ وہ باہر نکلی اور انسپکٹر اسے لے کر اپنے کمرے تک لے گیا۔

بہنیں

یہاں کیوں لائے ہو۔ لاک اپ میں بند کرو مجھے رابعہ نے اسے گھورا۔ مجھے اپنے آفیسر سے آڈر ملا تھا۔

کہ میرے گھر سے ہیراؤں برآمد کی جائے۔ ایک ایسی لڑکی جو ہر وقت با وضو رہتی ہو اور پانچ وقت خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہو وہ ہیراؤں کا کاروبار کرے گی۔ اتنا کہہ کر رابعہ نے انسپکٹر کو گھورا اور انسپکٹر نظریں چرا گیا۔ تب اس نے اپنے آفیسر کو فون کیا اور بولا۔

جی سر ہم اسے لے آئے ہیں جی بہتر اتنا کہہ کر اس نے ریسور دکھا دیا اور رابعہ کی طرف دیکھ کر بولا۔ میرے آفیسر آ رہے ہیں۔ آجانا ہم سے ان کا۔ رابعہ یوں ہوئی جیسے خود بہت بڑی آفیسر رہی ہو۔ ایس پی رانا حفیظ صاحب۔

ہوں۔ انکری پر بیٹھے بیٹھے اس نے بنگارا بھرا۔ اور انسپکٹر بھانے کیونکر کر باہر نکلیں گیا اور وہیں دروازے کو گھور کر رو گئی۔ بھاگ گیا۔

یہ راستہ کرو۔ میرے سامنے آئے دو اور درپردہ تم جیرو کی مدد کر رہی ہو ہم چاہتے تو پولیس والوں کو دیں سے بھگا دیتے۔ جن بابا نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ میں اپنے جیرو کے لئے جان دے سکتی ہوں۔ زیادہ آہوش نہیں وہ ایس پی آجائے تو تحمل سے بات کرنا اور اسے کریمہ کا اس کی پشت پر کون البو کا منہ ہے۔

نھیک ہے جیرو مرشد رابعہ سکرانی۔

اور چر نھیک جس منہ بعد ایک بڑا آفیسر جو ایس پی رانا حفیظ تھا انسپکٹر کے ہاتھ اندر داخل ہوا۔ اس نے سفید پراہن میں رابعہ کو بخور دیکھتے ہوئے انسپکٹر کی کرسی پر بیٹھ گھسنا۔

ہوں تو تم ہو رابعہ بیٹم۔ کب سے اس کاروبار میں ملوث ہو۔ کس کاروبار میں آفیسر۔

ہیروئن کے جو تہارے گھر سے برآمد ہوئی ہے۔

وہ ہیروئن کہاں ہے جو برآمد ہوئی ہے۔

انسپکٹر ہیروئن کا پکٹ لاؤ۔ ایس پی برابر رابعہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

انسپکٹر جمشید باہر نکل گیا۔

یہ نقاب اتار دو۔

میں ایک باپردہ لڑکی ہوں آفیسر۔

مطمئن ہو۔

ثابت کرو۔

اور اس لیے انسپکٹر گھبراہٹ ہوا اندر داخل ہوا اور بولا۔

سر۔۔۔ الماری میں سے پکٹ غائب ہو گیا۔

بند الماری سے پکٹ کس طرح غائب ہو سکتا ہے ایس پی غور کرنے لگے۔

ہیروئن کا پکٹ انہوں نے خود خراب کیا تھا اور انسپکٹر نے اپنے منہ پر پڑنے والے قصیدے کا

ذکر کچھ اس انداز سے کر دیا تھا کہ رانا حفیظ قہر سے متاثر ہو گیا تھا۔ معلوم نہیں سر ایسے

غائب ہو گیا۔ انسپکٹر جمشید پریشان ہو کر بولا۔

کوئی بات نہیں۔ تم باہر جاؤ۔

اور انسپکٹر جمشید باہر نکل گیا۔

تم اپنی ضمانت کا بندوبست کرو۔

کیوں...؟ رابعہ کا لہجہ بڑا ٹٹکا تھا۔

کیونکہ تم اندر آ رہی ہو۔

اس ہیروئن کے کیس میں جہاں اب تہا مے پاس نہیں مچا کورٹ میں کیا دکھاؤ

ہے۔

دوسرا انتظام کر لیں گے۔

تہا مے پر کون ہے آفیسر۔

جب رانا حفیظ نے اسے گھور کر دیکھا اور بولا۔

ہر کو معتبر ذرائع سے اطلاع ملی تھی کہ تم ہیروئن کا کاروبار کرتی ہو لہذا ہم نے

انسپکٹر کو حکم دیا کہ کارروائی کی جائے اور ہیروئن برآمد ہوگی۔

میں نے آپ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ آپ کی پشت پر کون ہے جس کے

کھینے پر آپ حرکت میں آئے۔

بھائی پشت پر کوئی نہیں رابعہ بیگم۔

آپ جھوٹ بولتے ہیں آفیسر اگر آپ نے اس حرام زادے کا اتنا پتہ نہ دیا تو

میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تمام زندگی سڑکوں پر بھیک مانگتے نظر آؤ گے۔

نیا بکواس کر رہی ہو لڑکی۔ ایس پی رانا حفیظ ایک دم چپ گیا۔

تم نے بولی لیا۔ اب منہ مت کھولنا اور میں جاری ہوں دوبارہ کبھی سامنا ہو تو

اپنے بار کا کام ضرور بنانا دینا ورنہ اپنی منہوں صورت لے کر سامنے مت آنا اتنا کہہ کر وہ

انٹھ فٹنی اور بولی۔

اپنے انسپکٹر کو بولو کہ مجھے عزت سے گھر ڈراپ کر دے۔

رانا حفیظ نے کچھ کہنا چاہا تھا کہ انسپکٹر اندر داخل ہوا۔

سر چندہ ددا بہت غصے میں ہے کہہ رہا ہے کہ میرے علاقے کی ایک سید زادی

کو تھانے کیوں لایا گیا۔

اسے اندر آنے دو انسپکٹر۔۔۔ اس کا راستہ مت کاٹو ورنہ تمہیں ہاتھ سے وزن کا

اندازہ ہے۔ رابعہ اسے گھور کر بولی۔

اور انسپکٹر گھبرا کر باہر نکل گیا۔ دوسرے ہی لمحے جیر دوا اندر داخل ہو رہا تھا۔

فضول بکواس مت کرنا۔ جن بابا نے سرگوشی کی اور رابعہ نے سر کو

حرکت دی۔

آؤ جیرو۔ انسپکٹر کو ملکا جی ہو گئی تھی۔ یہ آفیسر بہت اچھا ہے مجھے جانے کی

اجازت مل گئی ویسے تم کچھ مذاکرات کرنا چاہتے ہو کرلو۔ اور ہاں انسپکٹر مجھے اپنی گاڑی پر

عزت سے کھرچھوڑ آؤ۔ رابعہ کا لہجہ تھملا نہ تھا اور انسپکٹر صاحب سوچتے ہوئے ایزیوں پر کھبم کر باہر نکل گیا۔ اور جیرو دادا نے ایس پی کی طرف دیکھا۔

بیٹھ جاؤ جیرو کھڑے کیوں ہو۔

رابعہ کو کیوں بلوایا تھا پولیس اسٹیشن۔

تمہارا کیا تعلق ہے اس سے۔

میری ہونے والی بیوی ہے۔ جیرو کا لہجہ کچھ اچھا نہیں تھا۔

میں ایک ذمے دار پولیس آفیسر ہوں جیرو کچھ اپنے ذرائع سے اطلاع ملی تھی کہ یہ خاتون بیرونی کا کردار کرتی ہے ہم نے اسے پوچھ گچھ کے لئے بلوایا تھا اور عزت سے واپس بھیج دیا۔

آپ نے مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے رانا حفیظ اور یہ شرمات کچھ ابھی نہیں۔

ایک آفیسر کو دھمکا رہے ہو جیرو۔

آپ کو علم ہونا چاہئے کہ میرے تعلقات آپ کے بڑوں سے بہت یاد ہیں تم از کم آپ کو اپنی پوزیشن کا خیال رکھنا چاہئے اور۔

اور کیا جیرو۔

وہ میری ہونے والی بیوی سے اور آپ اس انوکھے پنہنے کو یہ ذہن نشین کروا دیں کہ جیرو کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔

کس کی بات کر رہے ہو سسٹر جیرو صاحب۔

جس نے آپ کو حرکت دی آپ اسے میرا پیغام دے دینا کہ بڑا سخت نوالہ ہوں حلق میں ایک گیا تو حلق دو ٹکڑوں میں بٹ جائے گا۔ خدا کی پناہ ایک بار پردہ لڑکی جو بیس گھنٹے اندر توبہ کرنے والی آپ نے بیرونی کے بیس میں اسے طوط کرنا چاہا۔

بھٹیو پار تم سے کچھ ذاتی باتیں کرنا ہیں۔

اور جیرو اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا۔

ہم نے سنا ہے کہ اس پر کسی بزرگ کا سایہ ہے۔

ہاں ہے تو۔۔۔ پھر۔

سچائی کس حد تک ہے۔

آپ جا کر خود اس سے مل لیجئے گا لیکن با وضو ہو کر جائیے گا۔

انسپکٹر جمشید بہت گھبرایا ہوا ہے اس کے منہ پر رابعہ بیگم نے تھپڑ مارا تھا اس کا کہنا ہے کہ وہ تھپڑ کسی انسانی ہاتھ کا نہیں تھا اس کے منہ کی چار داڑھیں اپنی جگہ چھوڑ گئی ہیں۔

اس کے باوجود آپ لوگ محتاط نہیں ہوئے۔

برکیف سہری سسر جیرو ہم آئندہ محتاط رہیں گے۔

کس کے کہنے پر یہ حرکت کی تھی آپ نے۔

چھوڑو ختم کرو۔

رانا جمشید سے سامنے ہیں سجاد حیدر اور نواز ڈگر۔ اب میں خود حساب نکال لوں گا کہ کون ہو سکتا ہے۔ اتنا کہہ کر جیرو اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک نظر رانا حفیظ پر ڈال کر باہر نکل گیا۔

اور رانا حفیظ نے ایک گہری سانس لی اس نے اپنے موبائل پر سجاد حیدر کا نمبر ملایا اور بولا میں ٹھیک میں منٹ بعد آپ کے پاس آ رہا ہوں اتنا کہہ کر اس نے کرسی چھوڑ دی۔ اور اپنی جیب پر سجاد حیدر کی حویلی تک جا پہنچا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ دیوان خانے میں سجاد حیدر کے سامنے موجود تھا اور انسپکٹر جمشید کے ساتھ آنے والا حادثہ سنایا اور اپنے ساتھ ہونے والی گفتگو پھر جیرو کی آمد اور اس کی گفتگو سنا کر بولا۔

اب بتائیے کیا کرنا چاہئے وہ لڑکی بہت خطرناک ہے ہمارا سارا پلان خراب ہو گیا۔

پھر ایک ہی حربہ رہ جاتا ہے کہ جیرو دادا کو توڑو اسے خریدو نہیں تو پولیس مقابلے میں مراد والو۔

آپ تیز چل رہے ہیں سر۔ جیرو دادا جس شخص کا نام ہے وہ بہت نیک نام ہے پورا علاقہ اس کی عزت کرتا ہے اگر وہ مارا گیا تو دوث آپ کو ایک بھی نہیں ملے گا۔

بےوقوف آفیسر اس کا مرداؤ ذکر پر زائل ہو۔

آپ مزید تیز ہو گئے ہیں سر۔ کچھ اور سوچئے کیونکہ میں رابعہ بیگم کے ہاں حاضری دینے والا ہوں اور اس سے معذرت مانگنے والا ہوں۔

بہت نزدیکی ہو گئے ہو ایک لڑکی سے آفیسر۔

لڑکی سے نہیں اس کی طاقت سے وہ یوں مجھ سے مخاطب تھی جیسے خود میری آفیسر ہو اس کے بات کرنے کا لب و لہجہ نکسانہ تھا وہ پولیس اسٹیشن پر کڑھ بھر بھی نزدیکی نہیں تھی جیسے اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھی مجھ پر غم پڑا رہی ہو اس نے جو اہم بات پوچھی تھی وہ یہی تھی کہ آفیسر قربانی پشت پر کون ہے جس کے حکم سے تم نے یہ حرکت کی ہے۔

جاؤ اس سے مل لو۔۔۔۔۔ پھر ہمیں بتانا اور۔۔۔۔۔ جہاد حیدر کی بات اوصوری رہ گئی کیونکہ آفیسر کا سوا بال بول پڑا تھا۔

ہیلو۔۔۔۔۔ ایس بی رانا حفیظ اسٹیکنگ۔

جیرو بول رہا ہوں۔ خدا حافظ آفیسر اور سوا بال بند ہو گیا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ میں اس انسان تک پہنچ گیا ہوں کہ تم کس ہستی کے لئے کام کر رہے ہو۔ کون تھا آفیسر پریشان ہو گئے ہو۔

جیرو دادا۔۔۔۔۔

او۔۔۔۔۔ جہاد حیدر خود پریشان ہو گئے پھر ایک دم غر کر بولے۔

عقل تمہارے پاس بھی نہیں ہے رانا حفیظ۔۔۔۔۔ تمہیں اس وقت یہاں ہونا ہی نہیں چاہئے تھا۔ وہ تمہارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا ہے۔

آپ نے درست فرمایا سر۔ واقعی عقل نے کام نہیں کیا۔ رانا حفیظ خفیف ہو کر

بولا۔

اس جیرو نے بہت پریشان کر رکھا ہے اس سے بات کر دیکھنا کس کردت بیٹھا ہے۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا سر۔

کیونکہ ہم ننگے تو ہو گئے ہیں اس کی نظروں میں آ گئے ہیں اس لئے اب کھل کر اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنائیں۔

بہتر سر۔ اجازت دیجئے۔ اتنا کہہ کر رانا حفیظ اٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے آفس میں دھو کر رہا تھا۔ اسے جیرو کے الفاظ یاد آ گئے تھے کہ آفیسر بادھو ہو کر جانا اور وہ بادھو ہو گیا تھا مجھ وہ اپنے آفس سے علاقے کے پولیس اسٹیشن پہنچا تھا انسپٹر گیٹ پر ان کا انتظار تھا وہ ساتھ ہو گیا اور وہ رابعہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔ مگلی کے کارز پر بیپ دک گئی تھی اور انسپٹر جمشید اپنے آفیسر کو ابراہیم حسین کے مکان کے سامنے چھوڑ کر واپس بیپ میں آ بیٹھا تھا۔

رانا حفیظ کو باز عزت طریقے سے شازیہ نے ڈرائنگ روم میں بٹھایا تھا۔

آپ انتظار فرمائیں آفیسر اندر سے اجازت ضروری ہے۔

معافی مانگتے آئے ہیں پولیس والوں کی طرف سے بیٹی۔

میں کوشش کرتی ہوں آفیسر۔ اور شازیہ چلی گئی کچھ دیر بعد وہ واپس لوٹی تھی۔

تشریف لائے اور ذرا عطا رہے گا۔ کیونکہ جب سے وہ پولیس اسٹیشن سے

لوٹی ہیں بہت چڑچڑائی ہو رہی ہیں۔ شازیہ خواہ مخواہ اسے نزدیکی کرنے کی کوشش کی اور

رانا حفیظ کی رابعہ کے دروازے تک چھوڑ آئی۔

تشریف لے جائے۔ اتنا کہہ کر شازیہ واپس لوٹ گئی۔

اور رانا حفیظ نے دیکھا رابعہ سفید پراہن میں سفید چادر لے کر اور سفید دانوں

کی بیچ لئے قبر درویش بنی اسی گھور رہی تھی۔

نام۔۔۔۔۔ وہ جیسے پھنکاری ہو۔

رانا حفیظ۔۔۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر بولا۔

تمہارا نہیں اس پانچویں کا جس وجہ سے ہماری نماز قضا ہوئی۔

سجاد حیدر رانا حنیف کو بتا دیا گیا۔

ادھر ہمارے ہاتھ کی پتیلی پر، کچھو کیا لکھا ہے۔ راجہ نے اپنی پتیلی سیدھی کر

دی۔

سجاد حیدر رانا تھوک بھگی کر بولا۔

اب بولو کیوں آئے ہو۔

کچھ اپنے بارے جاننا چاہتا ہوں۔

ہم علم نجوم پر اتھارٹی نہیں لیکن تمہیں اتنا بتا دیتے ہیں کہ تمہارے فائض کرنے

بھوت بولا تھا کہ ہیرا دن کا پلٹ اٹھارہ کی میں نہیں، اب گئی دیر ہو چکی ہے۔

اس نے بھوت کیوں بولا تھا۔

یہ اس سے معلوم کرنا اور کیا تھا۔

آپ سے سب سے پہلے، عہائی مانگنا چاہتا ہوں ہم پر آپ بادلوں کا بہت زیادہ

ہوتا ہے کام کریں توجہ دعا کریں، تو ماردست جانے کا خوف۔ یہ پیشہ بہت خطرناک

ہو گیا ہے میرا رشتہ ایس پی کا ہے لیکن یہ وہ بہت کچھ لئے ایک ٹھکانا ہوں، ہمارے مقصد

استعمال کرتے ہیں اپنی طاقت دکھانے کے لئے میں وہاں داری سے اپنی ملازمت کرنا

چاہتا ہوں لیکن نہیں کر پا رہا۔

پھر کیا چاہتے ہو۔

انٹیشن آنے والے ہیں مارتے کہ ہم ان سے کچھ استعمال کرنا چاہتے ہیں

اور

اور بناد حیدر بھی تمہیں استعمال کرے گا۔ کیوں نہیں ہے نا۔

جی ہاں بالکل۔ آپ نے دوست فرمایا اس کے بہت احسانات ہیں مجھ پر

یہ ایس پ کا بہت اس کا ہی مرہون منت ہے اس لئے زیادہ پریشاں رہتا ہوں۔

ایک کام کرو۔

فرمائیے۔

اپنا بتا دیا کروالو۔

یہ لوگ ہونے نہیں دیں گے۔

پتہ بھر کیا کر سکتے ہیں تمہارے لئے۔

میں اپنے ذاتی کام کے لئے حاضر ہوا تھا آپ کے پاس۔

لوگو! شام کی نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

میرے بھائی کی بیٹی ہے جو ان کے شادی کے قابل ہے اس کے ماں باپ

ایک کار ایکسپت میں مر گئے اس بچی کو میں نے پرورش کیا ہے لیکن تین ماہ سے وہ

لیب و ٹریپ حرکتیں کرتی ہے جیسے آسیب زدہ ہو۔ اچانک رات کو اٹھنے لگی پورے بنگلے

کی تمام مہیاں ملا۔ گی اور خود لان میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائے گی آنکھیں بند کر کے

تھوڑا سا اٹلی ہے اور یہ ٹیبل پور ایک ٹھنڈے جاری رہتا ہے پھر اٹھنے لگی جیسے نیند کی حالت

میں سو رہا ہے اور آپ بیٹھ پر سو جائے گی اور پھر تمام لائٹیں بجھیں اور میری بیوی کو بند کر دے

باتی ہیں۔ اتنا کہہ کر رانا حنیف خاموش ہو گیا اور راجہ نے آنکھیں بند کر لیں اور جن بابا

نے اس کے کانوں میں ایک طویل سرگوشی کی۔ تب اس نے آنکھیں کھول دیں اور رانا

حنیف کی طرف دیکھا۔

کیا نام ہے تمہاری بیٹی کا۔

انٹیشن رانا بڑا بادل تھا۔

تمہاری بیوی سے تنگ ہے۔ بڑی ظالم عورت ہے اس پر بہت ظلم کر رہی

ہے ملازمین کو میں نے خواہم کیا کر دیا ہے اور پورے گھر کے کام کاج اس سے لیتی ہے

لینا لٹنا اس نے اسے متاثر کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا ہے ویسے اس پر کوئی سزا

نہیں منجھی لڑائی ہے ختم ہے اور آپ لوگوں کی توجہ مانتی اور تمہاری بیوی بہت سمرانہ ہے

چاندنہ کی عورت ہے پہلی فرست میں اس کے مزاج نمونے اگا دو اور گھر میں ملازم رکھو

اور انٹیشن کی کسی اچھی بیٹی شادی کر دو۔ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اور رانا حفیظ ایک دم اٹھا اور بھاگنے ایسے انداز میں نکل بھاگا۔
سالا آفسر چوہا۔

بہنی۔ ... بچی کنٹرول۔۔۔ تم پڑی سے اتر گئی ہو۔
ابے چب سالے آگ کی پیداوار۔ تم کیا جانو محبت کیا ہوتی ہے اس کا نشہ ک
ہوتا ہے۔

تم سے محبت کر کے ہم بچھتا رہے ہیں بچی۔
محبت میں بچھتا تو ہے۔ دھواں آگ جلن اور محبوب سے دوری کا درد۔۔۔۔۔
ہائے کہیں آگ ہوتی ہے جو مٹھا مٹھا درد دیتی ہے۔
تو سالی بے عیا بے وقوف۔ جن بابا کو اوپر اٹھا۔ وہ رابعہ کی زبان بول گیا تھا
اور رابعہ نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا تھا۔
او مارا۔۔۔ زور سامنے آ۔
کیا کرتے گی۔

ارے سالے تیری گود میں بیٹھوں گی سالا تو اپنے جیسا ہو گیا۔
اور جن بابا خلیفہ سا ہو کر سامنے آ گیا اور رابعہ اچھل کر اس کی گود میں سر ڈال
کر بیٹ گئی۔

یہ تم اچھی باتیں کرتے کرتے پڑی سے کیوں اتر جاتی ہو۔ میں تمہیں ایک
روحانی ٹیٹو بٹانا چاہتا ہوں اور تم ایک لوزر قسم کی گفتگو شروع کر دیتی ہو۔

میرے اندر محبت کی آگ ہے جب تک وہ ٹھنڈی نہیں ہوگی اس وقت تک
روحانی آگ پیدا نہیں ہو سکتی میرا دل چاہتا ہے کہ پوری دنیا کی محبت کی عبادت گاہ بنا
ڈالوں محبت کے سوا اس دنیا میں کچھ نہیں باقی سب کچھ فانی ہے فنا ہونے والا ہے کیوں
بچو اور مرشد۔

چلو انھو نماز کا وقت ہو گیا ہے بے وقوف کہیں کی ارے ہم جنات ایسے نہیں
دستے خدا کا شکر کرو ہم خدا ترس ہیں حافظہ قرآن ہیں اور انسانوں سے محبت کرتے ہیں

شکر یہ آپ نے میری پریشانی دور کر دی۔
سنو سنرانا۔۔۔ محبت کرو۔ یہی زندگی ہے اور دوسروں کو بھی محبت کرنے دو۔
کیا سمجھے۔ سنرانا۔

کنٹرول بچی۔۔۔ طبیعت پر کنٹرول کرو پڑی سے اتر رہی ہو۔ جان بابا
بولے۔
خاموش رہو۔

جی۔ رانا حفیظ بوکھلا کر بولا۔
تم سے کچھ نہیں کیا ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ محبت کرو۔ محبت زندگی ہے
ضرورت ہے باقی سب کچھ فنا ہے۔ سالے آفسر تم نے کسی سے محبت کی۔
جی۔۔۔ رانا حفیظ ایک دم ہلکی ہو گیا۔

نہیں کی۔ تو کر۔ عورت کے وجود سے کائنات میں رنگ ہیں سالی تیری
بیوی بڑی سرافہ ہے اس پر لعنت بھیج جو عورت ہو کر معصومہ لڑکی پر ظلم کرتی ہے اپنے لئے
کوئی لڑکی تلاش کر لے اور اس کے قدموں میں جھج جا۔ کیونکہ عورت کے گرو پوری دنیا
مکھوم رہی ہے لیکن یہ مرد سالا پتہ نہیں اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے بولو عورت ہے تو س
بچہ ہے۔

بچی کنٹرول کنٹرول۔۔۔ تم اب کیوں کر رہی ہو۔
کیوں میں کر رہی ہوں تمہیں کیا۔ کیوں آفسر محبت کرو گئے۔
جی۔ کلک کروں گا۔ رانا حفیظ بوکھلا کر بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا

کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔

کہو محبت زندہ باد۔

محبت زندہ باد۔

اب یہاں کیا جھک مار رہے ہو دفعہ ہو جاؤ اور پھر کبھی اپنی منہوس صورت مت

دکھانا۔ سالا جو رو کا غلام۔۔۔

کی۔

کیا تم ایسے بولتی ہو ان سے۔
ایسے ہی بولتی ہوں اور وہ میرے عشق سے بہت نالاں ہیں۔
تم اور عشق کیا کہہ رہی ہو۔
نیا یہ عشق نہیں کر سکتی۔
کون ہے وہ۔

جیرا راجہ

کیا شادی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔
کیا سنگین مذاق ہے۔ عشق اور ایک بد معاش سے اور بد معاش بھی کیا جس
سے جو رطلانہ اڑتا ہو۔
اور وہ سالا کچھ سے یعنی کہ اس راجہ سے ڈرتا ہے اتنا کہ حکم راجہ نے زور
سے قبضہ لگایا۔

میرے لئے یہ ایک انہوا انکشاف ہے اور یہ عشق بازی کب شروع ہوئی۔
جج بات تو بات یہ ہے کہ محبت میں نے اشعر میاں سے کی ساری ساری رات
جاگنی اس کے لئے ہزاروں سنے دیکھ ڈالے لیکن سالی تم اسے لے اڑیں اور میں غم کے
سندھ میں جا بڑی تمہیں اس بات کا تو علم ہے کہ جب تمہاری مگنی ہوئی تو میں کیسے
بیلائی تھی۔

ہاں مجھے معلوم ہے آگے بولو شادی کے تیرا خراب ہونے شروع ہو گئے۔

بھر کیا تھا دن رات روتی اور اپنے آپ کو کوئی رہی اور۔

اور ہاں بولو بولو رو کومت شادی نے اسے گھوڑا۔

اور یہ کہ میں نے پہلی بار گھر میں آسیب زد ہونے کا ڈرامہ کیا کیوں کیا یہ نہیں
بتاؤں گی۔ بہر کیف اس ڈرامے کی وجہ سے چھس گئی اور چھس اس لئے گئی کہ جن بابا نماز
پڑھ کر سجدے اٹھنے سے میرے سر سے گرا رہے تو انہیں میرے ٹانگ کا علم ہو گیا جس

ورنہ جو کچھ تم کر رہی ہو وہ برداشت نہ کر پاتے اور دیکھو ہم تم کو انسانوں کے لئے ایک
راہبر بنا آچاہے ہیں تمہیں کچھ ایسی چیزیں دے جانا چاہتے ہیں جس سے لوگوں کو فائدہ
ہو اور تمہیں یاد رکھیں۔

میں محبوب کے گلے لگ جانے دو اس کے سینے میں جذب ہو جانے دو پھر
تمام روحانیت میرے اندر بھر دینا پر دیکھیں کروں گی۔
لعنت ہے تم پر۔ جن بابا بھلا کر بولا اور راجہ پھر ملی سے اس کی ٹوک سے نکل گئی
اور ہنسنے ہوئے بولی۔

آپ نے کبھی محبت کی۔
تم سے محبت کر کے ہی تو فریاد بھگت رہے ہیں اور تمہیں برداشت کر رہے
ہیں۔

راجہ اٹھ کر باہر نکل آئی شادی کیونکہ اب اس کے کمرے میں نہیں رہتی تھی
راجہ اس کی تلاش میں ماں کے کمرے تکہ آئی نور شادی کو دیکھ کر مست کر گئی۔
اسے باقی تو یہاں اس قدر اس کیوں بیٹھی ہے اماں کہاں ہے۔
کچن میں۔ آؤ بیٹھو۔

اور راجہ کھل کھلا کر نہیں پڑی۔
کیا بات ہے اس قدر رات کیوں نکل رہے ہیں۔
جیرا مرشد بولتے ہیں کہ تو سالی ہے کبھی بے خوف۔ اتنا کہ کہ راجہ پھر نہیں
پڑی پھر مزید بولی۔

بیچارے کی زبان خراب کر ڈالی۔
کسی دن پٹ جاؤ گی ان کے ہاتھ سے آخر وہ ایک جن ہے نہساں نہیں۔
انہیں غصہ آ گیا تو آگ میں پھینک دیں گے تجھے۔

وہ کہتے ہیں میں تمہارے اندر روحانیت بھرنا چاہتا ہوں میں کتنی ہوں کہ
میرے اندر تو عشق کا الاؤ چل رہا ہے پھر تمہیں ہی کہاں رہ گئی کچھ مزید بھرنے بھرانے

پھر کیا تھا دوسری بار وہ خود وجود کے اندر تھے اور انہوں نے مجھے بہت مارا تھا اور میں گڑ گڑا کر ان سے معافی مانگ رہی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ گھر والوں کو تم نے اذیت سے دو چار کر دیا ہے لہذا ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور پھر یوں روحانیت کا سلسلہ چل پڑا۔ تو اپنے عشق کی بات کر رہی تھی شاز یہ نے اسے نوکا۔

ہائے عشق..... ہائے دل۔ راجہ بیٹے پر ہاتھ رکھ کر بولی اور شاز یہ نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور راجہ مسکرا دی پھر بولی۔

میں نے اشعر میاں کو صرف چند دنوں میں اس قدر چاہا جیسے صدیوں کا سفر طے کر چکی تھی اور جن بابا نے میرا تمام عشق نکال دیا۔ پھر ایک دن جبر وادامیر سے پاس آیا غریب بہت پریشان تھا اس نے بتایا کہ وہ ایک لڑکی کے عشق میں دیوانگی کو محسوس کیا ہے اگر وہ اسے نہ ملی تو مر جائے گا میں نے اسے برا بھلا کہہ کر کمرے سے نکال دیا جب میں نے دیکھا کہ جن بابا مسکرا رہے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ انساں جس سے پورا علاقہ ڈرتا ہے اور سلام کرتا ہے وہ صرف تیرے لئے مر رہا ہے اور میں ایک دم پریشان ہو گئی۔ جن بابا نے بتایا کہ وہ صرف تم سے ڈرتا ہے اور تمہارے آسیب زدہ ہونے کی کہانی سن کر تم تک پہنچا ہے اور یہی دوسرے جو تمہارے نصیب میں لکھا جا چکا ہے اور میں دیوانہ اس کی طرف بھاگ اٹھی تھی میں مٹی بھر کر اپنے اس عاشق کو دیکھنا چاہتی تھی جو میرے لئے ایسا جان دینے پر کل گیا تھا۔

پھر کیا ہوا۔ شاز یہ بولی۔

پھر یہ ہوا کہ وہ بار بار اپنے محبوب کو اپنے یاد کو مل بھی ہوں اور ہر بار ہجارت لینا پڑتی ہے۔ اتنا کہہ کر راجہ مسکرائی۔

اگر تم اشعر میاں سے پیار کرتی تھیں تو بتایا نہیں میں پیچھے ہٹ جاتی۔

تمہارے پیچھے ہٹنے سے کیا ہوا وہ چاہتا ہی نہیں تھا۔

شاز یہ نے کچھ کہنا چاہا تھا کہ شام کی اذان کی آواز ابھری اور راجہ وضو کے

لئے اٹھ گئی۔

اور شاز یہ دروازے کو گھور کر رہ گئی۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر جن بابا اس کے سر پر نہ آتے تو یہ لڑکی پتہ نہیں اشعر میاں کا کیا حشر خراب کرتی۔ پھر خود ہی مسکرا پڑی اور بڑبڑائی۔ بات تو نصیب کی ہے اور۔ یہ لڑکی جن بابا کو بھی پریشان کر رہی ہے اپنی اسٹ پناگ حرکتوں سے انہیں تنگ کر رہی ہے۔ مجھے جبر وادامیر سے ملنا چاہیے۔ آخر میرا ہونے والا بہنوئی ہے دیسے نو جوان تو بہت خوبصورت ہے اور صبر کا پھل قدرت نے کس قدر بخشا دیا ہے یہ اس کے کھیل نزلے ہیں۔

مال بٹی گھر میں ہیں دروازے سے ایک آواز ابھری تھی اور شاز یہ اچھل گئی کیونکہ اس آواز کو وہ لاکھوں میں پہچان سکتی تھی کیونکہ یہ اشعر کی آواز تھی وہ تیزی سے باہر آئی وہ صحن میں کھڑا تھا۔

دل بٹی گھر میں ہیں۔ ان سے ملنا ہے یا ہم سے۔ شاز یہ اسے گھور کر بولی۔

اور تھر سکر کر ڈرانگ روم کی طرف چل پڑا اور بولا۔

بن بلائے مہمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔

شاز یہ خود بھی ڈرانگ روم کی طرف چل پڑی۔

بھی کون آیا ہے کچن سے ہجرا بیگم کی آواز ابھری۔

مال اشعر میاں آئے ہیں۔

ہجرا۔ اچھا انہیں سلیقے سے بخانا میں روٹیاں اتار رہی ہوں۔ حاجرا بیگم زور

سے بولیں اور شاز یہ مسکرا کر ڈرانگ روم میں داخل ہو گئی۔

آج جناب کون سا بہانہ بنا کر آئے ہیں۔

محبت لڑنے والوں کے لئے بہانوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تشریف رکھیں۔ شاز یہ سنجیدہ ہو گئی اور اشعر میاں صوفے پر بیٹھ گئے اور شاز یہ

نے تنکھیں نکالیں اس کی طرف دیکھا اور اشعر گھبرا کر بولا۔

کوئی غلطی ہو گئی۔

میری بہن جناب سے عشق کرتی تھی اور مجھے آپ دونوں نے ہوا تک نہ ملنے

وہ۔۔۔ دراصل۔۔۔ اشعر گہرا کرنا سوش ہو گیا۔

بولنے آپ نے کون سا تیر مارا تھا کہ وہ غریب گھائل ہو گئی۔ شازیہ کا لہجہ اپنے اندر کاٹ لئے ہوئے تھا۔

اسے بہت بڑی غلط فہمی ہو گئی تھی اور سب غلط فہمی کی بنیاد سسلی نے رکھی تھی دراصل ہوا یوں کہ میں نے رابعہ کی تعریف کرا لی کہ وہ ایک منفرد لڑکی ہے ایک دل آویز شخصیت کی مالک ہے۔ سسلی نے اسے دوسرے رنگ میں لے لیا اور یہ بات رابعہ جی کو کہہ دیا اور۔۔۔

رابعہ جی..... شازیہ نے اشعر کی زبان پکڑ لی۔

وہ سب کے لئے قابل احترام ہے اشعر بولکھڑا کر بولا۔

اچھا پھر کیا ہوا۔ شازیہ اپنے سابقہ لہجے میں بولی۔

پھر یہ کہ میری سسلی آپ سے ہو گئی اور وہ مجھ پر راشن لئے چڑھ دوڑی کہ میں دھوکے باز ہوں اور۔۔۔

دیکھو اشعر میاں میری معصوم بہن کا دل ٹوٹ گیا ہے اور یہ بات میں برداشت نہیں کر سکتی لہذا میں اپنی انگوٹھی اسے پہنا رہی ہوں۔

آپ بہت بہت بڑا سنگین مذاق کر رہی ہیں۔

مذاق تو آپ نے کیا ایک زندگی برباد کر ڈالی اور میں کیسی بہن ہوں جو اپنی چھوٹی بہن کو روٹے پیختے اور برباد ہوتے دیکھے۔

لیکن میری غلطی نہیں ہے۔

سلا جھوٹا۔۔۔ اشعر کے کان میں رابعہ کی آواز ابھری اور وہ گہرا کرنا کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا۔ شازیہ اسے گھور کر بولی۔

کلک کچھ نہیں۔

پھر کھڑے کیوں ہو گئے۔

اور وہ پھر سے بیٹھ گیا اور ایک گہری سانس لے کر بولا۔

میرا کوئی قصور نہیں سب کچھ غلط فہمی میں ہوا۔

جلو غلط فہمی میں ہوا لیکن آپ کو کم از کم مجھے تو بتانا چاہئے تھا۔

بات بتانے والی نہیں تھی اور پھر۔

اور پھر میری بہن برباد ہو گئی اس غریب نے کچھ دیر پہلے مجھے بتایا ہے کہ اس کے ساتھ کتنا بڑا دھوکہ اور ظلم ہوا ہے۔

اب کیا ہو سکتا ہے۔ اشعر گہرا کر بولا۔

ابھی گڑا بھی کیا ہے۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ ہم دونوں کو رابعہ کے بارے سوچنا چاہئے۔

کیوں غریب کی جان لوگی..... شازیہ کے کان میں رابعہ نے سرگوشی کی۔

شیت اپ۔ شازیہ نے اسے جھانڈ دیا۔

جی..... اشعر گہرا کر بولا۔

آپ سے نہیں تو ہاں ہم دونوں کو رابعہ کے بارے سوچنا چاہئے۔

کیا سوچنا چاہئے۔

اپنے آپ کو اس کی معصوم محبت پر قربان کر دینا چاہئے۔

اور اشعر میاں کا رنگ زرد پڑ گیا شازیہ پھر بولی۔

محبت قربانی مانگتی ہے ہم دونوں سے۔ شازیہ بے پناہ سنجیدہ تھی۔

قربانی..... اشعر تھوک نکل کر بولا۔

ہاں قربانی..... اور محبت کرنے والے ہمیشہ قربانیاں دیتے آئے ہیں محبت پا

لینے کا نام نہیں کسی کو کچھ دینے کا نام بھی ہے۔

میں چلتا ہوں۔

جائے لادیں شاز یہ نے اپنی سکرانہت بڑی مشکل۔
نہیں شکر یہ۔ وہ انھ کھڑا ہوا۔

ارے اب ہنہیں باتی جلدی بھی کیا ہے۔
میں پھر بھی حاضر ہو جاؤں گا۔

آپ آئے تھے تو کوئی کام رہا ہوگا۔

وہ اسی جان کا فون آیا تھا کہ شادی کی بات کروں کہ کب تک کا ارادہ ہے۔

او۔ تو یہ بات تھی میرا خیال ہے جلدی آپ کو رہی ہوگی۔

جی ہاں مجھے ہی تھی لیکن اب ختم ہوگئی۔ اتنا کہہ کر اشعر تیزی سے باہر نکل گیا
اور شاز یہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔ اس سے پہلے کہ شاز یہ باہر آئی راجہ آدھی اور صوفان کی
مانند اندر داخل ہوئی۔

آدھی نماز چھوڑ کر آگئی۔ یہ کیا تماشا تھا باجی۔

تم دوسروں کی باتیں کیوں سنتی ہو تجھے ترس نہیں آتی۔ شاز یہ اسے گھور کر بولی۔

چلو سانی چاہتی ہوں لہکن تم نے باجی اس غریب کو اس قدر خوفزدہ کر دیا ہے۔

کہ خود کشی کا سوچ رہا ہوگا۔

ایسا بھی کیا۔ سنبھال لوں گی شاز یہ سکرانی۔

بہت پیار کرتی ہو تم باجی اشعر میاں سے۔

ہوں وہ پھر سکرانی۔

بہر کیف تم نے اچھا نہیں کیا وہ بہت پریشان ہو گیا ہے۔

مجھے ہیں عزت سے نام لیا کرو ان کا۔ شاز یہ برا سامنے بھا کر بولی۔

سوری باجی۔ راجہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

بدتمیز ہوتی جا رہی ہے بولنا چاہتا بھی بھول گئی۔ شاز یہ بڑبڑائی اور سر ہٹھک کر

باہر نکل آئی۔

ایس جی رانا حلیف جب سے راجہ کو مل کر گیا تھا ہر وقت بے چین رہتا تھا اس
بچی افشاں کو بڑی باریک بینی سے دیکھا تھا جو آہستہ آہستہ کھڑی تھی ایسے ہی
قیے کوئی سر سبز شاداب بودا اچانک مرجھانا شروع ہو جائے۔ پھر اس نے اپنی بیوی پر
توجہ دی تھی جو چند سائیں قبل رانا حلیف کی زندگی میں آئی تھی لیکن افشاں کے ساتھ ہونے
والا سلوک جو اسے نظر تو نہیں آیا تھا لیکن راجہ نے غلط بھی تو نہیں کہا تھا۔ وہ اکثر دونوں
خواتین کا بغور مطالعہ کرتے۔ افشاں مشینی انداز میں کسی نہ کسی کام کو کرتے نظر آتی اور
ان کی جیکم آرام فرما رہی ہوتی۔ افشاں ایک جیم لڑکی تھی اور اس کی عمر شادی کے قابل تھی
بلکہ اس کی شادی ہو جانا چاہئے تھی جو ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ اچانک ٹائٹے کی نیل پر
راجہ حلیف نے افشاں کو مخاطب کیا۔

گھر کے کام کاج کیا تم اکیلی کرتی ہو۔

ملازم نہیں ہیں۔ انکل۔

آج کے بعد گھر کا کوئی کام تم نہیں کرو گی جس میں کپڑوں کی دھلائی گھر کی

صفائی اور کچن کا کام شامل ہے۔

پھر کون کرے گا۔ افشاں حیرت سے بولی۔

گھر کی مالکین۔

لیکن انہوں نے کبھی کام نہیں کیا۔ افشاں سرسری لہجے میں بولی۔

تم کیا گھر کی ملازم ہو کیا جو تین وقت کی زدنی کے لئے اس گھر میں لائی گئی

اور افشاں ایک دم رو پڑی۔

اے۔ اے کیا کر رہی ہو تم ہماری بیٹی ہو اور بیٹی تو صرف بیٹی ہوتی ہے
اچانک ٹوبہ دندنداتی ہوئی کھانے کے کمرے میں داخل ہوئی۔
ماں جان کا فون آیا ہے انہوں نے کچھ دنوں کے لئے بلوایا ہے اور میں جا
رہی ہوں۔

ضرور جاؤ اور جب کبھی واپسی کا خیال آیا تو اپنی ماں جان سے گھر کا کام کاج
کرنے کے لئے ملازم ضرور لیتی آتے۔ رانا حنیف مسکرایا۔
تم اپنی بیوی کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔
اور تم بہت کچھ کر چکی ہو ہماری آنکھیں بہت دیر بعد کھلی ہیں آئی سے کیٹ
آؤٹ۔

اور ٹوبہ اتنی بڑی تبدیلی کو دیکھ کر دنگ رہ گئی کیونکہ اس کا شوہر ایک دن کے
لئے بھی اسے سینے جانے کی اجازت نہیں دیا کرتا تھا کہتا تھا کہ صبح جاؤ اور شام کو گھر لوٹ
آؤ تم میرے میں پیدا ہوئیں پھر جوان ہوئیں اور پھر الوداع ہو گئیں انہوں نے اپنا فرض
پورا کر دیا اب یہ تمہارا گھر ہے اور تم نے اس گھر میں رہنا ہے۔ اور آج اسے بچے جانے
کا کبیرہ رہا تھا۔ اور پھر وہ واقعی چلی گئی۔

دونوں بچوں کو لے کر افشاں پریشان ہو گئی۔

انگل یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔

اور میری وجہ سے تم پر میرے ہی گھر کے اندر ظلم ہوتا رہا اور مجھے خبر تک نہ

آئی۔

آئی بہت جگ مزاج ہیں اگر وہ واپس نہ آئی تو بھر کیا ہوگا۔

پر واپس دنیا بڑی وسیع ہے ہم کوئی دوسری عورت کر لیں گے۔

چنانچہ انگل آپ یہ کیا فرما رہے ہیں افشاں گھبرا کر بولی۔

زندگی اس قدر ازل نہیں کہ اسے یوں ضائع کر دیا جائے ایک عورت کی

جی ... افشاں کے ہونٹ لرزے

بس ختم ... تم دونوں بچوں کو دیکھا کرو گی

یہ آپ کو آج کیا ہو گیا ہے نہ تو میں نے سیکے ہیں کام کیا اور نہ آپ

کے ہاں کچھ کیا لیکن اچانک۔ یہ حکم آپ نے کیوں جاری کر دیا

کام نہیں کرنے تو ملازم رکھو افشاں پر اسے گھر کی ممانعت ہے

صبراً ہے۔

تو ملازم لے دیجئے۔

ملازم خود پیدا کرو۔ اپنے ماں باپ کو فون کر دو کہ تمہیں دو عدد ملازم چاہیے

رانا حنیف کا لہجہ کات لئے ہوئے تھا ٹوبہ نے ناشتہ کرنا چھوڑ دیا اور انگل کے چہلے

معنی افشاں نے پریشانی سے اپنے انگل کی طرف دیکھا اور رانا صاحب مسکرا پڑے اور

بولے تمہیں اس گھر میں آکر سکون نہیں ملا تم میرے بھائی کی بیٹی ہو اور ہماری بھی ہو اور

ایک بات غور سے سو لو کہ تم اس گھر سے نکلا بھی اٹھا کر پاکستان میں نہیں ڈالو گی اپنی

زندگی جو۔ اور اپنی مرضی سے جو یہ ہماری بیوی تنگ نظر ہے شاید عورت ہو کر اسے

عورت کا احساس نہیں۔

لیکن انگل گھر میں میری وجہ سے بد مزگی پیدا ہو جائے گی۔ افشاں بولی۔

تمہارا کوئی دوست یا سہیلی ہے۔

جی انگل۔

انہیں ملو..... باہر نکلو۔ تعریض کرو قہقہے لگاؤ زمانے سے اپنے جیسے کی خوشیاں

چھینو۔ اگر کوئی مرد دوست ہے تو اسے مجھ سے ملاؤ ہمارا خیال ہے کہ تم ہماری بات سمجھ

رہی ہو۔

یہ اچانک اتنی بڑی تبدیلی کیوں انگل۔

ہمیں کسی فقیر نے بتایا ہے کہ میرے گھر میں میری بیٹی پر بہت ظلم ہو رہا

ہے اور وہ ظلم ہماری بیوی ٹوبہ کر رہی ہے۔

تنگ نظری کی نذر کر دی جائے گا زنی گھر میں موجود ہے بیش کرو لیکن اس قدر کہ ہماری عزت پر حرف نہ آئے۔

اور افشاں رو پڑی۔

پہلی اور باں رات کو پالک گوشت تیار کر لینا میں کوئی آفس سے ملازم بھیج دوں گا اور یوں رانا حفظ نے اپنے گھر کی فضا کو یکسر طور پر بدل دیا۔ وہ رابعہ کے کہنے پر عمل کر رہا تھا آفس پہنچ کر رانا نے ایک پولیس مزم کو گھر کے لئے وقف کر دیا اور برائے پرسکون انداز میں اپنے رومزمرہ کے کام بنانے شروع کر دیے جیسے توبہ کے یوں پہلے جانے کا اسے دکھ ہی نہ ہوا ہو۔ لیکن سجاد حیدر کے فون نے اسے ڈسرب کر دیا۔

جیرو کے بارے کیا سوچا۔

وہ میرے بس میں نہیں سر۔ اس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے دوسری بار کوئی حرکت کی تو بہت زیادہ نقصان اٹھاؤں گا۔

ایک بد معاش سے اگر تم یوں ڈرتے رہے تو ہمارا خدا حافظ ہے مسٹر ایس بی سچ بات تو یہ ہے کہ میں اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ خالی جیرو کی بات نہیں اس کے پیچھے رابعہ خاتون ہے اور وہ روحانی طور پر اس قدر طاقت ور ہے کہ مجھے سر بازار ننگا کر کے رکھ دے اس کے قبضے میں ایک جن ہے اور میں آپ کو بار بار ایک ہی بات سمجھا رہا ہوں کہ بات جیرو دادا کی نہیں رابعہ کی طاقت کی ہے جب تک وہ طاقت جیرو دادا کی پشت پر ہے شاید دنیا کا کوئی انسان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لہذا کوئی دوسرا راستہ تلاش کیجئے۔

دوسرا راستہ بھی تم بتاؤ گے مسٹر ایس بی۔

دوسرا راستہ آپ نے تلاش کرنا ہے۔

جان چھڑوا رہے ہو۔

آپ اس جیرو کے علاوہ کوئی بھی حکم دے کر دیکھیں کہ پورا ہوتا ہے کہ نہیں یا پھر میں ہر وقت آپ کے کام آتا نہیں رہا۔ اگر تم جیرو کو گرفتار کر لیتے ہو اور

لیکن کس جرم میں رابعہ کو پولیس لائی تھی اور انسپکٹر کی تین دوازیں نوٹ کر منہ میں آگئی تھیں اگر جیرو پر ہاتھ ڈالا تو اس کے اپنے اوپر والوں سے گہرے مراسم ہیں اور پھر رابعہ خود اس کا دفاع کرنے کے لئے موجود ہے نہیں سر کچھ اور سوچیں اور شاید میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ میری بیٹی میرے ساتھ رہتی ہے جیمہ بیٹی ہے وہ آسیب زدہ تھی عجیب و غریب حرکتیں کرتی تھی میں بہت پریشان رہتا تھا جب رابعہ کو بتایا تو اس نے کہا کہ تمہاری بیٹی آسیب زدہ نہیں بلکہ تمہاری بیوی نے اس کا جینا حرام کر رکھا ہے اور میں نے دو دن جب گھر میں رہ کر حالات کا مشاہدہ کیا تو رابعہ کی بات درست ثابت ہوئی اور میری بیوی آج صبح مجھے چھوڑ کر نیکے چلی گئی۔

تم تو رابعہ کے آسیب کا شکار ہو گئے ہو۔

یہ حقیقت ہے سر۔ کہ رابعہ فراڈ نہیں ایک زندہ جاوید حقیقت کا روپ دھار چکی ہے۔

کیا وہ گندہ چیزوں کے بارے بتا سکتی ہے۔

یقیناً نہیں کہہ سکتا معلوم کر سکتا ہوں۔

تو پھر آج ہی معلوم کرو ہماری بیوی کا ہیروں کا سیٹ جو ستر لاکھ مالیت کا ہے ایک ماہ سے گھر سے چوری ہو گیا ہے اور اس کا کوئی اند پتہ نہیں چلا اگر تم یہ معلوم کر دو تو جیرو کے بارے تم سے کوئی کام نہیں لیں گے جو کچھ کرنا ہوگا خود کر لیں گے۔

جی بہتر میں معلوم کرتے ہوں۔ اتنا کہہ کر رانا حفظ نے ریسور رکھ دیا اور اپنی اس ملازمت پر حوصلہ حیدر کی مربیوں منت تھی لعنت بھیجتے ہوئے آفس سے اٹھ گئے اور ڈرتے ڈرتے رابعہ کے گھر تک چلے آئے۔ شاز یہ نے انہیں عزت سے ڈرائفٹ روم میں بٹھایا تھا در خود رابعہ سے اجازت لینے چلی گئی اور رانا حفظ سوچتا رہا کہ اگر بازیابی نہ ہوئی تو سجاد حیدر اس کی جان کھاتا رہے گا۔

تشریف لائے۔ شاز یہ نے اندر داخل ہو کر کہا اور وہ مسکرا کر اٹھ گئے کچھ دیر بعد وہ رابعہ کے سامنے صوفے پر موجود تھے اور انہیں تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

کسی اہم کام کے لئے حاضر ہوا تھا۔

آپ نے اپنی بیوی کو سیکے جانے سے کیوں نہیں روکا۔

وہ جانا چاہتی تھی سو چادر چاروں بعد خود لوٹ آئے گی۔

بیوی انجی ہو یا بری سرف بیوی ہوتی ہے اور اسے محبت سے سمجھانا تھا۔

بہر کیف ایک نئے بعد اسے خون کر کے بلوالیتا مگر آئے تو جا کر لے

آ۔

جی بہت بہتر۔

اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے کیسے آتا ہوا۔

سجاد حیدر کی بیوی کا ہیراں کا سیٹ جو کم از کم ستر لاکھ روپے کی مالیت کا تھا وہ

ماہ پہلے گھر سے غائب ہو گیا اور اس کا پتہ نہیں چلا مگر آپ بتا دیں تو حیدر دادا کے بارے

وہ مجھ سے کبھی کام نہیں لے گا۔

کیا یہ اس نے شرط رکھی ہے۔

جی میں ڈرتا ڈرتے آپ تک پہنچا ہوں دراصل میں اب اس کا کوئی کام کرنا

ہی نہیں چاہتا۔

راجہ نے آنکھیں بند کر لیں اور شیعہ پر اپنا ورد جاری رکھا۔ تقریباً پانچ منٹ

تک وہ اسی حالت میں رہی پھر جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ انکار دہوری تھیں۔

سنسٹریس پی آئندہ دوسرے کبھی مت آتا بات کیونکہ حیدر کی ذات سے وابستہ تھی

اس لئے تمہارا کام کر دیتے ہیں۔ گلف سنسٹریس پیولرز کی دکان کے اندر جوان کا ذاتی

سیف ہے وہ سیٹ وہاں موجود ہے۔

وہ کس نے جے لیا تھا۔

اگر یہ بتا دیا تو اس کے اپنے گھر بہت بڑا سیٹ پاؤں جائے گا۔ ہم کو ہم تنہا کی

اجازت نہیں وہ خود معلوم کرے گا کہ بیروں کا سیٹ اس تک کیسے پہنچا۔

اجازت دیجئے۔

حیدر کو بیمار دکرنا سیکھو وہ اس علاقے کا ہونے والا ایم این اے ہے۔

جی..... رانا حفیظ کو ایک تیز ترین محفل لگا۔

یہ بات اپنے تک رکھنا کیونکہ خود حیدر کو نہیں علم کہ ہم اس کے الیکشن لڑنے کا

کہنے والے ہیں۔

یہ تو بہت اچھا ہو گا اگر حیدر خود کھڑا ہو جائے تو وہ بھیڑیے آپس میں لڑا کر

مر جائیں گے۔

بس بھول جاؤ کہ ہم نے تم سے کیا کہا اور جا کر سجاد حیدر کا سیٹ برآمد کراؤ۔

اور پھر رانا حفیظ ادب سے سلام کر کے واپس لوٹ گیا وہ ذواہم خبریں لے کر

رانا حفیظ بہت خوش تھا۔ بیروں کے سیٹ کی برآمدگی اور ذومر کے ساتھ ساتھ سجاد حیدر کا

آؤٹ ہونا۔ اس نے فوراً پولیس فورس تیار کی اور فون پر سجاد حیدر کو کہا کہ فوراً گلف سنسٹر

پہنچیں۔ پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ایک پولیس گاڑی نے گلف سنسٹر کا احاطہ کر لیا سجاد حیدر

خود ایس پی رانا حفیظ کے ساتھ آ رہے تھے علاقے کا پولیس انسپکٹر اپنے جوانوں کے

ساتھ ایس پی کے ساتھ تھا۔

امتیاز جیولرز کے ہر انسان کو دکان سے باہر کھڑا کراؤ۔ ایس پی نے حکم دیا

بہت بڑی دکان تھی ہر طرف شوکیٹوں میں سونے کے سیٹ جگمگا رہے تھے۔

اس دکان کا مالک کون ہے۔

جی میں ہوں..... میرا نام امتیاز ہے۔

اتھر چلو اور اپنا ذاتی سیف کھولو۔

بات کیا ہے میں کوئی معمولی انسان نہیں ہوں بڑے بڑے آفسروں سے

تعلقات ہیں میرے آپ یوں بغیر وارنٹ میرے سیف کی تلاشی نہیں لے سکتے۔ امتیاز

اتر کیا تھا۔

سیف کی تلاشی لینے دو بعد میں ان بڑوں کو فون کر کے بتا دینا کہ ایس پی رانا

حفیظ نے تمہارے ساتھ کیا زیادتی کی ہے۔

آپ کو کس چیز کی تلاش ہے۔
ہیروئن کے دو عدد پیکٹ کی۔ ہم اپنے ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ تم ڈرگ
کام کرتے ہو اور اس وقت تمہارے ذالی سیف میں دو پیکٹ موجود ہیں۔
میں ایسا کردہ دھند نہیں کرتا۔
تو پھر ہم کو تسلی کر لینے دو۔

آجے۔ اتنا کہہ کر اس نے بیک سائیڈ پر بڑے سے سیف کو کھولا سجاد حیدر
بڑی خاموشی سے کارروائی دیکھ رہے تھے اور پھر ایک کس میں رکھا ہوا ہیروئن کا سیٹ
برآمد ہو گیا سجاد حیدر کی آنکھوں کی پٹک بڑھ گئی۔
یہ سیٹ ہیرے کا ہے۔

جی ہاں۔۔۔
اور تب رانا حفیظ نے سجاد حیدر کی طرف دیکھا جنہوں نے انتہت میں سر ہلا

دیا۔

یہ سیٹ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔
میں جیولرز ہوں اور بھی سیٹ میری دکان میں موجود ہیں۔
صرف اس سیٹ کی بات کرو تمہارے پاس کہاں سے آیا کیونکہ یہ چوری ہو
چکا ہے اور یہاں سے برآمد ہو رہا ہے۔
ہمارا کام خرید و فروخت ہے اور پھر ہم نے ایک بہت ہی معزز خاتون سے یہ
سیٹ خریدا تھا۔

نام اور ایڈریس۔

یہ زیادتی ہے سر۔

مسٹر امتیاز یہ سیٹ دو ماہ قبل سجاد حیدر صاحب جو یہاں موجود ہیں پوری اور
آپ کی نظروں کے سامنے ہم نے برآمد کیا اس لئے اگر آپ نے تعاون نہ کیا تو انڈر
آزیٹ بھی ہو سکتے ہیں۔

فاطمہ زہیر نامی خاتون جن کی عمر پینسٹھ سال سے کسی طرح بھی کم نہیں تھی
چالیس لاکھ میں اس نے فروخت کیا۔
کیا یہ سیٹ چالیس لاکھ کا ہم کو واپس لوٹا سکتے ہیں۔ سجاد حیدر اسے گھور کر
بولے۔

لیکن یہ زیادہ قیمت کا ہے۔

کتنی قیمت کا

کم از کم اس لاکھ کے لگ بھگ۔

پھر آپ نے چالیس کا کیوں خریدا۔

میں کا دوبارہ ہمارا لوگ سونا ایک روپیہ کالے کر جاتے ہیں اور واپس آنے
آنے میں کر جاتے ہیں۔

آپ شریف انسان ہیں اچھا کاروبار کرتے ہیں اس لئے چالیس لاکھ لو اور
سیٹ کی رسید کاٹ دو ورنہ سیٹ بحق سرکار ضبط ہو جائے گا اور آپ کو ضمانت کروانا پڑے
گی۔

امتیاز پریشان ہو گیا جب اس نے اپنی دکان کو پولیس گھیراؤ میں دیکھا تو فوری
طور پر اسے فیصلہ کرنا پڑا کہ یوں تو وہ بدنام ہو جائے گا لہذا اپنی دی ہوئی رقم واپس لے
ئے۔

ٹھیک ہے مجھے سودا منظور ہے۔

چالیس لاکھ کیش میں چاہئے یا چیک کی صورت میں۔

جو آپ مناسب خیال فرمائیں۔

تمام کل بینک ٹائم میں آئیں گے اور اپنا سیٹ واپس لے جائیں گے۔

سجاد حیدر بولے۔

اور یوں سیٹ کا مسئلہ حل ہو گیا ایس پی نے اپنی جیب چھوڑ دی اور خود سجاد
حیدر کے ساتھ بیٹھ گئے۔

یہ فاطمہ زہیر خاتون کون ہیں۔

ہماری اپنی ساس صلیب۔ سجاد حیدر ہونٹ بھیج کر بولے۔

تب ہی راجہ کہہ رہی تھیں کہ اگر ہم نے نام تادیے تو خود سجاد حیدر صاحب

کے گھر میں سیپا پڑ جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نام تک بنا سکتی تھی اور اس نے جان بوجھ کر نہیں

بتائے۔

جی ہاں میں یہی عرض کر رہا تھا رانا حفیظ بولا۔

دراصل یہ سیٹ، خود اپنے سیف سے ہماری بیوی نے چوری کیا اور اپنی ماں کو

دے دیا ہوگا۔۔۔۔۔ اس نے پچاس لاکھ مانگا تھا کہ اس کے بھائی نے فرانس لگتا ہے اور ہم

نے انکار کر دیا تھا جس پر وہ شور مچا کر خاموش ہو گئی تھی لیکن بعد میں اس سیٹ کو چالیس

لاکھ میں بیچ دیا گیا اور یہ سیٹ فوری طور پر ہم نے اس لئے خرید کیا ہے کہ بیوی اور ساس

صلیب کو عدالت میں نہ جانا پڑے، دیکھا جائے تو چالیس لاکھ میں اپنی عزت کو بچایا۔ ہے

اور ہاں لیجئے آپ کا آفس آگیا رانا خاتون کا ہماری طرف سے شکریہ ادا کر دینا۔

میرا داخلہ بند ہو گیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اپنی منہوس صورت دوبارہ نہ

دکھاؤں۔

او۔۔۔۔۔ سجاد حیدر پر نظر انداز میں مسکرائے اور گاڑی روک دی۔

رانا حفیظ اتر گئے اور سجاد حیدر سرخ چہرہ لئے بیوی کے پاس آ گئے۔

آپ کا ہیروں والا سیٹ برآمد ہو گیا۔

کہاں ہے۔

ایک چوہر زکی دکان کے زانی سیف سے گلف سنٹر امتیاز حیرل زکی دکان سے۔

او۔۔۔۔۔ کہاں ہے۔

آپ کوڑ بیگم یہ کیوں نہیں پوچھتیں کہ چور کون تھا پکڑا گیا یا نہیں۔

کون تھا۔

ہماری بیگم صلیب کوڑ جی۔

آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔

کیونکہ سیٹ کو آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ زہیر صلیب نے فروخت کیا تھا اور

چالیس لاکھ میں۔ خدا کی پناہ ستر لاکھ کا سیٹ اور چالیس لاکھ میں فروخت کر دیا۔

اور کوڑ صلیب نے نظریں چرائیں۔

آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ کیا بھائی کو ایک ناکارہ بھائی کو فرانس لگا کر دینے

کے لئے۔

بس غلطی ہو گئی تھی۔ میں نے سوچا میرا ہی تو ہے نہیں بیس کی تو کون سی

قیامت آجائے گی۔

پھر بھی فرانس میں لگی۔

بھائی کو بخش کر رہا ہے۔

اسے جیل نہ بھجوا دوں میں۔ آرام سے زندگی کاٹ لے گا۔ دوسروں کے

بیسوں پر کب تک جینے کی کوشش کرے گا۔

میں شرمندہ ہوں۔

انہی سیٹ چالیس لاکھ میں خرید لہذا آپ اپنے والدین کے پاس جائیں

اور جو رقم بیچ گئی ہے واپس لے آئیں باقی خود ڈال کر کل ادائیگی کر لیں یہی سزا ہے آپ

کی کیونکہ آپ نے اپنے شوہر کے اعتماد کو دھوکہ دیا۔

بلیر ختم کر دیجئے۔

رقم چاہئے مجھے۔ لا سکتی ہیں آپ۔

کوشش کر دیکھتی ہوں۔

کوشش نہیں پوری رقم واپس دے نہ آپ کی والدہ صلیب جیل چلی جائیں گی

جائیے تشریف لے جائے۔

کوڑا سنے بڑے آدمی کی بیوی ہو کر بے بس ہو گئی۔

اب آپ کیا سوچ رہی ہیں جانیے تشریف لے جائیے اور اس وقت تک واپس مت آئیے جب تک رقم ساتھ نہ ہو۔

میرے بھائی نے کاروبار میں لگادی ہوگی اب کہاں سے لادوں گی میں۔

آپ کے باپ کی رقم تھی کیا۔ سجاد حیدر کا لمبے پناہ سرا تھا۔

میں نہیں جاؤں گی میرا سیٹ تھا وہ میری ملکیت تھا ضرورت کے تحت بھیج دیا بات ختم۔ کوثر ازگنی اور سجاد حیدر نے بہت جتنی نظروں سے کوثر کی طرف دیکھا اور بولے۔

آپ کی والدہ کو ذرا بھر بھی شرم نہیں آتی۔

دیکھیں آپ انہیں کچھ نہ کہیں کیونکہ غلطی میری تھی مجھے ایسے نہیں کرنا چاہئے تھا۔

پھر ایک کام کریں۔ اتنا کہہ انہوں نے ایک کاغذ لیا اور اس پر ایک ایڈریس لکھا اور رابعہ کا نام لکھ کر دے دیا۔

اس لڑکی کے پاس جانیے ان پر کسی جن کا سایہ ہے۔ بیروں کے سینٹ بھی اسی نے برآمد کر دیا ہے اسے کہئے کہ میرے توہرنے مجھے گھر سے نکال دیا ہے بیروں کے سینٹ کی وجہ سے اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ ایم این اے کا الیکشن جیتنا چاہتے ہیں اور وہ تب ہی بیت سکتے ہیں اگر جیرا والا ان کا ساتھ دے۔ اگر ساتھ نہیں اے گا تو جیرا چالیس لاکھ کے ساتھ آپ کی واپسی ہوگی اور اگر جیرا ساتھ دینے پر راضی ہو جائے تو ہم اسے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ابھی اور اسی وقت ادا کر دیں گے۔ جانیے تشریف لے جائیے۔

تب کوثر نے شوہر کی طرف بڑی عجیب نظروں سے دیکھا اور بولی۔

میں جا رہی ہوں اور یہ سوچ کر جا رہی ہوں کہ شاید مجھے واپس نہیں لوٹنا۔

سجاد حیدر نے بڑی خشک نظروں سے بیوی کی طرف دیکھا جو سر جھکائے کمرے سے نکل گئی تھی۔

کوثر نے ذرا تیر کو کاغذ کا ٹکڑا تھپا دیا اور بولی۔

اس ایڈریس پر ہمیں لے چلو اور خود دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی وہ بہت پریشان تھی اس کا شوہر اس قدر گھنیا برتاؤ کرے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی گاڑی کو لگی کے باہر کھڑا کر کے ذرا تیر نے مطلوبہ گھر تلاش کیا اور اپنی مالکین کو بتا دیا کوثر ہلکے ہلکے قدموں سے رابعہ کے دروازے تک جا پہنچی۔ دستک پر حاجرا بیگم دروازے تک آئی تھی۔

ایک سوالیہ ہون اندر آ سکتی ہوں۔

آؤ جی اندر آ جاؤ۔ حاجرا بیگم بڑی محبت سے بولیں اور کوثر اندر داخل ہو گئی۔ شاز بہ جی مہمان ہیں ذرا آنا۔ حاجرا بیگم نے صحن میں آکر کچن کی طرف دیکھا جہاں سے شاز بہ برآمد ہوئی تھی۔

فرمائیے۔ اپنے سامنے ایک معتبر عورت کو کھڑے پا کر شاز بہ بولی۔

مرض کیا تھا کہ ایک سوالیہ بن کر آئی ہوں مجھے رابعہ خاتون سے ملنا ہے جس نے گھر بیٹھے بیٹھے میری دنیا تباہ کر ڈالی۔

گگ کیا ہوا۔ شاز بہ پریشان ہو کر بولی۔

مجھے رابعہ خاتون تک پہنچا دیجئے۔

ایک منت میں اجازت لے آؤں۔ اتنا کہہ کر شاز بہ چلی گئی پھر کچھ لمحوں بعد واپس لوٹ آئی۔

آپ انہیں ہاتھ والے کمرے میں چلی جائیں۔

شکر یہ یمن۔ بہت بہت شکریہ۔ اتنا کہہ کر کوثر رابعہ تک جا پہنچی رابعہ نے اپنا تسبیح والا ہاتھ ادا کر کیا اور کوثر کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

میرا نام کوثر ہے اور سجاد حیدر کی بیوی ہوں۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

اپنے گھر میں چوری کرنا گو کوئی جرم نہیں لیکن اگر شوہر کو اعتقاد میں لے لیا جائے تو چوری چوری نہیں رہتی رابعہ کوثر کو گھور کر بولی۔

زندگی گزارنے کے لئے بہت پاپڑ بیٹے پڑتے ہیں بس بھائی نے فرس لگا
تھی اس نے اہلکار تم مانگی لیکن میرے شوہر نے انکار کر دیا اور مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ
اپنا بیروں کا سیٹ والدہ کو دے دیا۔ بات ختم ہو گئی تھی لیکن آپ نے گڑھا مردہ کھڑا کر
دیا اور اب انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے کہ تم لاؤں۔

مجھے افسوس ہے کہ ایسا ہوا اب مجھے کیا کرنا ہے۔

انہوں نے میری وابستگی کے لئے دو شرائط رکھی ہیں پہلی شرط چالی لاکھ کی
وابستگی۔ دوسری شرط کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ جیرو والا کو میرے شوہر کی رینکشن لک
مدد کرے۔

اور رابعہ مسکرا پڑی اور کوڑنے صبر سے اس سکرپٹ کو دیکھا اور بولی۔

کیا میں نے کوئی سبب قویٰ کی بات کہہ دی۔

نہیں ایسی بات نہیں۔ آپ اپنے شوہر سے کہیں کہ رقم جیرو کو بھجوا دے۔

کیا واقعی یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

میں نے آپ کے شوہر کی مدد نہیں کی آپ کا گھر آباد کیا ہے اب آپ جا سکتی
ہیں اور ہاں آپ ایک برے انسان کی اچھی بیوی ہیں آئندہ اپنے شوہر سے متکلف نہ بنے
اور جو ایک فرض ہے پورا کرتی رہیں۔

شکریہ رابعہ خاتون۔ میں تمام نعمتوں سے شکور رہوں گی۔ میرا شوہر پانچ لاکھ انسان
ہے جو سوچتا ہے اور کہتا ہے کہ گزرتا ہے۔

اب رابعہ مسکرا دی کوڑ بھلی گئی۔ تو جن بابا دادلو کے سامنے مومن نے پر آئی تھی اور

غصے سے بولے۔

یہ تم نے کیا کیا بیٹی۔

ایک گھر بار ہونے سے بچا ہے۔

جیرو سے لئے کی راہ نکالی ہے تم نے کیوں نہیں کیا ہے۔

اور تب رابعہ مسکرا دی۔

تم اپنے جیرو مرشد کو بے وقوف بناتی ہو۔

آپ بھی بننے ہیں۔ میں آپ کو کوئی بے وقوف نہیں بنا سکتی جیرو مرشد۔

جیرو پیسے نہیں پکڑے گا۔

بیابان مجھ سے کرے اور بات اپنے محبوب کی نہ مانے۔

وہ ایک با اصول اور با کردار انسان ہے۔

وہ میرا سوداگر پانچل اور میرا دیوانہ ہے۔ رابعہ دلتوازا انداز میں مسکرائی۔

ڈونگہ اور سجاد حیدر دو بھتیجے وہ خون آشام عفریت ہیں وہ دونوں ہی اسے
مار ڈالیں گے۔

پھر آپ کس مرض کی دوا ہیں۔

جو کام قدرت کے بس میں ہیں وہ جنات اور انسان کے بس میں نہیں اس
لئے جیرو کو اپنی حکمت سمجھنے دے وہ بہتر سمجھتا ہے کہ اس نے کس طرح جینا ہے۔

کیا وہ میرے کہنے پر ایکشن لڑے گا۔

دونوں بانی خاطر جان تک دے سکتا ہے لیکن تم خود اپنے بازی مت لودہ بہتر
جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اور کب کرنا ہے اور تو ہے کہ اس کی عقل پر بیٹھے کی کوشش کر
رہی ہے اور جب کوئی عورت مرد کی عقل پر بیٹھ جاتی ہے تو خود مرد کی عقل کام کرنا چھوڑ
دیتی ہے اس لئے اپنی محبت کو اس کے پاؤں کی زنجیر مت بنے دے اسے آزاد رہنے
دے۔ آغا دادلو کو کام کرنے دے اس کے پاس اپنی عقل ہے اسے معلوم ہے وہ دو
بھتیجوں سے درمیان سانس لے رہا ہے۔

پھر کیا کروں میں۔

جیرو کے معاملے میں خود کوئی فیصلہ مت کرو۔

لیکن میں سجاد حیدر کی بیوی کو وہ دے دے چکی۔

جیرو نہیں مانے گا۔

کیا وہ میرے کہنے کو نال دے گا۔

خود دیکھ لینا ہم کچھ نہیں کہیں گے۔
نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ میرے لئے جان دے سکتا ہے تو میرے وعدہ کی
لاج بھی رکھ سکتا ہے۔

شاید تمہاری فطرت میں پھندے سے بازی لکھی جا چکی ہے بے وقوف لڑکی تو
ہماری بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی۔

پیر و مرشد..... میں تو وعدہ کر کے پھنس گئی رابعہ پریشان ہو کر بولی۔

جب کوئی تمہارے پاس سوالیہ سن کر آتا ہے تو تو یوں بولتی ہے جیسے تخت پر
براجمان ہو اور جو کہوگی ہو جائے گا اسے خدا کی نیک بندی پر داز کی ایک حد مقرر ہوئی
ہے اس حد سے آگے فرشتے بھی پرواز کی سکت کہنہ ڈالتے ہیں ایک لمحہ کی تاخیر ان کے
پر جلا ڈالتی ہے اگر ہم جنہیں پسند نہ کرتے ہوتے تم سے محبت نہ کرتے ہوتے تو تمہاری
چٹخیں پورا محلہ سن رہا ہوتا اور کیونکہ برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے جیسے تم نے آج
حیدر کو استعمال کر ڈالا ایسے ہی تم ہمیں استعمال کر رہی ہو بالکل اپنی فطرت کے مطابق۔
تو سمجھتی ہو کہ محبت کرنے والے تیری ہر ناجائز بات کو مان کر سر ہٹکا دیں گے۔

میں شرمندہ ہو گئی ہوں۔ خائف کر دیتے۔ رابعہ نے سر ہٹکا لیا وہ جن بابا کی
تقریر سن کر واقعی پریشان ہو گئی تھی۔

جیرو آئے گا۔ اب خود سنبھالنا ہے آواز مت دینا اس کی سننا کہ وہ کیا کہتا ہے
پھر کوئی فیصلہ کرنا۔

بہتر ہے جیرو مرشد۔ جو آپ کا حکم تعمیل ہوگی۔ رابعہ نے سر جھکا دیا اور پھر
ٹھیک ایک گھنٹے بعد جیرو نے دروازے پر دستک دی تھی اور شازیہ اسے دیکھ کر تھکا وہ
اسے لے کر ڈرائنگ روم تک چل آئی تھی۔

تشریف رکھیں۔

میں بہت جلدی میں ہوں۔

لیکن میں آپ کو ذرا ٹھوکیں بجا کر دیکھنا چاہتی ہوں سنا ہے کہ دل والے ہو۔

اور ایک بہت بڑا جگر والا انسان شرمایا نظریں جھکا گیا۔

ارے آپ تو لڑکیوں کی طرح شرمائے۔

اجازت دیجئے۔

ہم بھی دل والے ہیں اور ہم بھی کسی سے پیار کرتے ہیں اس لئے پیار کرنے
والوں کی بے قراریوں کو سمجھتے ہیں۔ میرا نام شازیہ ہے اور رابعہ سے بڑی ہوں۔
جی جانتا ہوں۔

تو پھر بیٹھو..... شازیہ مسکرائی اور جیرو دادا مسکرا کر بیٹھ گیا تب شازیہ نے بہت
گہری نظروں سے جیرو کو ناپا تو لا۔

باچی اسے اندر آنے دو۔ شازیہ کے کان میں رابعہ کی آواز ابھری۔

شیٹ اپ۔

جی..... جیرو گھبرا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

ارے آپ سے نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ شازیہ مسکرا پڑی۔

یہ شریف انسان بہت جلدی میں ہے باچی۔

ہونہ..... تیری پسند دیکھ رہی ہوں۔

اگر اشعرمیاں کو میں نے ذرا باریک بینی سے دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔

وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔

آپ کس سے باتیں کر رہی ہیں جیرو بوکھلا کر بولا۔

آپ کی چاہنے والی سے وہ کہہ رہی ہے کہ آپ کو فوراً اندر بھیج دوں۔

جیرو نے غیر یقینی انداز میں شازیہ کی طرف دیکھا اور شازیہ مسکرا پڑی۔

جائیے تشریف لے جائیے بے قراری حد سے بڑھ جائے تو سینے میں دھواں

بھرنا شروع ہو جاتا ہے اپنی جان کا بیڑا دم تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ شازیہ خوش کن

انداز میں مسکرائی اور جیرو خود بھی مسکرا کر اٹھ گیا۔ وہ کچھ دیر بعد رابعہ کے سامنے کھڑا تھا

اور رابعہ دل کی گہرائیوں سے مسکرا رہی تھی۔

بہنہ جاؤں..... وہ اجازت طلب کر گیا۔
گھر بھی آپ کا ہم بھی آپ کے تشریف رکھیں۔ اجازت تو غیر لیتے ہیں۔ وہ
آنکھوں سے بول رہی تھی۔ صدف نے اور قربان ہو رہی تھی اور ان آنکھوں کو دیکھ کر جبر
بھی سمجھ رہا تھا کہ مسکرانے والی آنکھیں اسے کیا کہہ رہی ہیں۔
فرمائیے کیسے آنا ہوا۔ رابعہ کھٹکتی آواز میں بولی۔
آپ یہ کیا کرتی پھر رہی ہیں۔

میں نے کیا کیا ہے وہ ہمارے پیرو مرشد خود تو جن کی اولاد ہیں پتہ نہیں کیا
گناہ کر لیا کہ عمر کی آخری سیلج پر ہر وقت اللہ تو یہ کرتے رہتے ہیں اور ہمیں بھی اپنے
ساتھ گھسیٹ لیا ہے جبکہ ہماری عمر بیاہ کرنے کی ہے ہٹے کھیلنے کی ہے زور دار عشق کرنے
اور اس کے فراق میں گرم سرد آہیں بھرنے کی ہے اور۔
بندے دی پتر بن اپنے یار کی سن سالی کیا بکواس لے کر بیٹھ گئی۔ جن بابا کی
نزر گوشی میں پیش تھی۔

اور رابعہ مسکرا پڑی اور جبر دحیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔
کیا دیکھ رہے ہو۔

آپ بہت پیار کرتی ہیں مجھ سے۔

اپنے جنوں سے پوچھئے جس نے ہمیں تمہارا دیوانہ بنایا ہے۔
اور جبر دمسکرا پڑا۔

ہم کہتے ہیں کام کی بات کر جن بابا غراے۔ اور رابعہ ایک دم سنبھل گئی پھر

سنبیدہ ہوتے ہوئے بولی۔

کچھ کہنا ہے کیا۔

سجاد حیدر کا فون آیا تھا کہ ان کا آدمی ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ دینے آ رہا
ہے اور یہ حکم رابعہ خاتون کا ہے۔
کیا ہم نے غلط کیا۔

بلیک مارکیٹ سے کمایا ہوا پیسہ۔ ڈرگ مافیا کا روپیہ پیسہ مجھ جیسا انسان کیسے
لے سکتا ہے۔

اسے لے کر غریبوں کی بیٹیوں کا جہیز بنا ڈالو اپنے علاقے کی بیٹیوں کی مدد
کر دو غریب جہیز کی سولی پر لٹک کر بوزھی ہو رہی ہیں اور ان کے بالوں میں چاندی
سجی ہے۔

وہ تو میں در پردہ کرتا رہتا ہوں اب تک اپنے علاقے کی چار بیٹیاں بیاہ چکا
ہوں یہ کمزور بیسیر نہ بھی ہو گا تو یہ نیک کام ہوتا رہے گا۔

تو پھر وقتی طور پر امانت سمجھ کر اسے رکھ لو تا کہ ہماری بات رہ جائے گی۔

سجاد حیدر کی غلامی قبول نہیں۔

اور ڈوگر کی..... رابعہ مسکرائی۔

کسی کی بھی نہیں۔

اور ہماری..... رابعہ پھر آنکھوں سے مسکرائی۔

تمام زندگی کی غلامی منظور ہے بلکہ کر چکا ہوں حکم دو تو زندہ رہوں گا حکم دو تو
مر جاؤں گا۔

اللہ نہ کرے ابھی تو ہم نے محبت کا قاعدہ پڑھنا شروع نہیں کیا۔

ابے اوسالی تو پھر پٹری سے اتر رہی ہے۔

کام کے ساتھ ساتھ دل کی بات کرنا جرم ہے کیا۔

ہمارے سامنے بکواس کرے گی عشق کی بات کرے گی میں تمہارا دیار نہیں مرشد
ہوں۔

کیا فرمایا آپ نے جبر دبول پڑا۔

کچھ نہیں وہ میرے پیرو مرشد درمیان میں ٹپک پڑتے ہیں محبت کی بات نہیں
کرنے دیتے فرماتے ہیں کام کی بات کر۔

تو کام کی بات کریں۔

کر تو رہی ہوں کہ میری بات بھی رو جائے اور صاحب بھی مر جائے۔ کیا ایسا ممکن ہے۔

وہ تو سب ٹھیک ہے ان لوگوں نے آپ کو استہال کیسے کیا۔
لہجی داستان ہے ہماری بے دلتی کی داستان ہے کبھی کبھار جوش میں آکر ایسی بات کہہ دیتے ہیں جو ہم کو نہیں کہنا چاہتے۔

نواز ڈاکٹر نے ہمیں شیراز۔۔۔ ماش کے قحب سے بچایا یہ زندگی اس کی دنی بولی ہے اور لہذا اس کے دشمن کے لئے کام نہیں کر سکتے۔

زندگی خدا نے تمہیں دی ہے ڈاکٹر نے اپنے مطالبہ کے لئے نہیں دی۔ وہ نہ بچاتا تو خود کوئی دوسرا وسیلہ پیدا کر دیتا۔ ویسے ہیرو تھم انکیشن خود کیوں نہیں لڑتے دونوں پر اہستہ سمجھو۔

اور جیرو چوک پڑا۔ اس نے حیرت سے رابعہ کی طرف دیکھا۔

یہ بات آپ نے کیا سوچ کر کہی۔

اچانک نہیں کہی۔ پہلے ہی سوچتی رہی ہوں اگر تھم انکیشن نردو علاقے سے وہ بھیڑیے ختم ہو جائیں گے اور تھم اپنے علاقے میں بھر پور پرانے کام کر سلائے۔
میں سوچوں گا۔

سوچنا نہیں لڑنا۔ کیونکہ اس علاقے سے اب سے ہفتہ انسان ہواؤں تم پر اعتماد کریں گے۔

اور جیرو مسکرا پڑا اور بولا۔ میں نے کبھی اس منہ از سے سوچا ہی نہیں تھا جیادہ رقم جو جیادہ حیدر کا آدمی لئے میری قزاحت پر بیچ چکا ہو گا اس کا کیا کرنا ہے۔
بچہ دونوں کے لئے رکھ لو۔

اور کوئی حکم۔

اور رابعہ مسکرا پڑی پھر آہستہ نرم لہجہ میں بولی۔

ہم غلام دینے والے کون ہوتے ہیں ہم تو آپ کے غلام ہیں۔

انتی نچاست اتر سالی جن بابا غراے۔
اور رابعہ مسکرا پڑی۔

اجازت دیجئے۔

آئیے میں آپ کو دروازے تک چھوڑ آؤں۔

ناتیس تو زدیں گے تمہاری اگر تم نے دروازے کے باہر قدم رکھا۔ جن بابا پھر غراے۔

ارے نہیں آپ تشریف رکھیں مجھے راستہ معلوم ہے جیرو مسکرایا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔

جائے۔۔۔ جان لے گیا سالا۔ رابعہ بڑبڑائی۔

اور جن بابا نے مہائے آکر اسے کھوڑنا شروع کر دیا۔

دل کا معاملہ ہے یا رہی برداشت بھی کر لیا کر دیکھے دوست ہو۔ رابعہ اسے قہقہے مار کر بولی۔

لاحول ولا قوۃ۔ جن صاحب ہر بڑا جگے اور ایک دم نظروں سے غائب ہو گئے۔

ارے آپ کو تو بھیجا بھی آتا ہے جیرو مرشد۔

سالی تو ہے ہی بد معاش اول درجے کی اور تو نہیں سدھر سکتی تو۔ پتہ نہیں یہ انسانی نفس کی وہ کی قسم ہے۔ جن بابا کی آواز آئی۔

یہ نفس محبت ہے۔

نفس کی غلام ہو یہ کیوں نہیں کہتی۔

یہ نفس کیا ہوتا ہے میرا دل تو جیرو کو دیکھ کر دھڑکتا ہے سالا کس طرح ڈرتا ہے جیسے میں اس کی امان جان ہوں۔

تمہاری منگوں کس قدر کھنیا ہے رابعہ تم سوچ کچھ کر کیوں نہیں بولتی تو اپنے ساتھ میری زبان بھی خراب کر رہی ہو۔

انداز اپنا پنا۔

بس محتاط رہا کر۔ کم از کم ہم سے بات کرتے وقت اپنے ہوش میں رہا کر
ہماری زبان مت خراب کر ہم نے واپس بھی جانا ہے کوئی تیرے پاس نہیں بیٹھے رہنا۔
جانا کب ہے خبر سے لگے ہاتھوں دن بیدار اور تاریخ بتا دیجئے تاکہ نیاز دینے
کا پروگرام بناؤں۔

پٹے جائیں گے اور بہت روئے گی نہیں یاد کر کے۔

ذرا سامنے تو آئیے تاکہ آپ کا متہ چوم سکوں۔ رات شرارت آمیز انداز میں

بولی۔

شرارت نہیں بچے۔ شرارت بالکل نہیں۔

اور رات بھر اٹھ کر باہر نکل آئی۔

یار سے مل لیا۔ بڑا خوبصورت لڑکا ہے۔ شاز یہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر

بولی۔

تم اسے کیوں تنگ کر رہی تھیں بائی۔

تمہاری پسند کو بغور دیکھا تو ٹھوٹک بجا کر دیکھا تھا خوش نصیب ہو۔

اپنے بارے کیا خیال ہے۔ اشعر میاں پسند نہیں۔

بے وقوف۔ شاز یہ مسکرائی۔

میرا دل چاہتا ہے کہ پہلے کی طرح سات گھر بچوں۔ قید ہو کر رہی یہاں ہر

وقت سرسجود رہنا پڑتا ہے یہ عمر اس قدر بھلا توبہ کی تو نہیں۔

خوش نصیب ہو کہ مرشد بھی ملتا تو کمال۔

میری محبت سے جلتے میں شاید۔

میرا خیال ہے کہ وہ جیتے نہیں صرف تمہیں محتاط رہنے کو کہتے ہوں مگر جلتے

والی بات ہوتی تو جیرا اس گھر کے اندر ہی نہ داخل ہو پاتا۔

میرا دل بہت جلتا ہے۔

کیوں جلتا ہے۔

میں چاہتی ہوں جیرا مجھے اپنی ہانہوں میں بھر کر سینے سے لگا کر اتنی زور سے
بھیجنے کہ میرے جسم کی ہڈیاں کڑکڑا کر ٹوٹ جائیں۔

کیا تک رہی ہو۔ شاز یہ اسے گھور کر بولی۔

جو دل چاہتا ہے وہی کہہ دیا کیونکہ دل کی بات صفر تم سے ہی کہہ سکتی
ہوں۔ میں تو مجبور ہوں۔ جن بابا نے چھانٹ رکھا ہے تو تو آزاد ہے پھر کیوں نہیں اشعر
میاں کے سینے سے لٹک کر اپنی ہڈیاں توڑا لیتی۔

تیرے ذہن کا کوئی پرزہ ڈھیلا ہے۔ تو اس قدر بے شرم نہیں تھی جس قدر
باتیں کرتی ہو۔

باتیں ہی تو کرتی ہوں عمل تو نہیں کرتی ویسے جو کہتی ہوں درست کہتی ہوں
دل بہت کرنا ہے کہ اپنے محبوب کو اپنے سے لگا کر حواس کھو دوں اور ہوش میں ہی نہ
آؤں۔

تو پاگل ہے وہ رات کی عبادت نے شاید تیرے اندر جذبات کی آگ بھڑکی
ہے اور تو جو کچھ مل کر رہی ہے اللہ کو بہت پسند ہے تیرے پیر و مرشد جو گل تجھ سے کروا
رہے ہیں وہ علاقے میں تیرے ہاتھوں فیض دینے والا ہے تو امر ہو جائے گی خوش
نصیب ہے تو سید زادی ہے۔ زمانہ تیری قدر کرے گا عزت کرے گا بس جیسے تیرا مرشد
کہتا ہے کرتی جا۔

کمال کرتی ہو بائی۔ میں ان کی بات کرتی ہوں اپنے اندر کی پیاس کی بات
کرتی ہوں۔ میرے اندر عشق کی آگ بجڑ رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں بارگاہ الہی
میں جب سرسجود ہوتی ہوں تو یکسوئی سے ہوتی ہوں اور جب فارغ ہوتی ہوں تو جیرا یاد
آتا ہے تو دل سینے سے اتر کر پہلی میں آدھڑکتا ہے بلکہ پورا وجود دل کی دھڑکن بن جاتا
ہے۔ جیرا جیرو پکا رہا ہے اور اس وقت دل چاہتا ہے کہ اپنے کپڑے پھانسنے کی کیا
ضرورت ہے بے شرم ویسے ہی بھاگ جا۔ شاز یہ نے اسے گھورا وہ شاید ایک محاورہ ہے تاکہ

شاید غلط بول گئی ہوں۔ میرا مطلب تھا میں بہت پیاسی ہوں میرا من میرا دل میرا پور پورا پیاسا ہے۔

اے اوسالی الو کی بچی۔ ادھر آ..... رابعہ کے کانوں میں جس بابا کی جھلانی ہوئی آواز ابھری۔

بابا رے..... بچاؤ..... میں حاضر ہوں و مرشد رابعہ نے دوڑ لگا دی بچے شرم خدا تجھے اپنی اماں میں رکھے۔ شاز یہ سکرانی اور سر جھکا کر اپنے کام میں لگ گئی۔

.....○.....

وہ چمپ تھے اور جیرا دادا کی آڑھت پر موجود تھے خود سجاد حیدر ان کے درمیان موجود تھا اور ان کے درمیان ایک سیاہ رنگ کا بریف کیس رکھا ہوا تھا اور اس بریف کیس میں ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ موجود تھا جب جیرا آڑھت پر پہنچا۔ تو وہاں کا نقشہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر خشکیں پڑ گئیں کیونکہ اس کے اپنے آدمی آڑھت سے باہر کھڑے تھے جیرا دادا کے قدم سست ہو گئے وہ بڑی آہستگی سے اندر آیا تھا اور اپنی کرسی پر سجاد حیدر کو بیٹھے پایا البتہ اس کے چہ آدمی کہیں سے باہر کھڑے تھے جیرا کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا اس نے سجاد حیدر کو جتنی نظروں سے دیکھا۔

او جیو کالی دین سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں تم کہاں چلے گئے تھے سجاد حیدر مسکرتہ کر بولا۔

بس کرسی پر تم بیٹھے ہوئے ہو سجاد حیدر یہ جیرا دادا کی ذاتی ملکیت ہے وہ اس کرسی پر خود بیٹھتا ہے۔

آج سے تم غلام ہوئے اور تم تمہارے۔ حسب وعدہ روپیہ لے آئے ہیں ممکن لو۔

اس سیٹ سے اٹھئے۔

ادیاوٹھ گئے سجاد حیدر ریو الونگ سیٹ سے اٹھ کر برابر والی کرسی پر آ گئے شریف الدین۔ جیرا نے اپنے آدمی کو آواز دی اور شریف الدین کہیں کے اندر چلا آیا۔ اس میری والی کرسی کو اٹھاؤ باہر رکھ کر اس پر مٹی کا تیل ڈالو اور آگ لگا دو۔ جی بہت بہتر دادا۔ شریف الدین نے کرسی کو اٹھایا اور کہیں سے باہر لے گیا۔

زندگی بڑی مختصر ہے عہد حیدر اور سامان تم سو برس کا لے کر گھر سے چلے ہو۔
عہد حیدر جو کرسی والی حرکت سے ہی پریشان ہو گئے تھے جبر کی بات سن کر
انہوں نے بڑی مشکل سے اپنی طبیعت پر کنٹرول رکھا اور صرف مسکرا دیے ایک کروڑ
پچاس لاکھ روپیہ لے کر گھر سے نکلے ہیں جو روڈ اکوڑوں سے بھی تو خطرہ رہتا ہے اس لئے
اپنے ہاتھ آدی لے آئے۔

یہ آدی تو تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے تو تمہارے روپے کی کیا حفاظت کریں
گے۔

تم کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہو دادا۔ کیونکہ تمہارے چوراہے میں ہم
برابری کی سطح پر بات کرنے والے انسان ہیں عہد حیدر تمہارے آنے کا طریقہ کار اور
ہماری ہی سینٹ پر بیٹھا جبر کو اچھا نہیں لگا اور جبر بات جبر کو اچھی نہیں لگتی تو پھر اچھی ہو
بی نہیں سکتی۔

ایس پی رانا حفیظ نے بتایا تھا کہ تم سودا منظور کر چکے ہو۔

لیکن مری ان سے کوئی بات نہیں ہوئی۔

ہماری ہونے والی بوجھلک صاب نے اجازت دی تھی کیا اس کا کہہ دینا کافی
نہیں تھا۔

کافی تھا۔ لیکن یہاں آنے سے پہلے تم کو ہم سے فون پر بات کرنا چاہئے
تھی کیونکہ ہر کام کا کچھ نہ کچھ اصول ہوتا ہے اور تمہارے پاس ماہو اسے روپے کی طاقت
کے کچھ ہے ہی نہیں حتیٰ کہ عقل نام کی بھی کوئی شے نہیں تم جبر دادا کے پاس آ رہے تھے
تو دوست بن کر آتے آنا نہ بنتے۔

شاید ہمارا طریقہ کار اقلی غلط ہے سو دی دادا۔ روپیہ رکھ لو اور بات ختم کرو۔

بات تو تم نے شروع کی ہے عہد حیدر صاحب ختم کیسے کروں۔

اب کیا چاہتے ہو۔

روپیہ چھوڑ جاؤ اور پہلے جاؤ ہم کو تمہارے بارے میں سوچنا پڑے گا کہ

تمہارے لئے کام کرنا ہے کہ نہیں کرنا۔

یار جبر سو رہی کہہ چکے۔

کہنوں کا سہارا لے کر جبر کے پاس آئے ہو کیا تمہیں ہم پر یا اپنے آپ پر
اعتماد نہیں تھا۔

بات ختم کرو جبر دخلی ہوئی۔

اور جبر دخلی معاف کرنے کا عادی نہیں آئندہ کبھی ملنا ہو تو فون پر وقت لے
لینا۔

اور عہد حیدر مسکرا کر اٹھ گئے۔ بریف کیس انہوں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔

پھر ملیں گے جی۔ اور اچھے انداز میں ملیں گے۔ اتنا کہ وہ تیزی سے کہیں
سے نکل گئے جب دادا نے آدمیوں کو لے کر اپنی بھار میں بیٹھ رہے تھے تو باہر دو چیز
مل رہی تھی جس پر عہد حیدر بیٹھ گئے تھے عہد حیدر کی پیشانی پر بے شمار شکنیں تھیں اور
ہونٹ جیسے ہونٹ تھے اور اندر جبر دادا بریف کیس کو گھور رہا تھا اگر اسے اپنی جاتاں کی
زبان کا پاس نہ ہوتا تو کرسی کے ساتھ بریف کیس بھی جل رہا ہوتا۔

اچانک فون کی گھنٹی نا انہی اور جبر دادا کے ہونٹ پھیل سے گئے۔ اس نے
ریسرڈ اٹھا لیا تھا۔

جبر دادا۔ عہد حیدر اپنا بریف کیس تمہاری ٹیبل پر بھول گئے کیا۔ دوسری
طرف سے آؤ کر بولا تھا۔

تم نے ہر سے پیچھے آدی لگا رکھے ہیں ڈوکر۔

تمہارے پیچھے نہیں عہد حیدر کے پیچھے آدی لگا رکھے ہیں وہ کب سوتا ہے کب
اٹھتا ہے اور کس کس سے ملتا ہے ہم باخبر رہتے ہیں۔

آ جاؤ۔ میں نے تم سے کوئی بات کرنا ہے۔

کیا واقعی تمہیں ہماری ضرورت ہے۔

انتظار کر رہا ہوں اتنا کہہ کر جبر نے ریسرڈ کریڈل پر ڈال دیا ہر اس پہلے

نہیں میرے اصول کے خلاف ہے اگر کھاؤں گا تو پھر اس کے لئے کام کرنا پڑے گا جو میں کرنا نہیں چاہتا۔

دیکھو جیرو جج بات تو یہ ہے کہ تمہیں یہ بریف کیس وصولی ہی نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسے صاف کہہ دینا تھا کہ میں وفاداری بدلنے کا عادی نہیں تاکہ وہ بار بار بھونکتا بند کر دیتا۔

اور انکسشن آنے سے قبل وہ مجھے مروا ڈالتا۔ پورے دس ماہ اس سے بچتا رہتا۔ دشمن کو موقع نہیں دینا چاہتا کہ وہ اندھیرے میں کھڑا ہو کر گولی چلائے دشمن سامنے ہو تو بچا جاسکتا ہے لیکن اندھیرے سے آنے والی گولی کا کچھ اندازہ نہیں ہوتا کہ کب اور کہاں آئے۔

اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی پلان تیار کر چکے ہو۔ چار آدمی مزید رکنا پڑیں گے مجھے اپنی حفاظت کے لئے کیونکہ کتوں بلوں کا میں اعتبار نہیں کر سکتا۔ ہیر کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

ہم اپنے آدمی بھجوا دیتے ہیں تمہیں الگ آدمی رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ نہیں ڈوگر میں صرف اور صرف اپنے آدمیوں پر بھروسہ کرتا ہوں کرائے کے آدمیوں پر نہیں قبضہ اچھے تمہیں صرف اتنا ہی کہنا تھا کہ ہم پر شک نہ کرنا۔ اگر تمہارے لئے کام نہیں کرنا ہوگا تو سامنے آکر جواب دے دوں گا میں اپنے محسنوں کو ذلیل کر اس کرنے کا عادی نہیں۔

میں یقین ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو۔ ڈوگر اٹھ گیا۔ اور جیرو اسے باہر تک پھوڑنے آیا۔

جیرو نے واپس آکر کسی کا نمبر ملایا اور بولا تھا۔ اپنے ساتھ تیس آدمی مزید بڑھالو قابل اعتماد بھروسے والے۔ جان دینے والے اور ایک دم وفادار۔ اوکے..... اور ہنر خفیہ طور پر میری حفاظت کریں گے۔ اتنا کہہ کر جیرو نے فون بند کر دیا اور شریف الدین کو آواز دی۔

شریف الدین کو بلوایا۔

کیا ہوا.....؟

چیز کو جلا ڈالا اور آدمی دوسری چیز لینے چلا گیا۔

گڈ..... اب نواز ڈوگر آ رہا ہے اسے آنے دینا۔

اور شریف الدین جو ہرات اپنی جیب میں رہو اور رکھتا تھا مسکرا کر باہر نکل گیا اور پھر نواز ڈوگر کے آنے سے پہلے ہی چیز آگئی جب نواز ڈوگر آیا تو اس کی پیشانی پر سلوٹس تھیں۔ اس نے بریف کیس کو گھوڑا۔

ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ہے اس بریف کیس میں جیرو مسکرایا اور نواز ڈوگر نے مسکرانے کی کوشش کی پھر ہنس بھلا کر بولے۔

اس بریف کیس کا مطلب کیا ہے۔

وفاداری..... کاشوت دینا ہے مجھے۔

وہ تو ہم بھی سمجھ رہے ہیں لیکن تمہیں رقم نہیں لینا چاہئے تھی۔

رقم لینا میری بھوری تھی ڈوگر۔ لیکن وفاداری بدلنا میری مجبوری نہیں۔

ذیل کر اس کرنا چاہئے ہوا ہے۔

وہ اپنے چھ وفادار کتوں کے ساتھ آیا تھا اور میری کرسی پر بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا اور میں نے اس کرسی کو اپنے آدمی سے کہہ کر تیل ڈلو کر جلا ڈالا اور یہ تمام کارروائی سجاد حیدر کے سامنے ہوا اور اب میں ٹی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں۔

اب مجھ سے کیا چاہتے ہو۔

صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وفاداری بدلنا جیرو کی موت ہے۔ لہذا میں جیرو کو

بکڑنا چاہتا ہوں کرنے دیجئے شک مت کیجئے گا۔ کیونکہ شک انسان کو توڑ ڈالتا ہے۔

ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ کوئی معمولی رقم نہیں ہوتی۔ ڈوگر مسکرایا۔

یہ واپس جائے گی امانت ہے اور یہ الفاظ امانت کہہ کر بریف کیس رکھا ہے۔

واپس کرنے کی کیا ضرورت ہے کھا جاؤ۔

جی دادا.....

میری اجازت کے بغیر پرندہ بھی از کر اندر نہیں آنا چاہئے۔

ذہیر کر دوں گا سالے کو۔ شریف الدین بیٹے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

بس جاؤ۔ اتنا کہہ کر بیروہ کی پشت سے نکل گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور وہ سوچنے لگا کہ اس رزم کو کہاں رکھئے کیا آڑھت کے سیف میں یا ایک میں وہ سوچتا رہا۔ پھر کچھ سوچ کر خود ہی مسکرا پڑا اور وہ بڑبڑایا کیوں نہ یہ رزم راجہ کے ہاں رکھ دی جائے زیادہ محفوظ رہے گی جن بابا خود ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اور اسی بہانے راجہ سے پھر سے ملاقات ہو جائے گی ہو نہ۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جن بابا ناراض ہو جائیں گے۔ اور خواہ مخواہ مسکرا پڑا راجہ کے دلچسپ خیال سے۔

..... O

دو اسے بازار سے اغوا کر کے لے بھاگا تھا۔ وہ کچھ خریدنے گھر سے نکلی تھی اور اشعر بینک سے چھٹی کر کے لوٹا تھا راستے میں دونوں کی مڈبھیر ہو گئی اور وہ زبردستی اسے رکشے میں بٹھا کر لے بھاگا اور ایک کینے میں آ بیٹھا۔

وہ کینے میں۔ کا خوبصورت کیمن تھا جو جوروں کے لئے بنائے گئے تھے۔

یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو۔

جانتا ہوں وہ دینر کو دیکھ کر بولا اور اسے آکس کریم کا آڈر دے دیا جب دینر چلا

گیا تو بولا۔

میں دن رات کا سکون چین اور خند کھو چکا ہوں۔

کیوں کہا ہوا شاز یہ بہت پیچیدہ تھی۔

کیا تمہیں نہیں معلوم۔

میرا خیال ہے کہ گھر میں ایک ہفتہ پہلے ملاقات ہوئی تھی اور یہ بات واضح کر دی تھی کہ وہ انسانوں کی محبت زمین پر ایک جنت تعمیر کرتی ہے کیونکہ راجہ تمہیں چاہتی ہے لہذا میں اس کی زندگی برباد نہیں کر سکتی۔

میری زندگی برباد کر کے بہن کا گھر کیسے آباد کرو گی فرض کرو میں اس سے

شادی کر لیتا ہوں اور وہی طور راسے قبول نہیں کرتا پھر کیا ہوگا۔

کچھ عرصے بعد قبول کر لو گے وقت ہر ذمہ منازالتا ہے۔

ٹھیک ہے میں واپس اپنے گاؤں جا رہا ہوں۔

کیوں... گاؤں کیوں جا رہے ہو۔

اشعر نے کچھ کہنا چاہا بھی تھا کہ دیگر آنس کریم لے آیا جب وہ میر پران کے سامنے رہ کر چلا آیا تو شاز یہ سنجیدگی سے بولی۔

ہاں اب بولو گاؤں کیوں جانا چاہتے ہو۔

یہاں تیرے سوا کھادی کیا ہے میں ملازمت کے لئے شہر آیا تھا ایک اہم بین اسے کی سفارش لے کر۔ ملازمت تو مل گئی لیکن زندگی ہاتھوں سے نکل گئی اس لئے میں نے دن رات سوچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ واپس لوٹ جاؤں تم نے اب بہن کی خاطر مجھے قبول کرنا نہیں اور میں نے تیری بہن کو قوی نہیں کرتا لہذا دو زندگیاں برباد ہو جائیں گی اور یہ میری وجہ سے ہوگا جو مجھے منظور نہیں اور میرا وہیں لوٹنا ضروری ہو گیا۔ گاؤں میں کیسے زندہ رہو گے شاز یہ اب بھی سنجیدہ تھی۔

معلوم نہیں۔ لیکن زندگی بھر شادی نہیں کروں گا میرے لئے تیری محبت کا سہارا ہی کافی ہے۔

کیا ایسے جیا جاسکتا ہے۔ شاز یہ بولی۔

کوشش تو کی جاسکتی ہے اشعر افسردہ سے بولا۔

تو پھر میں بھی شادی نہیں کروں گی تیری محبت کے سہارے اب تک زندہ رہ سکی رہ لوں گی شاید یہی ہم دونوں کی زندگی ہے لہذا جرات کریم تم نے مشکواتی ہے اسے کھائی لیا جائے۔

تم کھاؤ شاید میرے اندر نہ اترے۔

پھر میرے اندر کیسے اترے گی کیونکہ میں نے ہی تم سے محبت کی ہے۔

کیا کوئی اور راستہ نہیں۔ اشعر زرد چیرے کے دوران بولا۔

راستہ کیوں تلاش کر رہے ہو میرے لئے قربانی نہیں اسے بھٹکتے کیسے عاشق ہو

تم۔

بتایا تو ہے کہ شادی کر لیتا ہوں لیکن اسے ایک شوہر کا بیار نہ دے سکوں گا۔

میری خاطر بھی نہیں۔

نہیں۔

بڑے خود غرض ہوا اپنی محبت کے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔

شادی کے لئے تیار ہوں قربانی تو دے رہا ہوں لیکن شوہر والی محبت اس کا مفقہ نہیں بن سکتی۔

آنس کریم کھاؤ۔ شاز یہ سسترائی۔

تم سسترا رہی ہو یعنی تمہیں الگ ہونے بچھڑنے کا کوئی غم نہیں۔

کہنا ہے کہ تمام عمر شادی نہیں کروں گی فسی خوشی سب برداشت کر لوں گی۔

میں تو برباد ہو گیا۔

میں کب آباد ہوں۔

اپنی بہن کو تنہاؤ۔ اسے کہو کہ تیرے لئے دنیا میں مردوں کی کمی نہیں۔

میرے لئے بھی شوہروں کی کمی نہیں لیکن دیکھو میں نے شادی نہ کرنے کا

فیصلہ کیا ہے کیونکہ تم سے محبت کرتی ہوں۔

کوئی راستہ ایسا راستہ جس سے ہم تینوں بچ جائیں اور اپنی اپنی منزل پالیں۔

تم تلاش کرو اور بزدلوں کی مانند گاؤں جانے کا ست سوچو ہم نے اکٹھے مرنا

ہے اور ایک ساتھ مرنے کا ہے۔

میں ہمت مار گیا ہوں شاز یہ۔ آٹھ دنوں میں میری حالت خست ہو گئی ہے مجھے

تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔

یہ آنس کریم کھاؤ اور مجھے بھی کھانے دو۔ یہ پچھل رہی ہے۔

اور جو میں سٹک رہا ہوں۔

لیکن میں مطمئن ہوں کیونکہ پالینا ہی زندگی نہیں کچھ قربان کرنا زندگی ہے

کتنے لوگ ہیں دنیا میں جو اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے جیتے ہیں۔ تو جواب ہے کہ

بہت تم۔ پلو آنس کریم کھاؤ ضائع ہو رہی ہے اتنا کہہ کر شاز یہ دھیرے سے سسترائی اور

اشعر میاں خاموش نگاہوں سے اسکا لئے آنس کریم پر جھک گئے دونوں خاموشی سے آنس

رہیم کھاتے رہے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر نظریں جھکا لیتے اور پھر آکس کریم ختم ہوئی۔

چلیں... شاز یہ مسکرائی۔

نہیں ابھی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں مجھ سے محبت ہی نہیں ورنہ اتنا بڑا فیصلہ تم اس انداز سے کبھی نہ کرتیں۔

جی چھوٹا مت کرو اللہ بہتر کرے گا۔

مجھے دکھ ہوا ہے شاز یہ کہ تم کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔

یہ غلط بات ہے مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے اور تمام زندگی کرتی رہوں گی مرنے دم تک کرتی رہوں گی۔ میری زندگی میں تیرے بعد کوئی مرد نہیں آئے گا... سنا تم نے سنرا شعر میاں۔

اگر اتنی محبت کرتی ہو تو راجہ کو سمجھاؤ کہ تیرے لئے قربانی دے اشعر جذباتی ہو کر بول۔

اچھا میں صرف تیرے لئے حیرت محبت کی خاطر ایک بار پھر سے کوشش کرتی ہوں اور اسے سمجھاؤں کہ اپنے راز سے باز آجائے لہذا اب چلنا چاہئے ماں پریشان ہوگی چادر لینے آئی تھی کہ بناب نے انکار کر لیا۔

میری بات سنو شاز یہ۔ میں تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی میں دیوانوں کی مانند خود سے باتیں کرتا رہتا ہوں اگر میری حالت ایسا ہی کچھ عرصہ رہی تو شاید مجھے پاگل خانے داخل ہونا پڑے گا۔

اچھا میں کچھ کرتی ہوں۔ شاز یہ مسکرائی۔

تم مسکراتی کیوں ہو۔

میری عادت ہے۔

یعنی کہ کسی کی جان گئی اور کسی کی ادا خیمہ۔

شاید... وہ اس بار دلربا انداز میں مسکرائی۔

اور اشعر میاں مرتے مرتے بچے کیونکہ اس کے مسکرانے کا انداز بڑا جان لیوا تھا اب چلنا چاہئے بہت دیر ہوگئی۔

بچے میں اگر دو بار مل لیا کرو تو شاید راتوں کو مجھے نیند آنا شروع ہو جائے۔ اشعر نے بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے قاص کی طرف دیکھا اور وہ شان بے نیازی سے مسکرا دی ہاں کیوں نہیں مل لیا کریں گے۔

اور اشعر میاں خود بھی بے بسی سے مسکرا دیئے اور پھر وہ گھر چلی آئی تھی ادھر وہ گھر آئی اور محسن میں لکڑی راجہ اسے گھور کر بولی۔

اب عشق بازی میں ہوٹل بازی بھی شروع ہوگئی۔

بازار میں مل گئے اور زبردستی ہوٹل لے گئے۔

تم اس سے کونسا کھیل کھیل رہی ہو باجی۔

کوئی شے انسان کو آسانی سے مل جائے تو وہ شے اپنی قدر کھودیتی ہے۔

وہ جان سے چلا جائے گا۔

لو بے کو چوٹ دے کر کندن بنا رہی ہوں۔

تم غلط کر رہی ہو باجی محبت کرنے والے اپنے عاشق کو اذیت نہیں دیتے۔

محبت نام ہی اذیت کا ہے۔

میں نے بیچ بچ ٹانگ مار دی تو کیا کروگی۔ راجہ بے پناہ سنجیدہ تھی۔

جیرہ دادا کا کیا آردگی۔

وہ میرا سلسلہ ہے خود حل کر لوں گی۔

تم کچھ نہیں کروگی۔ مجھے کیا کرنا ہے مجھے سوچنا ہے شاز یہ اسے گھور کر بولی۔

تم نے مجھے اشعر میاں کی نظروں میں بہت زیادہ گرا دیا ہے اور مجھے اس پر

ترس آئے لگا ہے۔

بے خوف مت ہو۔ یہ سب دل لگی ہے آئندہ ملاقات میں سب ٹھیک کر لوں

گی۔

آئندہ تمہاری ملاقات اشعرمیاں سے نہیں ہوگی۔

کیا مطلب؟ شازیہ چونکی

دوسری ملاقات ان سے میری ہوگی۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔

کھیل تم نے خراب کیا ہے بائی۔ خروحات تم نے کی ہی تم نے محبت کی ایک سیدھی کہانی کو غلط رنگ دے ڈالا ہے اشعرمیاں میری پسند تھے لیکن اسے تم نے اڑیں اب تم نے ایک نیا کھیل شروع کر دیا ہے اور اس کھیل کا ایک اہم کردار میں بن چکی ہوں لہذا مجھے اپنا کردار اب ادا کرنا چاہیے۔

راہو تم کچھ نہیں کر دو گی میں اس سے مذاق کر رہی ہوں اور

لیکن میں مذاق نہیں کروں گی۔

راہو پلیز شازیہ نے اسے ٹھکرا دیا۔

میری حیثیت مذاق مذاق میں تم سے زبردستی کیوں یہ کیسا مذاق ہے کہ تم

اسے دن رات اذیت دے رہی ہو۔

اسے تو پارہی ہو اگر وہ جان سے چلا گیا تو۔

کہا ہے نا کہ اسے بتا دوں گی کہ تم سے مذاق کر رہی تھی۔

میں نے تم سے کہا تھا بائی کہ اشعرمیاں سے اس قدر سنگین مذاق مت کرو لیکن تم سنگین سے سنگین تر ہوتی کہیں اور آج تو تم نے اتنا کر دی اور میری حیثیت کو زبردستی کیا سوجنا بگاڑا کہ میں اس قدر گھٹیا نہیں رکھتی ہوں کہ اپنی بہن کی خوشیوں کی قافیں بن گئی۔

راہو تم مجھے پریشان کر رہی ہو یہ ایک معمولی مذاق تھا اور میں اسے کھل ہاتھوں سے اچھڑا کر دیتی تھی۔

اگر دل لگی کرنا تھی تو مذاق کو اپنی ذات تک محدود رکھتیں میرا سہارا کیوں لیا تم

نے۔

اچھا سوری شازیہ نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

اپنے چاہنے والے کو اس قدر اذیت۔ خدا کی پناہ۔ مجھے اب احساس ہوا ہے کہ خدا مجھے کو ناشن کیوں نہیں دیتا۔ مجھے اب احساس ہوا ہے کہ میری بہن کس قدر گنہگار ہے کس قدر اذیت پسند ہے تمہارا یہ کردار برا گروہ ہے بائی جس سے مجھے بہت دکھ ہوا۔ قسم کرو واپس۔ میں غلطی نہ تھی شازیہ پریشان ہو کر بولی اور راہو نے اپنی پرواز دست کی اور بڑی تیزی سے داخلی دروازے عبور کرتی وہ بہت مدت بعد گھر سے نکلی تھی شازیہ کا رنگ اڑ گیا وہ جلدی سے خود دروازے تک آئی تھی اس نے باہر جھانک کر دیکھا تو راہو اسے سنہنی کے گھر داخل ہوتے ہوئے نظر آئی۔

الف میرے خدا۔ یہ کیا کرنے لگی ہے پاگل ہو گئی ہے کیا شازیہ بڑبڑاتی اور دروازے سے اندر چلی آئی۔

اوسری طرف راہو جب اپنی رضیہ کے گھر داخل ہوئی تو صحن میں سلتی کھڑی تھی جو بہت سی تعقیدت سے اس کی طرف بڑھی۔

آپ واپس آئی۔

ہاں اب سے بلا رہی ہو سنہنی رانی۔

آپ ہیں ہی اور عزت کے قابل۔ سلتی اٹھادی سے ہوئی۔

اشعرمیاں کہاں ہیں۔

اوجھڑا سنے کمرے میں۔

شکر۔ میں اذرا نہیں تھائی میں ملنا چاہتی ہوں اتنا تیرا کہ راہو کمرے کی طرف بڑھ گئی اور سلتی وہیں کھڑی رہ گئی راہو جس انداز سے اشعر کو ملنے آئی تھی سلتی کو ایک پریشان کن سوچ دے چکی تھی اور اشعر راہو کو اپنے سامنے دیکھ کر بڑبڑا کر موبے سے اٹھ گیا۔

اوسے ارے تشریف رکھیں۔

آپ اور اچانک تشریف رکھیں۔

اور رابعہ بیٹھ گئی اس کا چہرہ چادر سے ڈھکا ہوا تھا صرف آنکھیں کھلی تھیں اور ہاتھ میں سفید دانوں کی سیج تھی۔

خوب عشق چل رہا ہے۔

جی..... اشعر ہلکا کر رہ گیا۔

میں نے عرض کیا ہے کہ ہاتھی سے خوب عشق پاوی ہو رہی ہے۔

آج ملاقات ہوئی تھی۔

کیسی رعی ملاقات۔

کوئی اچھی نہیں ہوئی۔

وہ آپ کو جان بوجھ کر پریشان کر رہی ہے اذیت دے رہی ہے اور رایسا کو

کر رہی ہے سمجھنے سے قاصر ہوں۔

آپ فرما رہی ہیں کہ۔

میں آپ سے عشق نہیں کرتی صرف آپ سے عداوت کیا تھا میرا وہ لہا۔

والا دلہا جبر واداء ہے میرا نصیب وہی انسان ہے جو قدرت نے میرے دامن میں ڈال

دیا ہے میری منزل آپ نہیں ہیں۔

لیکن شازیہ تو کچھ اور کہہ رہی ہے۔

عرض کیا ہے کہ وہ آپ کو اذیت دے رہی ہے کہ آپ اسے چھوڑ دیں وہ

در اصل کسی اور سے محبت کرتی ہے لہذا میں چاہتی ہوں کہ آپ کوئی طور پر اسے نظر انداز کر

دیں نہ اسے ملیں اور نہ ہی اس سے کوئی بات کریں بس شادی کے دن ستر کر دیں اور

برات لے کر آجائیں اور استیاء کرنے جائیں تاکہ اس کی ذرا سے بازاری اور عشق

بازری ختم ہو۔

از: تو یہ بات ہے اشعر ایک مہماری سانس لے کر بولا۔

بات تو یہی ہے لیکن اب آپ اسے سہاگ رات کو ہی ملیں گے اس سے پہلے

آپ نے نہ تو اس کی بات سنی ہے اور نہ ہی ملاقات کرنا ہے یہ میرا آپ کو حکم ہے۔

جی بہت بہتر..... اشعر نہایت عقیدت سے بولا۔

اور تب وہ مسکراتی آنکھوں سے اٹھ گئی۔

اتنی جلدی اشعر خود بھی اترانا اٹھ گیا۔

جس بابا سے بہت عنایتیں کیں اب ہماری ملاقات شادی کے روز ہی ہوگی

دعا کہہ کر وہ پھر مسکراتی اور بولی۔

سلی جان کو کچھ نہیں بتانا۔

جی بہتر..... اشعر میاں احرام سے قدرے جھکا اور رابعہ ایک نئی چل گئی اور

واپس گھر پہنچ گئی۔ محسن میں شازیہ پریشان کن رہی تھی لیکن رابعہ نے اس کی طرف دیکھنے

کی ذمہ دت بھی ادا نہیں کی اور شازیہ اسے آوازیں دیتی رہ گئی اور وہ اپنے کمرے میں جا

کر گم ہو گئی۔

میںوں کر آئی جو تو نہیں باز آئی اپنی شرارت سے۔

وہ سخت اذیت سے دوچار تھا۔

یہ ان کا ذاتی معاملہ تھا جب اشعر میاں شازیہ سے بات نہیں کرے گا اور اس

سے ملنے کی کوشش ہی نہیں کرے گا تو تمہاری بہن کے دل پر کیا گزرے گی۔

دعی گزرے گی جو اشعر میاں کے دل پر گزرتی رہی۔

تم انتہا پسند ہو۔

ایسی بھی نہیں..... لیکن یہ برداشت نہیں کرتی کہ دل والوں کو خواہ مخواہ اذیت

سے دوچار کیا جائے اشعر میاں کا کیا جرم ہے کہ وہ غریب باجی سے محبت کرتا ہے اور

باجی اپنی ذاتی تسکین کیلئے اسے تڑپا رہی ہے۔

اب تمہاری باجی تڑپے گی کیا تمہیں دکھ نہیں ہوگا۔

اچھا ہے استہساس تو ہو گا کہ اذیت کیا ہوتی ہے اور پھر مجھے دکھ کیوں

ہونے لگا۔

جیسے اشعر میاں کے لئے جہیں دکھ ہوا۔

ہنسی غلطی پر تھی۔

اب تم غلطی پر ہو صرف تمہیں اتنا کرنا تھا کہ اشعر کو اتنا کہہ دیتی کہ باقی تمہیں
ایسے ہی ٹک کرتی رہتی ہے تم کو پریشان نہیں ہونا چاہئے میرا تیرا ایک مقدمہ رشتہ ہے
جیسے میں ایمان کی روح سے قبول کر چکی ہوں۔

یوں۔ میں اتنی زیادہ بھی ایمان دار نہیں کہ باقی کو سزا دلوائی اب اسے
معلوم ہو گا کہ کسی کو دکھ دینا اور اذیت پہنچانا کتنا برا ظلم ہے۔ اری خدا کی نیک بندی
دوسروں کو اذیت نہیں دیتے تم خود ایک ایسے روحانی عمل سے گزر رہی ہو جس سے
دوسروں کو فائدہ ہو گا۔ تمہاری ایک ہموک سے لوگوں کو شفا ہو گی اور لوگ تمہیں مانگیں
دیں گے اور تیرا رب جو پوری کائنات کا رب ہے تمہ سے خوش ہو گا اس لئے تمہیں
پھند سے بازی والے کام زیب نہیں دیتے جاؤ بہن کو کہہ دو کہ تم کیا گل کھلا آتی ہو وہ
میں بہت پریشان نظر آ رہی ہے جاؤ شاہناش اسے پریشانی سے بچاؤ وہ غریب سوچ رہی
ہے کہ تم اشعر کے گھر کیا لینے گئی تھیں۔

پریشان ہونے دیجئے آپ کا کیا بگڑتا ہے۔

وہ تمہاری بہن ہے۔

بہن ہو یا ماں۔ کسی پر ظلم کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

ارے جاؤ سال دفعہ ہو جاؤ۔ ہمیں اس پر قفس آ رہا ہے کس طرح بروقت
پورے گھر کو صاف پاک رکھتی ہے جن بابا تیز ہو کر بولے۔

راہو نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور انھ کو ہار نکلی مٹی۔ شادی ڈرائنگ روم
کے صوفے پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی قدموں کی آہٹ پر اس نے چونک کر
آنکھیں کھول دیں۔

کبھی ہو باقی۔

تم اشعر کے گھر کیا لینے گئی تھیں۔

میں آپلی رضیہ اور سلٹی کے گھر گئی تھی اشعر کا گھر کسی گاؤں میں ہے۔

شادیہ زبردستی مسکرائی اور ہونی۔ بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہو اور راہو بیٹھ گئی۔
پھر شادیہ بولی۔

ہاں تو کیا لینے گئی تھیں۔

پہلے بھی انٹر جایا کرتی تھی۔

آج کیا معاملہ تھا۔

سب کی خیریت معلوم کرنے گئی تھی کیونکہ جب سے گوشت نشین ہوئی ہو انہیں
ملنے نہیں گئی تھی سب خوش ہوئے۔

اور اشعر شادیہ تیزی سے بولی۔

او تمہارا ذاتی معاملہ ہے میرا اس سے رشتہ صرف اتنا ہے کہ وہ میرا بونے والا
بیٹوٹی ہے بہر کیف میں سب سے مٹی اور سب مجھے اپنے گھر میں دیکھ کر خوش ہوئے البتہ
ایک بات اشعر میاں سے کہہ آئی ہوں کہ باقی آپ سے بہت پیار کرتی ہیں بہتر ہے کہ
اپنے گھر والوں کو شادی کی تاریخ لینے بھیج دیں عشق کرنے والی جوان لڑکی کو گھر بھائے
رکھتی کوئی ناچھی بات نہیں۔

کیوں کہ اس کرتی ہو تمہیں اپنی بڑی بہن کو تنگ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

اگر بڑا ہونے کے ناطے آپ کو نہیں آتی تو چھوٹی سے کیا امید رکھ سکتی ہیں
بہر کیف اشعر میاں کو اذیت سے بچانے کا ایک ہی راستہ تھا کہ اسے شادی کا کہہ دیتی۔

تم کون ہوتی ہو بڑی بہن کی شادی کی تاریخ دینے والی۔

میں نے تاریخ مقرر نہیں کی اس کی ماں کو بھیجے کے لئے کہا ہے۔ یہ کام
والدین کا ہے انہوں نے کب شادی کرے کب نہیں کرے انہیں سوچنا ہے تمہیں نہیں۔

آپ تو ناراض ہو گئیں۔

تم مجھے پریشان کر رہی ہو اذیت دے رہی ہو۔

اذیت۔۔۔ کبھی اذیت۔ میرا وہاں جانا اشعر سے بات کرنا اگر اذیت ہے تو

جناب اشعر کے ساتھ کیا کرتی رہیں۔

جب اشعر گھر واپس لوٹا تو سنی اسے گھور کر بولی۔
 باجی شازیہ آئی تھیں۔

کیوں... میرا مطلب ہے خیریت ہے۔

مجھے کیا معلوم! مجھے ضرور پوچھا تھا کہ رابعہ کیوں آئی تھی کیا کوئی شرارت تو نہیں کر چکی ہے؟ اس نے کہہ دیا کہ یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو ان کی اماں جان یا ذرا فراموشی ہیں اور صرف کچھ کھائے پئے بغیر واپس لوٹ گئیں۔ اب آپ اصل بات بتائیے کہ رابعہ جی جناب سے کیا بات کر گئی ہیں۔

کوئی خاص بات نہیں صرف اتنا کہا کہ اپنی امی کو ان کے ہاں شادی کی تاریخ لینے سمجھوں۔

اشعر اصل بات بعد کی وجہ سے چھایا گیا۔

تو پھر جائیے آپ کا بڑے زور شور سے انتظار ہو رہا ہے۔

لیکن میں جانا نہیں چاہتا اور شاید کبھی جاؤں گا بھی نہیں۔

اگر ہے اور ہے گیا فرما رہے ہیں آپ۔

کچھ بات تو یہ ہے کہ شازیہ کو میں اپنی بیوی نہیں مانا چاہتا جو کچھ ہوا جلد بازی میں ہوا وہ اس قاطعی نہیں کہ مجھ جیسے شریف انسان کی بیوی کہلا سکے۔ کیا کہہ رہے ہو یہی باتیں تو ہیں آپ وہ ایک شریف خاندان کی شریف لڑکی ہے۔

شاید تمہیں معلوم نہیں کہ وہ مارل نہیں ایک یاگل لڑکی ہے۔

یہاں سلطنتی پریشان ہو گئی۔

۱۱ کسی اور نوجوان سے عشق فرماتی ہیں اور مجھے مجبور کر رہی ہیں کہ میں رابعہ

تہ شادی کر لوں بےب ک: سے معلوم ہے کہ میں دل و جان سے اس کو پسند کرتا ہوں

لیکن وہ مجھے مسلسل بھجور گئے حارثی سے لہذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ شادی رافت بھیج

کر گاؤں چلا جاؤں ادھر راجہ مجبور کر رہا ہے کہ انی اماں جان کو تارخ مقرر کرنے کو

کہیں اور شازہ فرما رہی ہو کہ قربانی کا بکرا بڑا جانور ہے۔ کمال سے مرے اسے کوئی

وہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔

اد کے۔۔۔ آج کے بعد اپنے ذاتی معاملات خود چلائیں۔۔۔ خدا حافظ۔ اتنا کہہ کر دو تیزی سے اٹھ گئی اور باہر نکل گئی۔

کہہ کر وہ بڑی سی اٹھ کھڑی ہوئی۔ شام یہ بڑ بڑائی بھر خود اس نے چادر
بد تیز..... بڑوں سے بات کر پڑ بھول گئی۔ شام یہ بڑ بڑائی بھر خود اس نے چادر
لی اور خود آلی رضیہ کے کمر چلی آئی۔
کیسی ہو سہلی۔

آپ کیسی ہیں باجی۔

سب خیریت اور آتی کیا مگر میں نہیں ہیں۔

بازار گئی ہوئی ہیں۔ آئے اندر بیٹھے ہیں مٹنی شادیہ کو اپنے کمرے میں لے

آئی۔

چائے! ٹھنڈا۔

سچ کچھ نہیں... اور ہاں یہ اشعر میاں کہاں ہیں۔

ای کے ساتھ بازار چلے گئے کیا کوئی کام تھا ان ہے۔ - سلسلے مستقرات۔

رابعہ آئی تھی سو چاکر کوئی شہادت نہ کر سکی جو۔

ہاں رابعہ تو بہت بدل چکی ہے۔ سیرتے پاؤں تک ایک معتبر نظر آتی ہیں وہ کچھ زیادہ سی

ہر سے علم ہے۔ شازہ خود بھی مسکرائی پھر مزید ہولی۔

ابن کو اشعر میاں سے کچھ کام تھا انہیں تو گھر بھیج دینا اور آبی کو میرا سلام

موضوع در دست.

کچھ کھائے بے بغیر جی اگر آپ ملی تمہیں تو مجھے دھ بھٹکا۔

ادھار رہا..... تمام زندگی پڑی ہے میرا ادھار چکاتے رہنا..... اتنا کہہ کر

ادھار رہا سامراج

یہ ابھی اور کمرے سے نکل گیا۔
 کہا معاملہ ہے پہلے رابعہ اور پھر شاز یہ باجی کوئی گز بڑ ہے۔ سلسلی بڑ بڑائی پھر

جہاں ہی نہیں میں انہوں نے ہوا ایک کھلوتا ہو گیا سٹپنی میری شادی سے ہو پسند اور محبت شادی سے کروں اور شادی رابعہ سے کروں کیا یہ انتہائی درجے کا پاک پن نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ تو بہت گزر ہو گئی لیکن یہ سلسلہ سب سے چل رہا ہے۔

تقریباً ایک ماہ سے اور بیچ بات تو یہ ہے کہ میں اپنی مرضی ہو کر یہ سب اس قدر اذیت کا سامنا کرتا ہوں کہ ربابہ میرا تفسیر پریشان ہے کیونکہ کوئی کام رابعہ سے کر ہی نہیں رہا ہو سکتا ہے کہ مجھے ملازمت سے ہواب ہو جائے اور میں بیک ہو کر رہ جاؤں۔

اور آپ بھی مجھے آج بتا رہے ہیں۔ سلی جاتی انداز میں بولی۔

کیا کرتا۔ کچھ مجھ میں نہیں رہا ہے آج تم نے مجھے اتنا ہیبت چا۔

رابعہ کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں۔

وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ سلی نے اس کی مالک ہے لیکن ہے میری۔

کہیں گزر رہا ہے۔ میرا یہ باجی ایک بہت ہی ماضی اور پیاری شخصیت کی مالک لڑکی ہے۔ بہر کیف میں کوشش کرتی ہوں کہ اصل بات کا پتہ لگاؤں اور سب جناب ایک دو دن ماضی میں شادی باجی سے بات کروں گی۔

کیا فائدہ۔ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میں ایک یاگل لڑکی سے شادی کرنا ہی

نہیں چاہتا۔ اشعر میاں مجھے سے کچھ کہتے اور سلی بہت پریشان ہوئی یہ تو سارا نظام ہی غلط تھا کہ رابعہ شادی کی تھی لیکن باجی رابعہ سے اب تو وہ اعانت کی طرف راغب تھی رہی شادی تو اس کی سرافت اور کردار کی قسم کھانی پائنتی تھی اور اوسر اشعر صاحب تھے کہ قابو سے باہر ہو گئے تھے لہذا سلی نے فوری طور پر اپنی والدہ سے رابطہ کیا اور سنگین صورت حال سے انہیں آگاہ کیا۔

یہ تو بہت برا ہوا حاجی انیم ایک نیک خاتون ہیں خدا نکرانے ایک نیکی کو ہر سے بوجھ اترا تھا کہ بھر بچاری پریشان ہو جائے گی۔

یہ تمام گزر ہوا خود شادی نے پیدا کی ہے۔

لیکن یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ شادی اس قدر انتہائی قدم نہیں اٹھا سکتی جبکہ بقول تمہارے کہ رابعہ شادی کے رشتے سے خوش ہے۔ پھر یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔

یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ میرا خیال ہے شادی سے بات کرنا چاہئے۔

نہیک ہے تم کہہ جاؤ اسی وقت جاؤ۔ آپ رضیہ پر تنگ انداز میں بولی۔

اور سلی چادر لے کر رابعہ کے گھر آ گئی۔

میں نے اشعر صاحب کو بھیجنے کے لئے کہا تھا اور آپ خود تشریف لے آئیں۔

شادی یہ سکرانہ بولی۔

بہت گزر رہی ہے اندر چلو بتاتی ہوں۔ سلی شادی کا ہاتھ پکڑ کر ڈرائنگ روم

میں پہنچ گئی۔

کیا بات ہے تم نے تو پریشان کر دیا۔ شادی صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

باجی اشعر آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتا وہ کہتا کہ آپ ایک پاگل لڑکی ہیں

کیونکہ آپ انہیں مسلسل زور دے رہی ہیں کہ رابعہ سے شادی کر لیں۔

تو یہ بات ہے لیکن یہ تو ایک مذاق ہے میں انہیں تنگ کر رہی تھی۔

کیا واقعی۔ سلی کی آنکھیں پھیل گئیں۔

ہوں۔ شادی نے ہنکارا بھرا۔

بڑی گزر رہی ہے باجی۔ اشعر میاں نے بہت زیادہ اثر لیا ہے۔

اسے میرے پاس بھیجو۔ ان کا تمام اثر ختم کر دوں گی۔ ایسے مجھے اپنی غلطی کا

احساس ہوا ہے کہ مجھے انہیں اس قدر تنگ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ شادی صاف گوئی سے بولی۔

میں اشعر میاں سے بات کرتی ہوں اسی جان بھی بہت پریشان ہیں کیونکہ

اشعر میاں نے شادی سے انکار کر دیا ہے۔

اسے بھیجو میں سب ٹھیک کر لوں گی۔

میں نے آپ کا پیغام دیا تھا لیکن وہ بہت غصے میں کہتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا

ہے اس سے ملنے کی۔

اسے بلاؤ کہ شاز یہ تمہیں جان بوجھ کر تنگ کر رہی تھی یا پھر انہیں میرے پاس بھیج دو۔

کمال کر دیا باجی آپ نے۔ ایسے کون کرتا ہے یہ تو آپ نے خواہ مخواہ انہیں دن رات اذیت میں مبتلا کر رکھا تھا۔

سوری سنی مذاق مذاق میں بہت آگے بڑھ گئی۔ شاز یہ بہت زیادہ سنجیدہ ہو گئی۔ میں کوشش کر کے انہیں بھیجتی ہوں اور انہیں سمجھاتی بھی ہوں۔ سنی اچھے ہوئے بولی۔ پھر وہ تاسف بھری نظروں سے شاز یہ کو دیکھنے ہوئے باہر نکل گئی۔ شاز یہ پریشان ہو گئی اس کا مذاق سنگین صورت اختیار کر گیا تھا لیکن اسے امید تھی کہ وہ اشعر کو جینڈل کر لے گی اپنے اس مذاق کی ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لے گی اور پھر وقت گزرتا گیا نہ ہی اشعر آیا اور نہ ہی سنی واپس لوٹی۔ دن ڈھل گیا اور شاز یہ کا دم گھٹا شروع ہو گیا اور بھر رات اتر آئی۔ رات کے کھانے پر شاز یہ نے رابہ کو جانی سنگین نظروں سے دیکھا۔

خیریت ہے باجی آپ ابھی تک ناراض ہیں۔

اشعر مجھ سے ملنا پسند نہیں کرتا تم نے اسے کیا کہا تھا۔

جو کہا تھا آپ کو بتا دیا کہ اپنی ماں جان کو بھیج کر دن ستر کر لیں اور یہ بھی کہا تھا کہ بحیثیت بہنوئی میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں۔

یہ تو کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ مجھے پاگل کر دے اور سننے سے انکار کر دے۔

آپ خود اسے جا کر مل لیں۔

اتنی گری پڑی بھی نہیں۔ شاز یہ ہنستے کیڑے کر بولی۔

محبت میں چھوٹا بڑا نہیں ہوتا۔ اگر وہ ناراض ہیں تو آپ کو انہیں راضی کر لینا

چاہئے۔ کیونکہ غلطی آپ کی ہے۔

شاز یہ کچھ نہیں بولی تھی اور کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں آ گئی تھی کیونکہ رات کو وہ وہیں پر بستر لگا لیتی تھی۔ اور بھر رات گہری ہو گئی لیکن شاز یہ کی آنکھوں میں نیند

کو سوں دور تھی اسے اپنے رویے پر ندامت تھی اشعر اگر آ جاتا تو وہ اس سے معافی مانگ لیتی۔ لیکن راستے اندھے ہو گئے تھے وہ اب آپلی رضیہ کے گھر جانا نہیں چاہتی تھی۔ اشعر اگر اسے ملنا نہیں چاہتا تھا تو یہ بہت برا ہوا تھا وہ انتہائی قدم اٹھا چکا تھا۔ لیکن اس کا فیصلہ یکطرفہ تھا۔ رات بھر جاگ کر اس نے اپنی صحت خراب کر لی تھی۔ صبح دو بجے اٹھ گئی تھی نماز سے فارغ ہو کر اس نے کچن کا رخ کیا چائے تیار کی اور وہیں پیئے بیٹھ گئی۔ حاجی بیگم بھی اٹھ گئی تھیں ان کے شوہر جو سب سے نماز پڑھ کر آچکے تھے ان کے لئے دس نے چائے لی۔ ایک نظربینی پر ڈالی اور گنگ لے باہر نکل گئیں انہیں اس بات کی قطعی خبر نہیں تھی کہ گھر میں کیا گڑ بڑ چل رہی ہے اور اس کی بیٹی رات بھر سوئی نہیں۔ شاز یہ نے دوسرا کپ بھر لیا تھا۔ وہ کچن میں بیٹھی گہری سوچوں میں اترتی ہوئی تھی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر اشعر اس حد تک جا سکتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے۔ تو اندر سے آواز آئی کہ صرف ایک پارٹنر مل لینا چاہئے اور کوشش کر کے اس کا ذہن صاف کر دینا چاہئے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اسے ملا کیسے جائے۔ وہ گر کر سنی کے گھر جانا نہیں چاہتی تھی بینک کا اسے علم نہیں تھا کہ وہ کہاں کام کرتا ہے۔ دوسرا دن بھی ڈھل رہا تھا اور شاز یہ اندر سے ٹوٹتی جا رہی تھی اچانک سنی اس کے گھر داخل ہوئی تھی اور شاز یہ کھل اٹھی تھی وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آ گئی تھی۔

کیا اشعر سے بات ہوئی۔

ای جی جان نے بات کی پھر میں نے بات کی اور اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ شاز یہ آپ سے مذاق کر رہی تھی لہذا بات کو ختم کر دیا جائے۔

مجھے کچھ نہیں صرف اتنا بولے کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے گا۔

او۔۔۔ شاز یہ نے ایک گہرا سانس لیا۔

آپ اس سے خود مل لیں۔

کہاں۔۔۔؟

گھر میں۔۔۔ اس وقت وہ موجود ہیں۔ ویسے میں انہیں بتا کر نہیں آئی۔

چلو میں چلتی ہوں غلطی میری ہے مجھے ہی جانا چاہئے شازیہ نے ہتھیار ڈال دیے اور سلتی کے ساتھ گھر سے نکل آئی۔

وہ سامنے کمرے میں موجود ہیں۔ آپ میرا ذکر مت کیجئے گا۔ اتنا کہ کر سلتی دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور شازیہ بھی ک..... اشعر کے کمرے کی طرف چل پڑی جیسے ہی اندر داخل ہوئی اشعر اسے دیکھ کر چونک پڑا اور شازیہ پھیکے سے انداز سے مسکرا دی۔ اگر اجازت ہو تو آپ کے سامنے صوفے پر بیٹھ جاؤں۔

اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ میں بھی یہاں مہمان ہوں اور آپ بھی مہمان ہیں۔ بھر ہم ایک دوسرے کی اجازت کیوں لیں۔

بہت ناراض ہیں وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔
نہیں میں ناراض نہیں ہوں۔

ناراض ہونا آپ کا حق تھا۔

حق اپنوں پر ہوتا ہے غیروں پر نہیں۔

کیا میں غیر ہوں۔

آپ غیر ہو چکیں۔

معاف کر سکتے ہیں۔

معافی کس بات کی وہ طنز یہ بولا

اپنے مذاق کی اپنی گستاخیوں کی۔

مذاق۔ کیا مذاق۔ آپ اسے مذاق سمجھتی ہیں آپ نے تو یوں لمحہ لمحہ جان لینے کی کوشش کی اور ایک ماہ تک میرے جذبات سے کھیلتی رہیں اور آپ کے نزدیک وہ ایک مذاق تھا۔ میں نے آپ سے کہا کہ مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی میرا صبر و قرار مست چکا ہے اور آپ صرف مسکرا دیں۔ یہ کیسی محبت تھی..... نہیں محترمہ۔ آپ اذیت پسند ہیں اور میں ایک پاگل لڑکی سے جو شادی سے پہلے اس قدر عشق و محبت کر ڈالے شادی کے بعد کیا کچھ نہیں کر ڈالے گی۔ لہذا آپ مجھے معاف کر دیں۔

اور شازیہ نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے وہ منہ سے کچھ نہیں بولی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور اشعر اسے بغور دیکھ رہا تھا اس کا دل چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اور اسے سینے سے لگائے لیکن حکم بہت سخت تھا کہ باتیں سننا۔ بات مت کرنا۔ لیکن وہ باقی کر گیا تھا لہذا مزید آگے نہیں بڑھنا چاہتا تھا اور وہ گھبرا کر پلٹ گیا اور مہرے ہوئے۔ لہجے میں بولا۔

ہلیز آپ جا سکتی ہیں۔

آمران نہیں لوٹنا چاہتی بس معاف کر دو۔

ہلیز آپ جا سکتی ہیں۔ وہ ایک دم چیخ پڑا۔ کیونکہ وہ برداشت کا دامن کھو بیٹھا تھا اور شازیہ اس کے یوں چیخنے سے ایک دم باہر نکل گئی تھی اس کا چہرہ زرد تھا ہونٹ کانپ رہے تھے۔ پاؤں لڑکھڑا رہے تھے محض میں سلتی کھڑی تھی شازیہ اس کی طرف دیکھے بغیر گھر کا مگن عبور کرتے ہوئے دروازے سے نکل گئی۔ سلتی نے اس کی حالت دیکھی تھی وہ لرز کر رہ گئی تھی اس نے اشعر میاں کی آواز بھی سنی تھی جس نے اسے جانے کو کہا تھا۔ وہ تیزی سے اشعر کے کمرے میں آئی تھی جو دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے کھڑا تھا۔

اشعر..... سلتی نے اسے آواز دی۔

وہ مرگئی کہ زندہ ہے۔

مر جائے گی۔ سلتی کے ہونٹ لرزے۔

رابعہ..... اشعر پوری قوت سے چیخا جیسے اس نے رابعہ کو آواز دی ہو۔

کیوں چیخ رہے ہو صبر کرو جس اذیت سے تم نے پورا ماہ گزارا ہے اس کا تصور کرو۔ اشعر کے کانوں میں رابعہ کی آواز ابھری۔

مر جائے گی وہ..... اشعر رو پڑا۔

اذیت دینا کیا ہوتا ہے اس کا احساس اب اسے ہو گا بس چند روز اور..... میں اسے سنبھال لوں گی کچھ نہیں ہو گا اسے میرا وعدہ رہا باطل ہو جاؤ۔

اور اشعر بے دم سا ہو کر صوفے پر گر گیا سلتی اس کی حالت دیکھ کر خود لرز گئی

اور بولی۔

آپ نے کیوں اسے اس قدر بے دردی سے گھر سے نکل جانے کا کہا۔
اور اشعر ایک دم جیسے ہوش میں آگیا اس نے سلتی کو گھور کر دیکھا اور بولا۔
وہ میرے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔ معافی مانگ رہی تھی اس کی آنکھوں
میں آنسو ستارے بن کر چمک رہے تھے اور میں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ وہ ہلک کر پلا۔
مجھے اسے معاف کر دینا چاہئے تھا لیکن نبھانے کیوں اسے احتکار دیا شاید اس
لئے کہ پورا مہینہ اذیت میں مبتلا رہا ہوں اور میرے اندر ہر بھر گیا ہے اور شاید یہ نفرت
ہے اشعر بے بسی سے بات کو بدل گیا اور سلتی اسے گھور کر بولی۔

وہ اپنے پیار کو آزمانے کے لئے ایک مذاق کر گئی کہ اسے اپنی غلطی کا
احساس ہو گیا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن آپ نے اسے کیا کیا ایک مرد ہو کر ایک
پیار کرنے والی کے دل کو توڑ دیا۔ آپ وادب القتل ہیں اشعر میاں۔ میں خود آپ کو
معاف نہیں کروں گی۔

پلیز سلتی تم نہیں جانتی کہ اصل مسئلہ کیا ہے یہ سیری غلطی تھی میں کچھ کروں گا
اس سے معافی مانگ لوں گا۔

دل ٹوٹنے کی آواز میں نے سنی ہے اشعر میاں ایک عورت دوسری عورت کا
درد سمجھ سکتی ہے میں نے جس حالت میں شازیہ باجی کو جاتے دیکھا ہے شاید وہ گھر
جاتے ہی مر جائے۔

نہیں..... اور اشعر پوری قوت سے چیخ اٹھا تھا اور سلتی اسے تندہ تیز
نظروں سے گھورے جاری تھی جیسے قابل نفرت انسان ہو وہ کیونکہ وہ خود ایک لڑکی تھی
ایک ہونے والی عورت تھی اور عورت کے جذبات کو بہتر طور پر سمجھتی تھی۔

... ○ ...

اور ایک دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور اس دل کے ٹوٹنے کی صدا صرف
وہ انسانوں نے سنی تھی اشعر میاں اور سلتی لیکن جن بابا اور رابعہ بھی باخبر تھے اور آسان پر
خدا..... کیونکہ محبت خدا کا تہہ ہے۔ محبت میں پاکیزگی کا پرتو ملتا ہے یہ ایک ایسا جذبہ
ہے جسے خدا پسند کرتا ہے۔ شازیہ جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور بے جان ہو
کر صوفے پر گر گئی اور بھر جیت لیٹ گئی۔ وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے محبت کو دیکھے جا
رہی تھی اس کے وجود میں جان نہیں تھی وہ کچھ ایسے لڑکی تھی کہ جیسے اندر سے ریزہ ریزہ
ہو گئی ہو پتھرایا ہوا جسم ہے جان بے حس جیسے مرنے پر ایک لاش پڑی ہو۔ حاجرا بیگم
اسے آواز دیتی ہوئی کسی کام کے سلسلے میں ادھر آ نکلی تھی تب اس نے بنی کو صوفے پر
جیت لینے دیکھا۔

شازیہ بنی۔

اور شازیہ نے جب ماں کی طرف دیکھا تو حاجرا بیگم گھبرا کر ایک قدم پیچھے
ہٹ گئیں۔

سب..... بنی کیا ہوا۔

مجھے تنہا چھوڑ دو ماں۔

ہوا کیا ہے بنی کس سیری جان لوگی اپنا چہرہ دیکھو کس قدر زرد ہو رہا ہے۔

ماں میں ٹر گئی تھی بہت نیچے گر گئی تھی۔

کہاں گر گئی تھیں کیا کہہ رہی ہو۔

میں اپنی نظروں میں گر گئی ہوں ماں۔ جاؤ ماں اس وقت مجھے تنہا چھوڑ دے۔

میں اس وقت ان سانسوں کا شمار کرنا چاہتی ہوں جو میرے سینے سے ابھر رہی ہیں۔
پتہ نہیں بنی تم نے کون سے دکھ پال لئے ہیں کئی طوفانوں سے کھیل رہی ہو
ماں تو اولاد کی دوست ہوتی ہے کچھ مجھے بتاؤ۔ کچھ ماں سے کہو۔

کچھ بچا ہی نہیں ماں کیا کیوں کیا سناؤں۔ اتنا کہہ کر شاید نے آنکھیں بند
کر لیں۔ کس قدر کرب تھا اس کی آواز میں کتنا دکھ تھا اس کے لہجے میں آنکھیں ابھری
ویران جیسے ریگستان پھیلا ہوا ہوا اس کے اندر۔ اور عاجز انیکم ایک ماں تھی۔ ماں جو
اولاد کے لئے چیز کا ایک گھنا سا یہ ہوتی ہے بنی کو اس حال میں دیکھ کر خوب انہی تھی۔ وہ
وہیں اس کے سر ہانے بیٹھ گئی تھی اور اس کے بالوں میں انگلیوں سے شانہ کرنے لگی تھی۔
دھیرے دھیرے آہستہ آہستہ جیسے بنی کو سلا دینا چاہتی ہو۔ وہ کافی دیر تک ایسے ہی بیٹھی
شاز یہ کے بالوں میں ہاتھ پھرتی رہی پھر اٹھ کر باہر نکل گئی اور تب شاز یہ سبک بڑی
اور اسی لمحے راجہ اندر داخل ہوئی تھی۔

باجی یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہو۔

اور شاز یہ ایک جھٹکے سے اٹھ گئی تھی۔

کیا بات ہے بے وقت ایٹ نکلیں آپ طبعیت تو خفک ہے۔

کچھ نہیں تمکھن اور حرارت محسوس کر رہی تھی ٹیبلٹ لوں گی تو ٹھیک ہو جائی گی۔

شاز یہ اپنی دلی کیفیت پمپا گئی۔ وہ اپنی مزین شلست پر کمر اور ٹیکس پڑنا چاہتی

تھی۔

ماں سے کہتی ہوں کہ آپ کو ایک کپ چائے تیار کر دے۔

سنو راجہ۔ مجھے چائے کی ضرورت نہیں۔

تو پھر میرے سہارے کی ضرورت ہو گا۔

تہہارے سہارے کی لیکن کیوں اکیلا نہیں کسی لحاظ سے کمزور نظر آ رہی

ہوں۔

آپ پریشان نظر آ رہی ہیں۔

انسان کے وجود کے اندر سپنوں کا ایک کل ہوتا ہے اس کل کو کسی نے بار بار
سے اڑا دیا۔

کس نے اڑا دیا۔

اپنے ہی تھے۔ جو مجھے بہت پیارے تھے۔ اپنی جان سے بھی پیارے۔

دھوکہ کھا گئیں آپ باجی۔ کچھ بھی تو نہیں ہوا۔ سینے تو اپنے اپنے ہوتے ہیں

نہ تو آپ کے سپنوں کو کچھ ہوا اور نہ ہی آپ کے سپنوں کے کل کو۔ میں ہوں۔

جب انسان سہارا تلاش کرتا ہے تو اپنے وجود کے اندر سرچکا ہوتا ہے اسے سہارے کی
نہیں افق کی ضرورت ہوتی ہے۔

آپ بات کو غلط رنگ دے سکتیں۔

مر جی ہوں۔ اور تو نے مارا ہے مجھے۔

نہیں باجی۔ آپ پھر غلط ہیں۔ آپ پہلے بھی غلط جارہی تھیں اب پھر غلط

راستے کا انتخاب کر رہی ہیں میں کہہ رہی ہوں کہ کچھ نہیں ہوا۔

آپ اپنی منزل کے بہت قریب ہیں اور۔

اور کچھ نہیں راجہ۔۔۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو مجھے خیرات میں جنت بھی

منظور نہیں۔ میرا جینے کا اپنا انداز ہے۔ میں نے اپنی بے وقوفی سے اپنا آپ گنوا دیا میں

نے اپنی تلخ سے اس قدر نیچے اتر کر محبت کی بھیک مانگی ہے کہ خود اپنے وجود کے ٹکڑے

اڑتے نظر آ رہے ہیں۔ مجھے اپنے آپ سے ہی نفرت ہو گئی کہ کیا میں اس قدر گھنیا

اور بیچ ہو سکتی ہوں کہ اپنی اللہ کی خاطر گھنٹوں کے مل زمین پر گر جاؤں۔ ادبہ۔۔۔ ایسا

ہونا نہیں چاہئے تھا۔ جو ہو گیا۔

بلجیز باجی آپ غلط فیصلہ کر رہی ہیں آپ کے سوچنے کا انداز ہی غلط ہے۔

راجہ گھبرا کر بولی۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کو سمجھ گئی تھی۔

اچھا کیا ہے اور غلط کیا ہے وقت بتا دے گا۔ کیونکہ آنے والے وقت کی چاپ

میں سن رہی ہوں۔ تم نہیں۔

میں آپ سے بھربات کر دوں گی آپ ایک ہی رخ پر سوئے اور بے جا رہی ہیں۔

راوند اسف بھری نظروں سے شمار یہ کو دیکھتے ہوئے باہر نکل گئی وہ سیدھی اپنے کمرے میں آئی تھی۔

بیر و مرشد کہاں ہو۔ راوند ہلکے پڑی تھی۔

سب سن چکے ہیں۔ ایک آواز ابھری۔

ساٹنے آئے۔۔۔ راوند کی آواز ابھرائی ہوئی تھی اور جن پیا صوفے پر آ بیٹھے۔

یہ کیا ہو گیا بیر و مرشد۔

تھیں منع کیا تھا کہ دونوں کے درمیان صحت آؤ انہیں ایک دوسرے سے کھینچنے دو اور تم نے دخل اندازی کر ڈالی اور سب سنیات اس کر ڈالنا۔ کیا تم اندھی ہو کہ تیری بھین نے اپنی غلطی کا اعتراف یوں کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ اس سے براہ کر اور کیا ذلیل کرتی۔ لیکن ہوا وہی جو تم نے چاہا۔ دھتکار دی گئی اور۔۔۔

وہ غریب اپنی محبت کی اس قدر تہلیل دیکھ کر اپنے وجود کے اندر نوٹ گئی نفرت ہو گئی ہے اسے اپنے آپ سے اور اس انسان سے جس نے اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو دھتکار دیا۔ اگر تم اشعر کو منع نہ کرتی تو وہ اسے سینے سے لگا لیتا۔ بیر و مرشد اب کیا ہو گا۔

وقت بتائے گا۔۔۔ اب اپنی نادانی کی وجہ سے دکائی آگ کا نشانہ دیکھو۔ کیونکہ جذبات اور احساسات اس وقت شعلوں کی لپیٹ میں ہیں اور ہر سو دھواں بھر گیا ہے اور ہم کو خود اس دھواں کے اندر سمجھ نظر نہیں آ رہا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

جو تھیں نظر آ رہا ہے لوگوں کے بھید خدا جانتا ہے۔

تو آپ کس مرض کی دوا ہیں راوند بھر گئی۔

الو کی بٹھی سالی تھیں منع کر رہے تھے۔ کر رہے تھے یا نہیں بولا۔ لیکن تم اپنی

نفرت کے عین مطابق حرکت کر گئیں تھیں کہنے رہے کہ اپنے کام سے کام رکھو۔ تمہاری منزل قریب ہے تمہارا عمل ختم ہونے والا ہے صرف اپنے عمل کی طرف دھیان دو لیکن تم نے اپنے ساتھ ہمارا بھی سنیات اس کر دیا۔ تم نے اپنی نادانی میں دو دل توڑ ڈالے اپنی بے وقوفی سے چاروں اطراف آگ لگا دی اب خود بجھتو۔

نہیں۔ بیر و مرشد یہ نہیں ہو سکتا میں اشعر میاں سے کہوں گی کہ میری باجی سے معافی مانگ لے اس کے سامنے ہاتھ جوڑا دیئے ہی جیسے میری باجی نے جوڑے تھے اگر وہ معاف نہ کرے تو اس کے پاؤں پکڑ لو گڑ گڑا کر معافی مانگو اور اس وقت تک مانگتے رہو جب تک وہ تمہیں معاف نہ کر دے۔

یہ بھی کر دیکھو۔۔۔ جن بابا اسے گھور کر بولے۔

کیا۔ مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

وہ شعلہ جو تیری باجی کے وجود کے اندر روشن تھا وہ تو بجھ گیا اور ابھی ہوئی چیز ابھی جلا نہیں کرتی۔

آپ مجھے فخرزدہ کر رہے ہیں۔

کسی بھی عمل کا رد نہیں ہوتا ہے اور وہ تیرے سامنے ہے۔

مجھے معاف کر دیجئے۔ پلیز کچھ کریں۔

جو کرتا ہے وہ دونوں خود کریں گے کیونکہ گم نہ تو اب تیرے ہاتھ میں ہے اور

نہ ہمارے ہاتھ میں وقت کا انتظار کرو خدا بہتر کر دے گا۔

او۔۔۔ راوند کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

اشعر میاں کے پاس جا رہی ہو۔

ہاں مجھے کوشش کرنا چاہئے ورنہ میرا ہادم گھٹنا شروع ہو جائے گا۔ اتنا کہہ کر

وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

وہ آنکھوں اور طرفان کی مانند آبی رضیہ کے گھر میں داخل ہوئی تھی۔ سلمیٰ نے

اسے پرستش نظروں سے دیکھا اور اس کمرے کی طرف اشارہ کر دیا جہاں اشعر میاں

موجود تھے۔

آپ۔؟ اشعر جو پریشان زرد چہرے لئے بیٹھا تھا رابعہ کو سامنے دیکھ کر کھڑا ہو گیا باجی اندر سے ٹوٹ کر کھڑکی سے ان کے لئے بس اتنی سزا کافی تھی جائے اور انہیں سمیٹ لیجئے ورنہ وہ مر جائے گی۔

کس منہ سے پاؤں گا۔ اور کیا کہوں گا۔ کہنے کے لئے کچھ نہیں میرے پاس اب میرے خدا وہ ہاتھ جوڑتے کھڑکی تھی اور میں نے اسے دھتکار دیا میں سر کیوں نہ گیا۔ جو ہوا بھول جائے صرف یہ سوچنے کو اپنی محبت کو آپ نے کیسے بچاتا ہے۔ میں ان کا سامنا نہیں کر سکتا۔

پلیز جانئے۔ اسے آپ کا انتظار ہے۔

اب اسے میرا انتظار نہیں رہا اشعر رو پڑا۔

میرے لئے۔ کچھ کیجئے ورنہ اپنی باجی کے لئے جان دے دوں گی میرا ہنام گھٹ رہا ہے پلیز اشعر میاں اشعر اور میری باجی کو بچا لیجئے میں تو اسے تھوڑا سا سستی دینا چاہتی تھی لیکن کھیل ہی بگڑ گیا انھیں اور سمیٹ لیجئے اسے میرے لئے نہیں تو اپنے لئے بچا لیجئے۔

اور اشعر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور کہہ کر بولا۔

آہ یہ کیسی آگ تھی جو ایک لمحے کی خاطر زندگی لے گئی۔

کیا دل والوں کو کبھی یوں بر باد کرتے ہیں۔

وہ باہر نکل گیا اس کی اپنی حالت دیدنی تھی اور رابعہ وہیں بیٹھ گئی کیونکہ سلسلی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔

یہ سب کیا ہے۔ سسلی بولی۔

میری نادانیوں کا رد عمل۔ جو بہت برا ہوا۔

ایسے کیوں ہوا۔ سسلی کا لہجہ تلخ تھا جس پر رابعہ نے چونک کر اس کی طرف

دیکھا اور ایک گہری سانس لے کر بولی۔

باجی اسے نبھانے کیوں تنگ کر رہی تھیں اشعر میاں پریشان تھے میں نے اس کھیل کو ختم کرنے کے لئے اشعر میاں کو کہہ دیا کہ آپ باجی سے شدید رد عمل ظاہر کریں اور پھر سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا۔

اپنی باجی کو سنبھلو۔

میں نہیں سنبھل پارہی اس کے وجود کے اندر سناٹا بھر گیا ہے آہ یہ میں نے کیا کیا۔ اتنا کہہ کر وہ انھی اور زکھڑاتے قدموں سے باہر نکل گئی۔

دوسری طرف عاجزا بیگم نے اشعر کو ذرا تنگ روم کی طرف بھیج دیا اور خود کلاچیتے وجود کو لئے باہر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئیں۔

ٹٹاڑیہ سامنے صوفے پر موجود تھی اور اشعر اس کے سامنے گھنٹوں کے بل بیٹھا دونوں ہاتھ جوڑے کہہ رہا تھا۔

معاف کر دو۔۔۔ تیرا گنہگار ہوں۔ تم نے تو پورا ایک ماہ مجھے اس اذیت سے دو چار رکھا اور میں نے تو صرف ایک لمحے کے لئے تجھ سے اپنے سے دور کیا مجھے کیا معلوم تھا کہ تم مجھے اس قدر چاہتی ہو۔ معاف کر دو۔۔۔ میں تمام زندگی تیرے پاؤں میں بیٹھا رہوں گا۔

اور شاہ یہ پلک بھٹکائے بغیر اسے دیکھے جا رہی تھی۔

معاف کر دو میں تیرا گنہگار ہوں۔

اور تب شاہ یہ گے ہونٹ لرزے۔

کچھ اندر سے۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر مزید کہنا شروع کیا۔

ہاں یہاں سے کچھ ٹوٹ گیا ہے بڑے زور کا دھماکا ہوا تھا جیسے دل سے خون ٹپک پڑا ہو۔

م۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ اشعر نے چیخ کر اپنا سر فرش پر دے مارا اور اس کی پیشانی پھٹ گئی اس کا چہرہ لہو لہاں ہو گیا اور وہ ہاتھ جوڑے کہہ رہا تھا۔

خدا کے لئے معاف کر دو رہ جان دے دوں گا۔

اوپر اٹھو۔۔۔ تم کیوں جان دے گے۔ تمہارا کیا قصور۔ دل تو میں نے تمہارا
توڑا ہے پورا ماہ تمہیں اذیت دیتی رہی اور یہ سمجھتی رہی کہ کچھ نہیں ہوگا بلکہ محبت بڑھے گی
کس قدر نادان تھی میں۔ تم مجھے معاف کرو۔

ارے جاننا۔ تیرا تو کوئی جرم بھی نہیں بتاتا بڑا جرم میں نے کیا ہے۔ تم مجھے

معاف کر دو۔

ادھر قریب آؤ۔ دیکھو بیٹاشانی ت کیسے خون دہلی رہا ہے۔ لاؤ میں معاف کر دوں۔

اور پھر شازیہ نے اپنا سیٹ چہرے کے دوران اپنا دہ پٹہ پھاڑا اور اشعر کے
زخم پر کس کر باندھ دیا۔

جاؤ کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔

پہلے معاف کر دو۔

معاف کیا۔ وہ سیٹ چہرے کے دو سین بولی اور اشعر نے اس کے ہاتھ
پکڑنے چاہے لیکن اس نے اپنے ہاتھ کھینچ لئے اور وہ خون آلود چہرہ لئے روئے ہوئے
باہر نکل گیا۔ راہبہ اور حاجرہ بیگم باہر کھڑی تھیں۔

تم جاؤ میں باجی کو سنبھال لیتی ہوں۔ راہبہ اتنا کہہ کر اندر داخل ہو گئی اور
جاتے ہی شازیہ کے پاؤں میں بیٹھ گئی۔

مجھے بھی معاف کر دو۔ تو تو میری ماں ہے۔ اتنا کہہ کر راہبہ رو پڑی۔

تم نے تو جان ہی لے لی راہبہ۔ سارا خلیل ہی بگاڑ دیا۔ شازیہ اس کے بالوں
میں ہاتھ بھیرتے ہوئے بولی۔

معاف کر دو باجی۔ پلیز۔

اٹھو۔ تم تو اللہ والی ہو۔ چوٹیں کھینے اپنے رب کو یاد کرتی رہتی ہو مگر قریب
دوسروں کو فیصل پہنچانے والی ہو جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ میرے دل میں تیرے
لئے صرف محبت ہے۔

بج باجی۔۔۔ تو کس قدر عظیم ہے۔ وہ اس کے سینے سے لگ گئی اور زار و قطار رو پڑی۔
ہنگی۔۔۔ جاؤ فعدہ ہو جا۔۔۔ بے وقوف کہیں کی۔۔۔ شازیہ نے پیار سے اسے
ذانت لپٹا لیا۔۔۔ اور راہبہ نے ہوئے باہر نکل گئی اور شازیہ نے صوفہ سے ٹک کر آنکھیں
بند کر لیں۔

.....○.....

یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

آپ کو اتنی بڑی رقم سیف میں رکھنا ہی نہیں چاہئے تھی۔

غلطی بھی تو انسان ہی کرتے ہیں رانا صاحب۔ بہر کیف آپ اپنا کام کریں دور میں اپنا کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر جیرو اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پولیس والے اپنا کام کر رہے تھے دروازے سے لے کر سیف تک ٹنگر پرنس لئے جا رہے تھے اور یہ کام آدھے گھنٹے میں مکمل ہو گیا۔ رانا حفیظ جیرو کے پاس آکر بیٹھ گیا اور بولا ٹنگر پرنس حاصل کر لئے گئے ہیں اور جو مایہ ناز قسم کے تالے توڑنے والے ہیں ان کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے دیکھتے ہیں کس نے کن آدمیوں سے کام لیا۔

جیرو مسکرایا اور ایس پی رانا حفیظ سے ہاتھ ملا دیا اور پولیس نیم وائس لوٹ گئی۔

شریف الدین۔ جیرو نے اپنے خاص آدمی کو آواز دی۔

ایس وادار۔ شریف الدین سامنے آگیا۔

دوسکھورنی گاڑ رات کو یہاں ہوتے ہیں وہ کہاں ہیں۔

معلوم نہیں۔ میں نے آدمی بھیجا ہے معلوم کرنے کے لئے وہ دونوں کے گھر جائے گا۔

فحیک۔ ہے تم جیڑ جیسے ہی تمہارا آدمی آئے رپورٹ کرو۔

جی بہت بہتر دادا۔ شریف الدین چلا گیا۔ پھر کچھ دیر بعد وائس لوٹ آیا۔

جناب دونوں ہسپتال میں ہیں۔

کون سے ہسپتال میں۔

جناب ہسپتال میں دونوں کے سر پھنے ہوئے ہیں اور کافی گہری چوٹ آئی ہے۔

جادو۔ معلوم کرو کہ ان کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا۔

جی بہتر دادا۔ اتنا کہہ کر شریف الدین چلا گیا۔ تب بڑے سکون سے جیرو

تجوری کا تالہ رات کسی پہر نوتا تھا اور ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ہی نہ لونا تھا بلکہ جیرو کا اپنا ذاتی دو لاکھ روپیہ بھی تجوری توڑنے والے نے گئے۔ سب صبح آڑھت پر شریف الدین آیا تو باہر گیٹ کے دونوں تالے توڑنے ہوئے تھے اور گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ بھاگ کر اندر سیف کے پاس پہنچا جس کا دروازہ نوتا ہوا تھا اور دونوں پتے کھلے ہوئے تھے اور پھر اندر تجوری کا تالہ کیسے ثابت رہتا۔ جیرو کو اطلاع دی گئی جیرو نے خود موقع واردات کو دیکھا اور مسکرایا اس نے ایس پی رانا حفیظ کو ڈاکے کی فون پر اطلاع دی اور میں منٹ بعد وہ پوری پولیس فورس کے ساتھ جیرو کی آڑھت پر موجود تھا۔

کتنی رقم تھی۔ رانا حفیظ بولا۔

ایک کروڑ باون لاکھ روپیہ۔

اس قدر کثیر رقم اور وہ بھی سیف کے اندر کیا کہہ رہے ہیں آپ جیرو

صاحب۔

ایک کروڑ پچاس لاکھ۔ جادو حیدر نے کسی کام کے سلسلے میں وہاں کی تھی اور دو لاکھ

ذاتی رقم تھی۔

کس پر شک ہے۔

آپ تفتیش کریں۔ جیرو مسکرایا۔

آپ کی مسکراہٹ بہت گہری ہے جیسے آپ کو یقین ہو کہ چور کون ہے۔

آپ اپنا کام کریں۔ جیرو بھر مسکرایا۔

کیا یہ رقم آپ کو واپس مل جائے گی۔

اٹھا اس نے فون کو اپنی طرف سرکایا اور ڈوگر کے نمبر ملائے۔

میں ہوں جیرو۔ میری آڑھت کا سیف تو زکیر جادو حیدر والی رقم کے ساتھ میرا ذاتی دو لاکھ روپیہ ڈاکو لے گئے۔

ڈاکو لے گئے۔ ٹھہرو ہم خواہ آ رہے ہیں۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو کر دیا گیا جیرو کے ہونٹوں پر زہر فندہ دوڑ گیا پھر چند منٹ بعد ہی نواز ڈوگر اپنی گاڑی میں دو آدمیوں کے ساتھ آ گیا۔ اندر ڈوگر اکیلا ہی آیا تھا۔

اب بتاؤ کیا ہوا۔

آپ کو بتا چکا۔ میرے دونوں سیکورٹی گارڈ جناح ہسپتال میں ہیں ان کے سر پھنے ہوئے ہیں میرا آدمی گیا ہے رپورٹ لے آئے گا رانا حفیظ آیا تھا اپنی تفتیش مکمل کر کے چلا گیا۔

کس پر شک ہے۔

میں نے پولیس کو کچھ نہیں بتایا۔

جادو حیدر سے بات کی۔

صبح اخبار میں پڑھ لے گا۔

یہ تو بہت برا ہوا۔ اب اتنی بڑی رقم اسے کیسے لوٹاؤ گے۔

کون سی رقم۔

جسے ڈاکو لے گئے ہیں۔

ڈاکوؤں کو کب معلوم تھا کہ اتنی بڑی رقم میرے سیف میں موجود ہے۔

پھر کسے معلوم تھا۔

صرف تین آدمیوں کو معلوم تھا کہ اتنی بڑی رقم کہاں ہو سکتی ہے کیونکہ یہ رقم میں نے اپنے اکاؤنٹ میں جمع نہیں کروائی تھی۔ اور بینک سے اپنے تعلقات پر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ میرے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ہے یا نہیں۔

پھر ڈوگر کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولا۔

اور وہ تین آدمی جن کو پتہ تھا کہ میرے پاس اتنی بڑی رقم ہے خود جادو حیدر۔

جناب نواز ڈوگر اور تیسرا آدمی میں خود تھا۔

مجھ پر شک کر رہے ہو۔

صرف ایک بات کہی ہے آپ پر شک کیوں کرنے لگا۔

بات تمہاری معقول ہے اگر مجھے اور اپنے آپ کو باہر نکال دو تو باقی بچا۔

جادو حیدر کیوں ٹھیک ہے نا۔

درست فرمایا آپ نے۔

اب کیا کرنا چاہتے ہو۔

یہ تو اس پر منحصر ہے کہ وہ کون سا قدم اٹھاتا ہے۔

نہم کیا چاہتے ہو۔

کچھ نہیں۔ میں تو ماننے والے کو دیکھتا ہوں کہ وہ کون سی حرکت بینستا

ہے۔

سنو جیرو کبھی سوچنا مت کہ ہم کوئی اور بھی حرکت کر سکتے ہیں۔

اور جیرو مسترا دیا۔ اس کی مسکراہٹ بہت خطرناک تھی۔ نواز ڈوگر اسے بغور

دیکھتے ہوئے کیس سے باہر نکلی گیا۔ تب جیرو ابجھا تھا اور مسکراتے لبوں کے ساتھ اپنے

محبوب کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا بہت معقول بہانہ تھا اس کے پاس تب ہی تو وہ

دھیرے سے مسکرا دیا تھا پیدل ہی وہ بازار عبور کرتے ہوئے اس گلی تک آ پہنچا جو محبوب

کی گلی تھی۔ وہ سر جھکانے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دروازے تک آیا۔

دنگ پر مارا انیگم دروازے تک آئی۔

اجازت ہو تو اندر آ جاؤں۔

آؤ بیٹے اندر آ جاؤ

ماں انہیں آنے دو۔ یہ گھر ان کا اپنا ہے۔ کمرے کے دروازے پر کھڑی

راہجہ بولی۔ اور جیرو مسکرا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تشریف لائے۔ وہ مسکرا کر جبر کو اندر لے آئی۔

بندے دی پتر بنی۔۔۔ بھانجھیں مت پھار۔ جن بابا نے رابعہ کے کان میں سرگوشی کی۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔

جی کیا فرمایا۔ جبر دھوٹے پر بیٹھے بیٹھے دک گیا۔

آپ سے کچھ نہیں کہا سرکار آپ تشریف رکھیں۔

اور جبر دھوٹے گیا۔

فرمائیے کیسے آتا ہوں۔

رات ڈاک پڑ گیا اور وہ راتم اور خود میرا دل لاکھ روپیہ سب منگایا کر گئے۔

روپیہ کہاں تھا۔

آڑھت کے سیف میں اور سیف کے اندر ایک تجوری تھی۔

کس سالے نے آپ کو۔۔۔ رابعہ نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور

جبر وحیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

میرا مطلب تھا کہ کس عقل کے اندر ہے نے آپ کو کہا تھا کہ اتنی بڑی رقم بینک

کی بجائے سیف کی تجوری میں رکھیں۔

وہ عقل کا اندھا میں تھا۔ جبر مسکرایا۔

تو اس میں یوں مسکرانے کی کیا ضرورت ہے۔

فرمائیے میں نے کیا کرنا ہے۔

مجھے کیا معلوم کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔

میرا مطلب ہے کہ روپیہ اڑانے والے کون ہو سکتے ہیں۔

رابعہ جواب دینے کی بجائے است دیکھے جارہی تھی۔

بندے دی پتر بنی سالی حرام خور۔۔۔ جن بابا نے اسے ڈانٹا۔

گالی کیوں دیتے ہو۔ رابعہ تیزی سے بولی۔

جی میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی جبر دھوٹا کر کھڑا ہو گیا۔

ارے یار تم سے نہیں۔ ہپ۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے بیٹھے۔ میں انے جبر دمرشد

سے مخاطب تھی۔

اور جبر و پریشان ہو کر بیٹھ گیا۔

دراصل بات یہ ہے کہ میں اپنے جبر دمرشد سے بھی بات کرتی ہوں اور آپ

سے بھی مخاطب ہوتی ہوں اس لئے آپ پریشان نہ ہوں رابعہ اتنا کہہ کر سکرائی مسکراتا

کیا ضروری تھا۔ جن بابا غرائے۔

ہل گیا سانا۔۔۔۔۔ رابعہ بڑبڑائی۔

جی۔۔۔۔۔ جبر دھوٹے بڑا گیا۔

یار تجھے کیا تکلیف ہے جب میں تم سے مخاطب نہیں تو کیوں بیچ میں کود پڑتے

ہو۔ رابعہ جھنجھلا کر بولی۔ اور جبر دمرشد سر ہلا کر رہ گیا اور تب رابعہ نے آنکھیں بند کر

لیں۔ اور اس کی فنگلی تسبیح پر چلنا شروع ہو گئی۔

مسٹر جبر دمرشد صاحب۔۔۔ ایک مردانہ آواز کمرے میں گونگی اور جبر د نے گھبرا کر

چاروں طرف دیکھا۔

ہم تمہیں نظر نہیں آئیں گے چند سوالوں کا جواب دو۔

جی فرمائیے۔۔۔۔۔ جبر د بڑے ادب سے بولا۔

تم ایک بہت بہادر مرد ہو کر اس بد ذوق لڑکی پر کیوں انک گئے تم نے اس کی

لینک کو دیکھی۔ سالا۔ یار جیسے الفاظ استعمال کرتی ہے حالانکہ یہ بڑی لکھی ہے لیکن

نہایت پھندے باز قسم کی لڑکی ہے۔

شاید یہی باتیں مجھے پسند ہوں۔ جبر د مسکرایا۔

سالے تم جی بے وقوف ہو۔

جی۔۔۔۔۔ جبر د حیران رہ گیا۔

یہ میری زبان کا ستیا ناس اسی لوغہ یا نے کیا ہے۔ بہر کیف وہ چار تھے اور

انہوڑی نے چہرے چھپا رکھے تھے۔
کس کے آری تھے نواز ڈوگر یا سجاد حیدر کے کیونکہ غلاتے میں تیرا کوئی ہے
نہیں جو اس قدر جرات کرتا۔

یہ شاید اتنی جلدی پتہ نہ چلا سکیں الٹہ رقم کا بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے۔
جی فرمائیے شاید میں اندازہ کر لوں کہ اس انسان کا تعلق کس سے ہے۔
بشیر افراذیا نام ہے اس کا۔ اور وہ تیرے ملائے کا نہیں اس کے گھر میں یہ رقم
موجود ہے اس کے بیڈروم کی الماری میں۔

بشیر افراذیا جیرو بڑ بڑایا پھر ایک دم چونک پڑا اور بولا۔
شکریہ اے نیک بزرگ۔

اے میرا شکریہ ادا کرو راہبہ جواب تک خاموش تھی۔ شرارت آمیز نظروں
سے جیرو کو دیکھ کر بولی۔

آپ کا بھی شکریہ۔

گود میں بیٹھ جاؤ اس کے سامنے۔

جب ڈولی میں بیٹھ کر جاؤں گی تب بیٹھ جاؤں گی۔

جی جیرو بولا۔

چپ راہبہ نے انگلی ہونٹوں پر رکھ لی اور جیرو مسکرا پڑا۔

اسے جانے کی اجازت دے دو۔

جی بھر کر دیکھ تو لینے دو۔ راہبہ بڑبڑائی اور جیرو اٹھ گیا وہ سمجھ گیا کہ جیرو سر پر

میں بات چیت چل رہی ہے۔

آپ کو جانے کا کس نے کہا۔

میرا خیال ہے مجھے اب چلے ہی جانا چاہئے۔ جیرو مسکرایا۔

تم سائے مرد ہوتے ہی ایسے ہو جیسے ہی مطلب نکلا دیسے ہی کھسکے۔

معافی چاہتا ہوں شاید مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جیرو پریشان ہو کر بولا۔

بس جاؤ دل نہ جلاؤ ہاں ڈولی جلدی لے کر آ جانا۔

اپنے پیرو مرشد کو جہیز میں لاؤں گی۔

معافی چاہتا ہوں۔

پہلے دل جلاتے ہو پھر معافی مانگتے ہو اچھی ادا ہے۔

اور اجازت ہے۔ جیرو مسکرایا۔

جاؤ مگر نہیں سنو ہونہ۔ جاؤ پیرو مرشد ناراض ہوں گے۔

وہ ناراض بھی ہوتے ہیں۔

شرارتیں کرتی ہوں تو ڈانٹ پڑتی ہے۔

آپ شرارتیں نہ کیا کریں۔

عادت ہے کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ وہ دربا انداز میں مسکرائی اور جیرو تیزی سے

پاؤں نکل گیا کیونکہ اس کی مسکراہٹ جان لینے والی تھی۔

سالا ڈر گیا راہبہ ہنس پڑی۔

تمہیں عقل نہیں آئے گی۔

آپ بہت عقل والے ہیں نا۔

نہیں تو میری اماں جان ہے اتنے خاصے جنات کی زبان خراب کر دی جب

انہوں میں جاؤں گا تو یہ تمہارے والی زبان بولوں گا تو وہ کیا سوچیں گے۔

کہہ دینا ایک پاگل سے واسطہ پڑ گیا تھا۔

وہ انسان کے بارے اس قدر رحم دل نہیں ہوتے۔

آپ کیوں ہیں۔

تم سے پیار جو کرتے ہیں۔

ایک عج بات بتاؤں پیرو مرشد۔

ہاں بولو۔

مجھے بھی آپ سے پیار ہو گیا ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ جن بابا سکرائے اور رابعہ ان کی گود میں لیٹ گئی اور

بولی۔

میں سوچتی ہوں کہ جب آپ ملے جائیں گے تو میں کیا کروں گی۔

تم اپنے جبرو کے پاس مٹی جانا بہت پیار کرتی ہوتا ہے۔

جبرو کا پیار دنیا داری ہے خواہشات کے تابع ہے۔ لیکن آپ سے جو پیار ہوا ہے

اس کا تعلق روح سے ہے۔ مجھے تو ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے میں اپنے گھر سے ایسے ہی

گزرتی رہی تو شاید دنیا داری کی ہر شے بھول جاؤں حتیٰ کہ جبرو کو بھی۔

یہ تمہاری محبت ہے ہم سے۔ لیکن ایسا ہو گا نہیں جبرو تمہارا مقدر ہے جو

تمہارے نصیب میں لکھا جا چکا ہے۔

بابا میں سو جاؤں۔ اچانک رابعہ بولی۔

کیا نیند آ رہی ہے۔

نہیں بلکہ بہت سکون مل رہا ہے۔

لینی رہو..... ادھر تمہارا جبرو شیر افزا کی مانگیں توڑنے کا پردہ گرام بنا رہا ہے۔

مرد کس کا ہے۔ رابعہ بڑے نثر سے بولی۔

ہونے والا مرد۔ جن بابا سے گھور کر بولے اور رابعہ سکرا پڑی اور بولی۔

تم ہو تو جنات کی کوئی قسم۔ لیکن تمہاری گود باب کی شفقت کا احساس ہوتا

ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں شاید جی نہ پاؤں گی۔

پگلی ہمارا راستہ کھونا کرنا چاہتی ہو۔ خواہ مخواہ تو اس کے جاری ہو۔ جن بابا

نے اسے ڈانٹ دیا اور وہ مسکرا دی۔

دوسری طرف جبرو نے خود ایس پی آفس جا کر رانا حفیظ سے ملاقات کی یہ

ایک بہت ہی خفیہ ملاقات تھی جو دونوں کے درمیان ہوئی تھی۔

جبرو افزا جتن چور میں ہے اور جتن چور شیر سے بھرا ہے وہ ایک بد سحاشی ہے

فرادیا اس لئے اس کا نام پڑ گیا کہ اس نے اپنا کام کبھی حیانت داری سے نہیں کیا اکثر

کام کروانے والوں سے پیسے لئے اور مختلف پارٹی سے بھی پکڑ لئے لیکن سال یہ پیدا

ہوتا ہے کہ اسے استعمال کس نے کیا جلا حیدر کو کیونکہ رابعہ کے بندے ظم ہے اس کے

زبورات برآمد ہو چکے ہیں اس لئے وہ چھٹی نہیں کروا سکا۔

وہ کروا سکا ہے۔ کیونکہ اس نے جو اندیشہ سے کام لیا ہو گا ایسے آٹھوں سے

بشر سے رابطہ کیا ہو گا اور چھٹی کی رقم اس لئے واپس نہیں لی کہ مادہ قاش ہو سکتا تھا

ہذا اتنی بڑی رقم کو جبرو کے پاس ہی کچھ عرصے کے لئے چھوڑ دیا۔

آپ کا مطلب ہے کہ یہ جلا حیدر کا ہی کام ہے۔

میں نے ڈوٹر سے بات کی تھی اس نے انکار کر دیا تھا کہ وہ ایسی گندی حرکت

نہیں کر سکتا لیکن شے میں فرق عدم ہے میں اسے بھی نظر انداز نہیں کر سکتا لیکن قوت

سجاد حیدر کو دے رہا ہوں۔ نجات دہ کوئی ہی گم کھینچ چاہتا ہے اور میں اسے کھینچ کھینچ

نہیں دینا چاہتا۔ دو بھینروں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں وہ تو اسے استعمال کرتا چلا جے ہیں

اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں اپنی ایک دنیا بنانا چاہتا ہوں۔ محبت کی دنیا کی بجائے دنیا جس

کا اپنا ایک رنگ ہے اپنی ایک لذت ہے اور اپنی ایک سرحد ہے۔

مجھے رابعہ بچی نے کہا تھا کہ جبرو اس علاقے کا ہونے والا انکم ایجنٹ ہے کیا

نیاں ہے آپ کا بھی سوچا اس انداز سے۔

رابعہ نے مجھے بھی اشارہ کیا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے آگ ابھر تو اس کی بھولی

شروع ہو جائے گی۔

اس علاقے کو ایک دوسرے انسان کی ضرورت ہے اور آپ سے تعلق اچھا

انسان اس علاقے والوں کے پاس نہیں۔

رابعہ کا کیا مسئلہ ہے وہ کہیں بیٹا چاہتی ہے اور مانگ رہی ہے کہ میں اس

علاقے سے لڑوں تو پھر شاید مجھے ہی کفر لگا دیا جائے گا۔

گڈ نیوز.... اس لئے آپ کو ایک مکمل حفاظت کی ضرورت ہے۔
میں اپنی حفاظت سے غافل نہیں چاہا انسان جو مجھے بھی نظر نہیں آتے میری
حفاظت کر رہے ہیں۔

گڈ..... دیری گڈ۔ اور جب آپ انکسٹن کرنے کے لئے نکلتے ہیں گے
تو میری طرف سے پولیس آپ کو تحفظ فراہم کرے گی۔

آج تک پولیس نے کسی کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ جیرو سٹرا یا بھر مزید بولا۔
ہاں تو ہم بات یہ کر رہے تھے کہ آپ نے بشیرے فرمائے کے ہاں سے
بیرونی برآمد کرنا ہے اس کی امدادی سے رقم کو غائب کرنا ہے اخبارات میں کسی رقم کا
ذکر نہیں آنا چاہئے جیسے کوئی رقم وہاں تھی ہی نہیں۔

پورا پلان میری سمجھ میں آ گیا ہے آج رات بہت سی خفیہ طور آپریشن ہوگا۔ حتیٰ
کہ بشیرے فراڈ گئے کو بھی علم نہیں ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا کچھ دور بعد جس پور پولیس
کو باخبر کر دیتا ہوں اور وہ بشیرے کی نگرانی شروع کر دیں گے۔

مجھے اب اجازت دیجئے۔ میرا نام اس آپریشن میں حوالے کے طور پر بھی نہیں
آنا چاہئے۔

آپ کا پلان سمجھ گیا ہوں بے فکر بنے ایسا ہی ہوگا جیسا آپ چاہتے ہیں نواز
ڈوگر اور سجاد حیدر سے محتاط رہنے گا اگر دونوں کو میری یہاں آمد کا علم ہو جائے تو آپ کہہ
سکتے ہیں کہ اپنے ہاں پڑنے والے ڈاکے کے بارے بات کرنے آیا تھا۔ عرض کیا ہے
کہ آپ مطمئن ہو کر جائیں ہر کام آپ کے حسبِ خطہ ہوگا۔ ایس بی رانا حقیقتاً مسکرائے
اور جیرو الوداع ہو گیا وہ جس نیکی پر آیا تھا اسی پر واپس لوٹ گیا۔ دوپہر کے اخبارات
نے جیرو الوداع کی آڑھت پر رات پڑنے والے ڈاکے کو نمایاں جگہ دی جس میں ایک کروڑ
بادن لاکھ روپے کا ذکر کیا گیا تھا۔ اور کہا گیا تھا کہ ایس بی رانا حقیقتاً خود قہقہے کر رہے
ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ سجاد حیدر کا فون نہ آتا۔

ایک بری خبر اخبار میں پڑی ہے جیرو الوداع۔ یہ سب کیسے ہوا تم نے اس رقم کو

آڑھت کی تجویز میں کیوں رکھ چھوڑا تھا۔
رقم میری تھی اسے رکھنے کا اختیار بھی مجھے ہی تھا اتنا کہہ کر جیرو نے فون رکھ
دیا۔

یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا جو جیرو نے استعمال کیا تھا اور وہ نفسیاتی حربہ کامیاب
ہو گیا تھا کیونکہ ٹھیک میں نہت بعد وہ بذاتِ خود آڑھت کے کہن میں موجود تھا۔

اس بار وہ اپنے آدیسوں کو گاڑی میں ہی چھوڑ آیا تھا دونوں آئے سائے بیٹھے
ایک دوسرے کو ناپ تول رہے تھے۔

کئیے ہوا۔ سجاد حیدر بولے۔
ڈاکہ صرف ڈاکہ ہوتا ہے اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس رقم سے صرف ہم
دونوں یا آپ کے اپنے آدمی واقف تھے۔

فائدہ بات مست کرنا جیرو۔
صرف ایک بات کہی ہے۔ سچ کیا ہے وہ پولیس پہ لگا لے گی۔
وہ رقم ہمارے تھی۔ ہماری امانت تھی تم نے خود کہا تھا کہ آپ کی امانت ہے اگر
تم نے ہمارے لئے کام کرنے کا سوچا تو رقم کو اپنا سمجھو گے۔

اپنا سمجھ لیا اب ظاہری بات ہے کہ آپ کے لئے کام کرنا پڑے گا۔
لیکن تم نے اتنی بڑی رقم کو آڑھت میں کیوں رکھ چھوڑا تھا۔
بہت رسلک لیا تھا کہ جیرو الوداع کے ہاں کون بد بخت چوری کرے گا۔
اس کا مطلب ہے ہمیں خود اعتمادی لے ڈوبی۔
رقم جہاں بھی ہوگی مجھے مل جائے گی۔
اس قدر اعتمادی وجہ۔

ایس بی رانا حقیقتاً نے یقین دلایا ہے کہ چور جانے پہچانے لگتے ہیں وہ جلد
پتہ لگا لیں گے۔

یہ ہر پولیس آفیسر کہتا ہے لیکن برآمد کبھی کبھی نہیں کیا۔ یہ سجاد حیدر ہونٹ سکوز

سامنے آیا تو جیر کر رکھ دوں گا۔

سجاد حیدر مسکرائے اور بھر باہر نکل گئے۔

رات کا آپریشن بہت کامیاب رہا تھا۔ بشرافراڈیا گھر سے گرفتار ہوا تھا۔ پولیس نے اس کے گھر سے ہیروئن کے تین پیکٹ برآمد کئے تھے۔ رقم کا اخبار میں کوئی ذکر نہیں تھا اور یہ کام جن پور کی پولیس نے کیا تھا ایس بی رانا حفیظ کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ ہیروئن کے ساتھ کچھ اسلحہ اور زیورات تھے جو بشرافراڈی نے اعتراف کیا تھا کہ مختلف گھروں میں ڈاکے ڈال کر اس نے اکٹھا کیا تھا جس سے پولیس نے ثابت کیا تھا کہ بشرافراڈیا بے شمار چوریوں میں بھی ملوث ہے اور اس کا اپنا ایک گینگ ہے۔

اخبار بڑھ کر رانا حفیظ مسکرایا تھا۔ کیونکہ یہ پولیس نوز خود اس نے تیار کی تھی اور جن پور والوں نے طرم کو مار مار کر اودھ سویا کر دیا تھا۔ کو بڑے دل والا تھا لیکن پولیس نے ہوجایا اس سے منہ الٹا تھا اور اسے پولیس کی تیار کردہ رپورٹ پر دستخط کرنے پر مجبور کئے تھے۔ اخبار ایک طرف دنگ کر ایس بی رانا حفیظ نے مکمل تیاری کی اور پولیس جیب میں اپنے مختصر محلے کے ساتھ جن پور جا پہنچے۔ بشرالاک اپ میں منہ کے مل پڑا ہوا تھا۔ انسپلر شار نے انہیں سلوٹ کیا تھا۔

تم کسی دباؤ میں نہیں آؤ گے اوپر والے تم پر چڑھ دوڑیں گے اور تم انہیں دسی کہو گے جو ہم تمہیں سمجھا چکے ہیں۔ ہماری یہاں آمد اس ڈاکے کی کڑی ہے جو درواتمیں قتل جیرو دادا کی ازحت میں پڑا۔ لہذا ہم طرم کو اپنے شہر میں منتقل کرنا چاہتے ہیں تم اسے آج ہی کورٹ میں پیش کرو اور ایک نئے کاریمانڈ لے لو۔ باقی کام ہم خود دیکھ لیں گے۔ ریمانڈ کے بعد تم ہمارے تحریری اجازت نامے پر عمل کر رہے ہوئے طرم کو ہم تک پہنچا دو گے۔

ایس سر ایم اے کورٹ میں لے جانے والے ہیں۔

سسر شارتم پر بہت زیادہ دباؤ پڑنے والا ہے ہو سکتا ہے کہ ہم سے بھی اوپر والے تم پر چڑھ دوڑیں۔

کر بولا۔

انہوں نے یہ بات پورے اعتماد سے کی تھی بہر کیف وقت بتا دے گا کہ آئندہ

کیا ہونے والا ہے۔

ہمیں تمہاری رقم کا دنگ ہوا ایک بہت بڑی رقم تھی جو ڈاکو نے مجھے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکہ مارنے والے کو کیسے علم تھا کہ اتنی بڑی رقم یہاں موجود ہے۔ شاید چھوٹی سوٹی چوری کی نیت سے آئے ہوں اور ایک بات واضح ہے کہ چور اپنے شہر کے نہیں تھے۔

یہ بات کیا پولیس کہہ رہی ہے۔

نہیں... میں خود لہ رہا ہوں کیونکہ اس شہر کے کسی بھی چور میں اتنا بڑا دس نہیں کہ جیرو دادا کا سیف توڑ سکتے۔

چور تو چور ہوتا ہے جو بادشاہوں کے گھر بھی ڈاکہ مارنے سے نہیں چوکتا کیونکہ اس کا پیشہ اسے بڑے چھونے کی تیز نہیں سکھاتا۔

شاید آپ درست کہہ رہے ہوں۔ لیکن میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔

کیا تم نے یہ بات رانا حفیظ سے کہی۔

نہیں... صرف آپ سے کہی ہے۔ جب میں نے غنڈے دل سے اس چوری کے بارے سوچا تو مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ وہ آدمی جس نے اتنی بڑی جرات کی ہے وہ اپنے شہر کا نہیں ہو سکتا۔

اوکے ہم چتے ہیں اگر کسی مدد کی ضرورت محسوس کر دو تو فون کر دینا۔

مدد کی ضرورت کمزور انسانوں کو پڑتی ہے سسر جاد حیدر جیرو دادا جیسے انسانوں

کو نہیں۔

جیرو زہر خند کے ساتھ مسکرایا تھا اور سجاد حیدر اس کے ریمارکس پر خود بھی مسکرایا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ سسر جاد حیدر صاحب ایک بات ضرور ہے کہ چور جو کوئی بھی ہے اس کی بات کو داد دینا پڑتی ہے کیونکہ وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتا ہے اور جب میرے

آپ سر بے فکر ہو جائیں۔ میرے پولیس اسٹیشن کا فون خراب ہے اور میں کورٹ جا رہا ہوں وہاں سے سیدھا طرم کو لئے آپ کے پاس۔ پھر آپ جانیں اور اوپر والے۔

گنڈ یہ ہماری طرف سے حکم نامہ رکھ لو ہم نے دستخط کر دیئے ہیں اور ایک بات کا خیال رہے کہ بشیرے کو کورٹ میں گولی بھی ماری جاسکتی ہے۔

میں بہت زیادہ محتاط رہوں گا سر۔

اوکے ہم چلتے ہیں۔

انسپکٹر نثار نے سلوٹ مارا تھا۔ اور ایس پی رانا حفیظ اپنے آدمیوں کے ساتھ واپس لوٹ آیا تھا۔ اور بہت زیادہ مصروف ہو گیا تھا اسے سجاد حیدر سے خطروں کا دورہ اپنی تھمستر خباثتوں کے ساتھ ان پر نہ چڑھ دوڑے لیکن زیادہ امکان یہی تھا کہ دو سامنے نہیں آئے گا اگر وہ بشیرے کی پشت پر تھا تو سامنے آیا بھی تو بہت محتاط ہو گا کیونکہ اس کا منصوبہ ناکام ہو گیا تھا۔ اگر وہ پشت پر تھا تو اسے یہ فکر کہ جائے گی کہ وہ تم کہاں گئی جو بشیرے نے آڑھت سے اڑائی تھی۔ جیرو وہاں نے بہت خطرہ کہ پاؤں اسے دیا تھا۔ بھرتیں بچے جن پور کی پولیس نے بشیرے کو رانا حفیظ کے حوالے کر دیا۔

سر میں پولیس اسٹیشن گیا ہی نہیں کورٹ سے پورے نئے کاروبار لے کر سیدھا ادھر آ گیا ہوں۔

انسپکٹر نثار تمہارا کام ختم اب تم جاسکتے ہو۔

انسپکٹر نثار نے سلوٹ مارا اور واپس لوٹ گیا۔ ایک کروڑ بادل لاکھ روپیہ منج ایس پی رانا حفیظ انسپکٹر نثار سے بریف کی صورت میں وصول کر چکے تھے جواب خود ان کی تحویل میں تھا پھر بشیرے فراڈیے کی شامت آگئی پولیس اس سے جیرو ادا کے ڈاکے کے بارے پوچھتی رہی اور جیکے پھلے انداز میں گور بھی کر لی رہی وہ کیونکہ انہیں کہہ دیا گیا تھا کہ زیادہ تشدد نہ کیا جائے۔ اور بشیرے کو خود حیرت ہو رہی تھی کہ جو چیزیں اس کے پاس نہیں تھیں وہ پولیس نے زبردستی منوالیس اور جو روپیہ اس کے پاس تھا اس کا ذکر

نہیں کر رہے اور نہ زیادہ زور دے رہے ہیں۔ پھر وہ رقم کہاں گئی پولیس خود ہزپ مکر گئی۔ اتنی بڑی رقم..... جو بریف کیس میں بندھی نہیں اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ بریف کیس میں رقم کتنی تھی اسے تو پانچ لاکھ دیا گیا تھا کہ آڑھت سے بریف کیس حاصل کرنا ہے اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لینا ہے بہر کیف کیس کیونکہ لاک تھا اس لئے بشیرے کو کچھ علم نہیں تھا اور پولیس اس بریف کیس کے بارے معلوم کر رہی ہے جو الماری سے برآمد کر چکی ہے اور پھر اسے رانا حفیظ کے سامنے پیش کیا گیا۔

بنو جاؤ... اسے حکم دیا گیا اور وہ زخموں سے چور کر کے پر بیٹھ گیا اس کی حالت کچھ اچھی نہیں تھی۔

جو پوچھا جائے اس کا درست جواب دینا ہم تشدد کے قابل نہیں جو حالت تمہاری چمن پور پولیس نے کی ہے وہ ہم نہیں کرنا چاہتے لہذا ہم تم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے علاقے سے جیرو ادا کی آڑھت کے سیف سے ایکنج بریف کیس چرایا گیا ہے اس کے بارے کیا کھتا جانتے ہو۔

کیا آپ لوگوں نے اسے میری الماری سے برآمد کیا۔

نہیں ایس پی رانا حفیظ نے اعتراف کیا۔

تو پھر مجھے اس کے بارے کیا علم ہو سکتا ہے آفیسر زبردستی جو دل چاہے ذال دو جیسے ہیروئن اسلحہ اور زیورات ڈال دیئے۔

کیا کچھ اس کرتے ہو تم اپنے بیان میں اقرار کر چکے ہو۔

میں قدر و حشاشہ انداز میں تشدد کیا گیا ہے میں اسے دیکھتے ہوئے امریکہ میں ہونے والے حادثے کا بھی اقرار کر لیتا۔

فحشک سے تم زیر تفتیش ہو تین دن بعد تمہیں واپس چمن پور بھیج دیا جائے گا پولیس کو اپنی کارروائی کرنے دو۔ ڈاکٹر کو بلوا کر تمہارے بدن پر آنے والے زخموں کا علاج کروا دے ہیں۔ تمہیں بہتر طور پر کھانے کو دیا جائے گا۔ لے جاؤ اسے اور بند کر دو۔

اور تب بشرے کو قتل کر دیا گیا۔

سب سے پہلے ماما حنیف نے جہرہ کو قتل کر کے محل رپورٹ دی اور تم کے والدے علی گاہ کے کھانا نہ کھائے اور جہرہ نے کہہ دیا کہ اپنی کھڑی میں رہنے دیا جیلنگ سے ایک میں بھی کر لیا گیا تو وہ وہاں پہنچ کر لیس کے ہذا انہیں جہاں دکھا دیا۔

جہرہ کی رہنے لگی۔

اب ماما حنیف کے لئے مطالبہ کیا گیا تھا اپنی بیوی تم کو نہ گھر لے جاسکتے تھے اور ہی انہیں رکھ سکتے تھے۔ وہ خود پریشان ہو گئے تھے انہیں نے بھروسہ کیا۔ جہرہ کی سبب اب میں پڑ جائیگا اگر یہ تم میرے پاس سے برآمد ہوگی تو ہذا اس کا کچھ کرو۔

ٹھیک ہے میرا آدمی آج ہی آج ہی استعمال کرے گا اسے اسے دے دیجئے گا۔ اتنا کہ کراہیوں نے قتل کر دیا اور شریف ملے میں کو چاکر کچھ سمجھا دیا کہ اس نے اپنے آدمی کے لئے میرے بریف کس کچھ تک پہنچاتا ہے۔ یہ کہاں پہنچاتا ہے۔

یاد تھم ہوگی اور جہرہ تک میرے کس کچھ پہنچا گیا تب اس نے سب سے پہلے میرے کس تبدیل کیا۔ اپنے میرے کس سب تم کو ملے اور جہرہ کا میرے کس ایک اور میرے کوئی میں جھٹک دیا۔

تمام کام سب سمجھا ہو گئے تھے اور جہرہ مطمئن ہو گیا تھا میں روز ایسے ہی بیت کئے۔ جہرہ نے تیار سیف منگوا کر تاحوت پر رکھ دیا تھا ہر طرف تاحات تو نواز ڈھنگ کی طرف سے لگتی حرکت ہو رہی تھی اور ہی سپاہیہ کے قتل آیا تھا جہرہ بہت محتاط تھا جہرہ کو سو فیصد یقین تھا کہ جہرہ نے کی پشت پر جہرہ کا چھوٹا ہے اس کی رانا حفیظ نے انہیں کنگ کو ظلم دیا نہیں کیا تھا اسے اپنی کھڑی میں رکھ کر ہر روز اس سے صرف یہی پوچھا جا رہا تھا کہ جہرہ کا کچھ میرے کس کہاں ہے اور وہ مسلسل انکار کئے جا رہا تھا۔ اور ہر ایک آدمی جس پور سے علاقے کے پولیس اسٹیشن پہنچا تھا جہاں بشیرا قہرانیہ ہو چلا ایک رشتہ لے کر آیا تھا اور رشتہ آئی جی صاحب کا تھا کہ اسے بشرے

سے ملے دیا جائے۔ انہیں جہرہ نے اس کی پی سے رابطہ کیا اور اسے نئی صورت حال سے باخبر کیا۔

اب میں بائیک سسٹم کام کر رہا ہے۔

میں سر۔

ملا دو اور پورے انہیں نیپ کر لو کسی کو خبر نہیں ہونا چاہئے۔

کیا بہتر سر۔

اور پھر ملے قطع ہو گیا۔ آنے والے کا نام عاتق تھا وہ جہرہ سے میرے سے کوئی ایسا انسان معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ اس کی ملاقات بشرے سے کروادی گئی آدمی کسے کی ملاقات تھی اور پھر عاتق پولیس والوں کا شکریہ ادا کر کے واپس لوٹ گیا۔ انہیں جہرہ نے کیسٹ ایس پی آفس پہنچا دی اور اب رانا حفیظ اپنے گھر کے بندروم میں اس کیسٹ کو سن رہا تھا مالک پوچھتے ہیں کہ بریف کس کہاں ہے۔

پولیس نے آدمی بل کر بریف کس بڑپ کر گئی اور مجھ سے بار بار بریف کس کے بارے میں معلوم کیا جا رہا ہے جبکہ بیرون اسٹو اور زیورات میری الماری سے برآمد نہیں ہوئے مجھ پر بے پناہ تشدد کر کے سزا دیا گیا۔

کیا تمہیں یقین ہے کہ بریف کس پولیس کے پاس ہے۔

میں کیا جھوٹ بول رہا ہوں۔ لیکن میں تمہیں نہیں جانتا کہ تم کس کے لئے کام کر رہے ہو۔

میں ان کا آدمی ہوں جنہوں نے تم سے کام لیا اور خبردار ان کا نام زبان پر مت لانا ورنہ تمہیں مروا دیا جائے گا۔

میں نے اعتراف ہی نہیں کیا۔

وہ پھر سے تشدد کر سکتے ہیں۔

جتنا کرنا تھا کر چکے۔

اگر بریف کس پولیس کے پاس ہے تو تم پر اس کے لئے کیوں تشدد کر رہے

اب نہیں کر رہے شاید انہیں یقین آ گیا ہے کہ میں اقرار نہیں کروں گا۔
جنہوں نے تم سے کام لیا ہے تمہاری ضمانت کروالیں گے۔

شکریہ اپنا نام بتا دو۔

عاقب میرا نام ہے دینے ناموں میں کیا رکھ سے بہت اوپر سے آؤر آیا
ہے تب تم سے ملاقات کرائی گئی اور ہاں تمہیں کسی سے کی ضرورت تو نہیں۔
تمہیں پولیس مہیا کر دی ہے۔

اپنا خیال رکھنا۔ خدا حافظ۔

یہ تمہیں باتیں جو ریکارڈ پر آئی تھیں لیکن اصل آدمی سامنے نہیں آ سکا تھا ایس بی
کو احساس ہوا کہ پولیس کو عاقب پر نگاہ رکھنا چاہیے تھی۔

شاید وہ اپنے مالک تک پہنچتا۔ مگر نہیں اس نے فون پر اطلاع کرنا تھی۔ درجیے
اطلاع دینا تھی وہ کسی دوسرے آدمی کو اطلاع دیتا۔ جو اصل مرد تھا۔ کیسٹ ختم ہو گیا اور
رانا حفیظ نے ایک طویل سانس لی۔

دوسرے دن رانا حفیظ جیرو داوا کے پاس جا پہنچا تھا اور پوری روداد کہہ سنائی۔
یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ جیرو اسکرایا۔

بہت بڑی رقم ہے جیرو صاحب اور اصل میرے کو معلوم ہے کہ رقم پولیس
ہڑپ کر گئی ہے بشیرا بنیروکن کا کام نہیں کرتا تھا پہلی بار اس نے ڈاک مارا اور پکڑا لیا۔
کہیں پولیس کیس اپنی مرضی کا تیار کر داری ہے اور بڑے آرام سے وہ عدالت میں اپنا
بیان بدل دے گا اور پولیس تشدد کی کہانی سنائے گا اور بیج صاحب اس کی ضمانت لے
لیں گے اور قصہ ختم پھر دوسری کہانی شروع ہوگی اور وہ کہانی ہوگی میرے ساتھ کہ
بشیرے کے ہاں بریف کیس رکھ گیا تھا وہ کہاں ہے۔

بریف کیس کا بشیرے کو تم ہوگا ہمیں کیا معلوم جیرو اسکرایا پھر مزید بولا۔

وہ بشیرے پر شک کر سکتے ہیں کہ پولیس کی کہانی درست بھی ہو سکتی ہے کہ

پولیس کو بریف کیس نہ ملا ہو۔

اگر پشت پر سجاد حیدر ہے تو ہماری ٹیم اس کے حلق سے نہیں اترے گی وہ مجھ
پر اعتماد کرتا ہے لہذا مجھے پکڑے گا اور اپنا دباؤ بڑھا دے گا۔

بڑھانے اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس کا پلان فیل ہو گیا کیونکہ اس نے
مجھے چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کرنا تھی پہلے اس نے کام نہ کروانے کا بہانہ
لے کر اپنی رقم کا مطالبہ کرنا تھا جو میرے پاس نہیں تھی بشیرا لے گیا تھا اب وہ یہ کہہ نہیں
سکتا کہ اپنی بونیاں فوج رہا ہوگا بشیرے کی ضمانت ہونے دیں کیونکہ وہ پوری صورت
حالی سے ایسے بڑے کو باغیہ سرچکا ہے۔

اچانک رانا حفیظ کا سوبائل بول پڑا۔ انہوں نے دیکھا کہ سجاد حیدر کا نمبر ہے
وہ مسکرائے اور انہوں نے سوبائل آن کیا۔

جی سر۔

اس وقت کہاں ہو۔

میں جیرو داوا کی آڑھت پر ہوں۔

کوئی بات نہیں فارغ ہو کر حویلی پہنچو ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اتنا کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور جیرو کی طرف
دیکھ کر مسکرائے خدا حافظ سب رانا حفیظ خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے۔ جیرو نے ہاتھ
ملائے اور وہ الوداع ہو گئے۔

سے لگایا۔

ابھی بچے روتے نہیں تیرا پیار ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ قسم ہے حضرت سلمان کی تیرا پیار یاد رہے گا اور ہم تمہیں کبھی بھول نہیں پائیں گے ہر لمحے ہر لمحے خوشی میں تجھے یاد کرتے رہیں گے خدا حافظ۔ اپنا خیال رکھنا۔

اور جن بابا رخصت ہو گئے۔ رابعہ دھازیں مار مار کر روئی تھی اور دو کھٹے تک بے مدد ہسٹر پر پڑی رہی تھی اسے چاتے چاتے اس کے بیروں شد بہت کچھ دے گئے تھے۔

وہ سب سے عاجز ایٹھم نے اسے آواز دی۔

بچی آئیکہ عورت اپنے مرد کو لے کر آئی ہے کتنی ہے دم کر دو میرا مرد بیمار ہے اور رابعہ آنکھیں صاف کرتے ہوئے چادر کو اچھی طرح پیٹ کر خود کمرے سے باہر آگئی۔

مکھن میں ایک بوزھی عورت ایک بوزھے مرد کے ساتھ سوجھتی۔
کیا بھاری ہے اسے۔

بچی ہم دونوں میاں بیوی تیس میل دور سے آئے ہیں کسی نے تمہارے بارے میں کیا تھا کہ خدا تم پر مہربان ہے یہ سیراسیاں ہے اس کا بخار نہیں ٹوٹا بڑیوں میں چلا گیا ہے ڈاکٹر دوس سے بہت علاج کروایا ہے وقتی طور پر آرام آجاتا ہے پھر بخار جڑھ جاتا ہے۔

نالن انہیں بٹھاؤ میں پانی دم کر دیتی ہوں۔ اتنا کہہ کر رابعہ اندر چلی گئی پھر چند روشت بعد اچھی لوفی تو ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی شیشی میں دس بارہ اونس پانی تھا اس نے بڑھیا کو دے دیا اور لگا۔

اسے کسی اک برتن میں ڈال کر مزید پانی ملا لینا صبح نہار منہ جس قدر پانی سکے پنا بڑھیا بوجھ جائے اسے دوسری صبح پلا دینا خدا بھتر کرے گا اور ہاں ماں انہیں جائے پلا کر بھیجنا سہان رشت ہوتے ہیں دور سے آئے ہیں۔ اتنا کہہ کر رابعہ اندر چلی گئی اور

جن بابا نے اچانک تیاری کر لی تھی۔ رابعہ سوچ بھین سی سکتی تھی کہ وہ یوں اچانک جانے کا اعلان کر دیں گے۔
ابھی تو میرا کام ادا ہو رہا ہے۔

تمہارا عمل مکمل ہو چکا۔ دوا کی جراث میں ہمارا انتظار ہو رہا ہے۔ اب اس بہت اہم کام رکے ہوئے ہیں۔ یہ ٹیٹا جو لکھ کر دیا ہے یہ تم اس وقت پر ضروری جب بہت زیادہ مصیبت میں آ جاؤ اور مجھے بلانے کے سوا تمہارے پاس کوئی دوسرا عمل نہ ہو تو تمہارے دیئے ہوئے عمل کو پڑھ لینا اور ہاں کسی کو علم نہیں ہوتا چاہئے کہ ہم چاہتے ہیں تم ہمارے جانے کے بعد اس کمرے میں تمہارے ہی اور اس طرح اس کمرے کو پاکیزہ رکھو گی جو سبق دیا ہے اسے ہر نماز کے بعد پڑھتی رہو گی جو زندگی تمہیں دے کر جا رہے ہیں اس پر عمل کرنا اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ ورنہ تمام عمل ضائع ہو جائے گا۔

مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ جا رہے ہیں رابعہ کی آواز بھر گئی۔
ایک دن تو جاؤ تھا لیکن تمہاری فطرت کے روپ کو کچھ کر رکھئے اور پھر تمہیں کچھ دے کر جا رہے ہیں۔

نہیں... آپ نہیں جاسکتے آپ اپنے ضروری کام چنا کر واپس لوٹ آئیں ہم لوگ زیادہ دیر انسانوں کی ہستی میں نہیں رہ سکتے۔ حکم نہیں ہے ہمارا الٹی ایک دنیا ہے اور بہت خوبصورت دنیا ہے۔ اور وہ دنیا ہے دوا کی جراث۔

ہمارے گھر میں بال بچے ہیں ہمارا اپنا رکن اکن ہے۔
لیکن میں اب تمہا نہیں رہ پاؤں گی۔ رابعہ رو پڑی اور جن بابا نے اسے سینے

حاجرا انیکم نے دونوں میاں بیوی کو چائے پلائی اور بڑی عزت سے انہیں رخصت کر دیا۔
شاذیہ صبح سے اپنی آنٹی کے ہاں گئی ہوئی تھی وہ شام کو واپس لوٹی تھی اور
ذرائع روم میں بستر بچا کر لیٹ گئی تھی۔

کیا کھانا نہیں کھاؤ گی۔ حاجرا انیکم بڑی محبت سے بولیں۔

آنٹی نے زبردستی کھلا دیا اس لئے اب آرام کروں گی کچھ تکلیف سی محسوس ہو

رہی ہے۔

بہنی آپ کی رضیہ آئی تھیں تہہ راہ چو رہی تھیں اور اشعری الی کا پیغام لائی ہیں کہ
ہم لوگ کب شادی کے دن بیٹے کے لئے آئیں۔

انہیں کہئے کہ اتنی جلدی کیا ہے ہم لوگوں نے تیاری کرنا ہے بہنی والے ہیں
لہذا صبر کریں ہم خود پیغام بھیج دیں گے۔

بہنی ہماری سب تیاری مکمل ہے تم کیوں انکار کر رہی ہو، شعر میاں نے اگر کوئی
زیادتی کی تھی تو معافی مانگ چکے ہیں اور تم اسے معاف کر چکی ہو اب ضد کس بات کی۔
میں نہیں چاہ رہا ابھی شادی کرنے کو اماں۔

بہنی بڑا بوجھ ہے بیٹے پر تیری شادی ہو جائے تو رابعہ کے بارے کچھ سوچیں۔
چلیز ماں میں تھکن محسوس کر رہی ہوں آرام کرنے دیجئے۔

اور ایک ماں سر درگرم سانس لے کر باہر نکل گئی اور رابعہ کو آواز دے کر بتا دیا
کہ شاذیہ آنٹی کے گھر سے لوٹ آئی ہے۔

اور رابعہ پھر شاذیہ کے پاس جا بیٹھی۔ دونوں بہنوں نے ایک دوسری کی
طرف دیکھا اور پھپکے سے انداز میں سسکادیں۔ پھر رابعہ بولی۔

ہم دونوں ایک ہی گھر میں رہ کر جیسی ہی ہو گئی ہیں باقی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ شاذیہ بولی۔

آنٹی کے گھر آج کل بہت جاتی ہیں آپ۔

دم گھٹتا ہے یہاں تو نکل جاتی ہوں۔

کب تک چلے گا یوں۔۔۔ ہوں بولنے آخر کب تک آپ میری نادانی کا
سوگ منائیں گی۔

میں کسی کا سوگ نہیں منا رہی طبیعت اچانک ہو گئی ہے ہر شے سے کچھ اچھا
نہیں لگتا اب چاہتی ہوں کہ یہ گھر یہ ماحول یہ شہر چھوڑ کر کہیں چلی جاؤں۔

کراچی میں ماسوں ہیں بہتر ہے آپ کچھ عرصے کے لئے وہاں چلی جائیں
آپ وہاں ماحول تبدیل ہوگا تو شاید آپ کو سکون محسوس ہو۔

شاید تم درست کہہ رہی ہو۔ میں نے سوچا تھا لیکن پھر یہ سوچ کر رہ گئی کہ تم
نہیں مانو گی۔

جائیے آپ بھی جائیے۔ میں ماں سے بات کر لوں گی باپ سے بھی بات کر دوں
گی تم تیاری کرو۔۔۔ اور یوں تیسرے دن شاذیہ خاموشی سے کراچی روانہ ہو گئی۔ جب
اشعری کو یہ چلا تو وہ سیدھا رابعہ کے پاس آ گیا وہ بہت پریشان تھا اس کی آنکھوں کے
نیچے حلقے پڑے ہوئے تھے۔

کیوں چلی گئیں کیا ہوا تھا۔

تبدیلی آپ وہاں کے لئے۔۔۔ میں نے خود انہیں بھیجا ہے۔

اس نے مجھے معاف نہیں کیا رابعہ جی۔

وقت سب کام درست کر دے گا۔ کیوں فکر کرتے ہیں آپ۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ اس قدر حساس دلی رکھتی ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ
مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی۔ میں نے بہت برا کیا کہ اس کے بندھے ہاتھوں کو نہ دیکھا
اور انہیں جانے کے لئے کہہ دیا۔

جو ہوا بھول جائیے۔ میں خود سب ٹھیک کر لوں گی میں ہوں نا۔۔۔

رابعہ نے اشعریاں کو تسلی دی۔

آپ جانتی ہیں کہ میں آپ کی بہن سے کس قدر محبت کرتا ہوں۔

ہاں جانتی ہوں کہ آپ بہت محبت کرتے ہیں۔

بالکل پسند ہے۔ جیرہ مسکرایا۔
تم مسکراتے بہت خوبصورت ہو۔
شکریہ۔

شادی سے پہلے کچھ باتیں طے کرلو۔
جی۔ جیرہ اس کی اس بے باکی پر ہڑ بڑا گیا اور نظریں جم گیا۔
شرعاً مجھے بالکل لڑکیوں کی مانند ترباتے ہو۔ اسے منہ سے مرد بنو مرد۔
م..... میں چلتا ہوں۔ جیرہ ایک دم گھبرا کر اٹھ گیا۔
میں نے اجازت دی بولو اجازت دی۔
جی نہیں آپ نے اجازت نہیں دی۔
پھر بیٹھ جاؤ اور جب تک جانے کو نہ کہوں مرنے سے نہیں اٹھنا۔
جی بہتر... وہ پھر سے بیٹھ گیا وہ نظریں نہیں اٹھا رہا تھا۔
میری طرف دیکھو۔ رابعہ بولی۔
اور جیرہ نے نظریں اٹھا کر رابعہ کی طرف دیکھا۔
بیار سے دیکھو۔ تمہیں کسی لڑکی کو محبت سے دیکھنا نہیں آتا۔
بابا جی کہاں ہیں۔

مسجد میں تیل لینے گئے ہیں سیرا مطلب ہے نماز پڑھنے گئے ہیں اور ہاں
شادی سے پہلے میری کچھ شرائط ہیں۔
جی فرمائیے۔

نمبر ون۔ مجھ پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے۔
نمبر دو۔ مجھ پر بد معاشی نہیں جاؤ گے۔
نمبر تین۔ پیار کرنے میں خود پہل کر دو گے۔
نمبر چار۔ گھر وقت پر آؤ گے۔
نمبر پانچ۔

بس بس... آپ جو حکم دیا کریں گی مان لیا کروں گا۔ جو آپ نے فرمایا بجا
لاؤں گا آپ کے حکم کو کبھی ٹالا نہیں کروں گا کیونکہ میں آپ کو دنیا کی ہر شے سے بہت
زیادہ چاہتا ہوں۔

کتنا رابعہ مسکرائی۔

جان دے سکتا ہوں۔

میں تمہارے مرنے سے پہلے مر جاؤں گی۔ کیونکہ ہم سالے دونوں پاگل
ہیں۔

اتنا کہہ کر دو زور سے ہنس پڑی۔

بابا جی کب گھر سے جایا کرتے ہیں۔

تا کہ تم اس وقت گھرا جانا کر دیکھو ٹھیک ہے نا۔

شاید جیرہ مسکرایا۔

اچھا سنو مجھ سے ڈرامہ کرو۔ میں خواہ مخواہ تمہیں ذرا سی رہتی ہوں دنیا
ڈالنے کیا نہیں گئے کہ جیرہ دادا جو رو سے ڈرتا ہے اور کس قدر شرم والی بات ہوگی۔
آپ کہتی تو ٹھیک ہیں اور بات نہایت ہی معقول ہے لیکن آپ کا بولنے کا
انداز بات کرنے کا طور طریقہ بہت پسند ہے۔

کیا میں بہت زیادہ خوبصورت ہوں جو تم نے مجھے پسند کر لیا۔

خوبصورتی انسان کے اندر ہوتی ہے اور آپ کا اندر بہت خوبصورت ہے۔

اور جب رابعہ نے اسے بہت پیار سے دیکھا۔ قربان ہونے والی نظروں سے

دیکھا پھر منہ سے بھرے لہجے میں بولی۔

اپنا خیال رکھا کرو۔

آپ کا خیال نہ ہوتا تو اب تک ایک آدمی کو تو بھون ڈالتا۔

نہیں کسی کا کبھی خون مت کرنا۔ انسان کو مارو گے تو خود جیل میں چلے جاؤ

گے اس ملک کا اندھا قانون تمہیں نہیں چھوڑے گا اور میں تمہاری رہ سکوں گی۔

ارے ماں یہ تو بھولا ہے سالے کو پیار کرنا بھی نہیں آتا۔ رابعہ ہنس کر بولی پھر
دونوں ماں بیٹے کو دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔

بہو ہوں آپ کی اور زبان بھی ایسے ہی چلتی ہے جیسی کہ آپ نے چلنے شنوار
کے پانچے اوپر کیجئے اور مجھے کھٹنے دیکھائیے۔ نہیں پہلے یہ بتائیے کہ میں بحیثیت بہو آپ
کو پسند ہوں۔

چاند اترے گا میرے آنکھن میں۔ جیرو دادا کی ماں پہلی بار مسکرائی تھی اور
ساتھ ہی انہوں نے شنوار اوپر اٹھا کر کھٹنے ننگے کر دیئے۔ رابعہ نے آنکھیں بند کر لیں اور
تھم پڑتی رہی شاید دس منٹ تک وہ پڑھتی رہی پھر اس نے اپنا تھوک ان کے دونوں
تھنوں پر لگا دیا تھا اور بولی تھی۔

اب آپ کو کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں میرے خدا نے چاہا تو آپ کو کبھی درد
نہیں ہوگا دراصل انسان سدا سے گھٹانے میں ہے اور گھٹانے کا سودا کرتا رہتا ہے جو
ہمارے پاس قرآن مجید ہے اس پاک کلام میں انسان کی ہر بیماری کا علاج موجود ہے
لیکن ہم لوگ اس پاک ذات پر بھروسہ ہی نہیں کرتے آپ نماز پڑھا کریں اور بردعا
میں صرف درد شریف پڑھا کریں جس قدر پڑھ سکتی ہوں پڑھ لیا کریں میری پاک
ذات پر آپ پر اپنی خاص رحمت کرے گی۔ اب آپ بتائیں کیا محسوس کر رہی ہیں۔
میں جب آئی تھی تو درد محسوس کر رہی تھی لیکن اب ایک ٹھنڈک کا احساس ہو رہا
ہے۔

میرا خدا میری مدد کرتا ہے اور کچھ۔ رابعہ مسکرائی۔
خدا تمہیں لمبی عمر دے بنی جب میرے گھر آؤ گی تو کبھی کے چراغ جلاؤں
گی۔

بہت مہنگا ہے سالہ۔ ترس گئی ہوں چو پڑی روٹی اور ساگ کھانے کو۔ لیکن گھر
کا بجٹ اجازت نہیں دیتا۔ رابعہ مسکرائی اور اس کی اس ادا کو دونوں ماں جینا قربان ہو
گئے۔

بابا جی نماز پڑھ کر نہ آجائیں۔
ارے اس سالے کی ایسی کی تھی۔ اپنی بات کر دیتی تھی جیسی باتیں کر رہے تھے۔
آپ کا مطلب ہے کہ بیٹھا ہوں۔
بس اس وقت آجایا کرو۔ خاموشی سے پھر خوب باتیں کیا کریں گے لہذا اب
تم جاؤ اور باں اپنا خیال رکھنا کیونکہ اب تم تنہا نہیں ہو۔
مجھے یاد آیا کہ ماں جان نے ایک کام کہہ رکھا ہے لیکن مجھے یاد نہیں رہتا۔
کون سا کام۔

انہیں گھنٹوں میں درد رہتا ہے کافی ڈاکٹروں سے علاج کروایا ہے انجکشن بھی
لگوائے ہیں لیکن سب دقتی ہوتے ہیں بابا جی۔ تم تو ان سے بات کر لیں میں ماں
جان کو لے کر آ جاؤں گا۔
بابا جی کی ضرورت نہیں یہ کام میں خود کراؤں گی ہاذا ابھی ماں جان کو لے کر
آئیں۔

جی بہت بہتر۔ جیرو نہایت ادب سے بولا اور سلام کر کے چلا گیا اور رابعہ
بڑبڑانہی۔

اچھا ہے رابعہ ار ہے۔
پھر جیرو دادا آدھے کھٹنے میں اپنی ماں جان کو لے کر آ گیا۔ رابعہ نے خود ہاتھ
انہیں تعظیم دی اور عزت سے صوفے پر بٹھایا۔
آپ کا بیٹا کب رہا تھا آپ کے تھنوں میں درد رہتا ہے۔ رابعہ بولی۔
باں بیٹی دو سال ہو گئے انجکشن لگوا کر تھک گئی ہوں۔

آپ میری بھی ماں ہیں بیٹے کا سہارا لینے کی ضرورت تھی خود شریف لے لے
آئی آپ کے گھنٹوں کے درد کا ستیا ناس۔ رابعہ۔ میرا مطلب ہے درد ختم کر دیتی۔
دقتی تھی بنی آپ پر خدا کی رحمت ہے پتہ نہیں کس منہ سے ہوئی اور پھر جیرو
نے بہت خاص موقع دیکھ کر بات کر لینا۔

اگر اجازت ہو تو کل صبح ناشتے میں لے آؤں۔

بسم اللہ اجازت کی کیا ضرورت ہے آپ کی بہو کا گھر ہے ویسے ماں جی میں نے بہت پڑھائی کی ہے جان کچھ کمزور پڑ گئی ہے آخر آپ کی بہو بننے والی ہوں شادی سے پہلے کچھ کھلا پلا دیا کریں تو میں قطعاً برا نہیں مانوں گی۔

اور دونوں ماں بیٹا بے ساختہ مسکرا پڑے۔

آپ ہنستی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں جب محلے کے ساتھ گھر نہیں پھرتی تھی تو کھانا نہیں کھاتی تھی نہایت پھلے ہار قسم کی لڑکی تھی برا مزہ آتا تھا لیکن اب وہ دن خواب ہو گئے سب کچھ بدل گیا اور میں آپ کو راز کی بات بتاتی ہوں۔ لیکن آپ ماں بیٹا نہیں مگے نہیں۔

کوئی خاص بات ہے بنی۔ زریںہ خاتون نے دلی طور پر دلچسپی لی اور اصل اسے رابعہ کی باتیں مزہ دے رہی تھیں اور یہی حالت حیرت و دوا کی تھی دو ایک تک رابعہ کو دیکھتے ہوئے قربان ہو رہا تھا۔

بہت ہی خاص بات کسی کو نہیں پتہ صرف آپ کو تاری ہوں۔ ہوا میں کہ بڑی بہن چوبیس سال کی ہو گئی میں کیسے سال کی ہوگی گھر میں کوئی رشتہ نہیں آتا تھا خاندان والوں کی آنکھوں میں مگرے پڑے ہوئے تھے ہم دو بیٹیاں کسی کو نظر نہیں آ رہی تھیں میری آنٹی کی شادی چند روز سال میں ہی ہوئی۔ اس کی سگھی ہو چکی تھی اس نے بتایا کہ چھوٹی سوئی وہ آسب زدہ ہو گئی اور گھر میں نوپا درآمد شروع کر دیا کسی چائے نے کہا کہ اس کی شادی کری جائے تو فحک ہو جائے گی کیونکہ شادی شدہ عورت پر جن بھتہ قبضہ نہیں جاتے۔ لہذا گھر والوں نے اس کی شادی کر دی جب اس نے یہ راز کی بات مجھے بتائی تو میں بے وقوف گھر میں یہ نوپا درآمد شروع کر بیٹھی۔ گھر والے گھبرا گئے اور میں جھوٹی سوئی آسب زدہ ہو گئی اتنا کہ کہ وہ دروازے سے نہیں پڑی اور دونوں ماں بیٹا حیرت سے اس کی طرف دیکھتے جا رہے تھے اور رابعہ ہنسے جا رہی تھی جب اس کی ہنسی کی قوبولی۔

پھنس گئی اپنے جال میں خود ہی پھنس گئی۔ دراصل یہ نوپا درآمد صبح کی نماز پہ ہوا کرتا تھا اتفاقاً س مولوی کرامت علی کی مسجد میں ایک جن صاحب نماز پڑھا کرتے تھے ادھر سے گزرے تو مجھ پر نظر پڑ گئی۔ خدا کی پناہ اس قدر مارا انہوں نے مجھے کہ پورا گھر پریشان ہو گیا میری چھین بھی رو رہی تھیں۔ تب میں نے معافی مانگی پھر انہیں مجھ پر غصہ پڑا اس آغوش اور مجھے اپنی بیٹی بنالیا اور یوں میری کایا پلٹ دی اور میں رابعہ سے رابعہ خاتون بن گئی۔

دونوں ماں بیٹا پھر سکتے کی حالت میں تھے رابعہ کے آخری الفاظ سن کر سکتے سے باہر آئے اور مسکرا دیے۔

ماں جی میں آپ کی بہت خدمت کروں گی مجھے آپ کے بیٹے سے اس لئے پیار ہے کہ یہ دنیا کا واحد مرد ہے جس نے اس اوت پناجنگ لڑکی کو پسند کیا۔ میں فخر کروں گی آپ کے گھر آ کر کہ ایک اچھی ماں اور ایک چاہنے والا شوہر ملا ہے لیکن ماں جی اسے بولنے یہ شریف انسان بن جائے یہ نذر حسین سے جیرو دوا بن گیا یہ مجھے پسند نہیں۔

بنی جب گھر آئی تو اسے بتا دی کہ یہ بن جائے گا یہ تو تیرا دیوانہ ہے۔ پاگل ہے سالا پیار کرتا تو اسے آتا ہی نہیں۔ رابعہ آنکھ مار کر بولی اور حیرت بڑا گیا۔ تب رابعہ نے راز سے قبضہ لگایا اور بولی۔

ماں جی دروازہ تو نہیں ہو رہا۔

بہت خوش غصہ ہوں میں جو تم جیسی بہولی پھرتیوں ایک ساتھ مسکرائے تھے تینوں خوش تھے اور تینوں کی آنکھیں ایک دوسرے پر اپنا اپنا پیار بچھا کر رہی تھیں۔

کریں یا نہ کریں۔

میں آپ کا اپنا آدمی ہوں سرکار۔ آپ شاید واقعی اندھیرے میں کھڑے ہیں آپ اس ناچیز پر بھروسہ نہیں کر رہے۔

بریف کیس کہاں ہے۔ اچانک حیدر رانا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

بریف کیس کون سا بریف کیس۔ رانا حنیف نے کمال ہوشیاری سے حیرت کا اظہار کیا۔ ہم اس بریف کیس کی بات کر رہے ہیں جس کو تم تلاش کر رہے ہو جو جرد دادا کے سیف سے اڑا یا گیا جسے تم بشر سے فراڈیئے پر تشدد کر کے سوار ہے جو وہ بشر فراڈیائے تم چمن پور سے لائے ہو۔

اس بریف کیس کو تو میں تلاش کر رہا ہوں۔ جرد دادا نے ناک میں دم کر دیا ہے اسے ہمارا تھا کہ بشر فراڈیا اصل مجرم نہیں ہے شاید بریف کیس اس نے نہیں چرایا جہاں اس نے اپنے بے شمار جرموں کا اقرار کیا ہے وہاں بریف کیس کا بھی کر سکتا تھا۔ میں نے تو اور گتہ دستروں میں پکڑے جانے والے جرموں تک اپنے تفتیشی دائرے بڑھا دیئے ہیں کیونکہ مجھے ہر حالت میں وہ بریف کیس برآمد کرنا ہے۔

لیکن بنا دہشتی ہے کہ پولیس نے وہ بریف کیس بشر سے فراڈیئے کی اماندی سے برآمد کر لیا تھا۔ چمن پور کی پولیس وہ بریف کیس بڑپ کر چکی ہے یا پھر تباہی سے ملبہ میں وہ بریف کیس ہے کیونکہ بشر سے فراڈیئے پر جو کیس بنائے گئے ہیں وہ ان کیسوں میں ملوث ہی نہیں تھا اس لیے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بکرا گیا اصل مسئلہ بریف کیس برآمد کرنا تھا اور بریف کیس غائب کر کے اس پر بھونے مقدمات بنائے گئے۔

بہت۔ چنی معلومات ہیں آپ کے پاس سرکار۔

وہ دہشت کیونکہ ہماری ہے اس لیے ہم ہر طرف نظر رکھے ہوئے ہیں۔

تو پھر یہ ثابت ہوا کہ بشر فراڈیا آپ کا آدمی ہے۔

یہ کس بات سے ثابت کر رہے ہو۔

آپ کی باتوں سے اس قدر اندھ کی معلومات جو پولیس کے پاس ہونا چاہئیں

حیدر حیدر کی حویلی سے دیوان خانے میں ایس بی رانا حنیف موجود تھا اور سجاد حیدر حیدر انہیں بہت گہری نظروں سے تاپ تول رہا تھا۔

بات کیا ہے آپ مجھے بہت پریشان نظر آ رہے ہیں۔ رانا حنیف ایک گہری خاموشی کے بعد بولا۔

بہت خطرناک بات سوچ رہے ہیں ہم رانا۔ لیکن ڈرتے ہی کہ قدم غلط نہ اٹھ جائے۔

اگر آپ کچھ بتانا پسند فرمائیں تو میرے لئے باعث فخر ہوگا۔

ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے بیرو کی تھوری سے غائب ہو گیا اور۔

غائب نہیں سرکاری ڈاکہ پڑا تھا۔ غائب کا مطلب تو یہ ہوا کہ جرد نے خود یہ

ڈرامہ رچایا ہے۔

نہیں ہمارا یہ مطلب نہیں تھا۔ غائب سے مراد ہماری ڈاکہ ہی تھا اور ہم سوچ رہے ہیں کہ جو دوست بن کر ہم کو دھوکہ دے ہمارے اعتماد کو دھوکہ دے اس کے لئے کون سی سزا ہونا چاہئے۔

گولی۔۔۔ صرف گولی۔۔۔ رانا حنیف اپنے الفاظ پر زور دے کر بولا کیونکہ وہ

سمجھ رہا تھا کہ حیدر رانا سے کیا کہنا چاہ رہا تھا۔

اگر گولی سے مسئلہ حل ہوتا ہو تو ہم اسے کب سے مار چکے ہوتے لیکن وہ میان

میں ایک بہت بڑی غلام ہے۔ جہاں اندھیرا ہے اور اندھیرے میں اٹھا ہوا قدم غلط ہوتا ہے اس لئے چاہتے ہیں کہ تم ہماری مدد کرو۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم پر اعتماد

تھیں وہ آپ کے پاس ہیں بشرطیچن پور میں رہتا ہے ایک ذکیت ہے فراڈیا ہے ڈرگ کا کام کرتا ہے انسپکٹر ٹار نے صرف یہ بتایا کہ ان کے آدمی نے جیسا کہ پولیس والوں کے پاس ہوتے ہیں اسے بتایا کہ شیرے کے گھر میں ہیروئن موجود ہے کوئی صاحب اسے دے کر گیا ہے اور انسپکٹر ٹار اس پر چڑھا اور وہاں سے ہیروئن برآمد ہوگئی۔ لیکن بریف کیس غائب کر دیا گیا۔

آپ کا مطلب تو صاف ہے کہ بریف کیس شیرے نے اڑایا تھا اور ڈاکہ ڈالنے میں بشرطیچن جرم تھا اور آپ کے علم میں یہ بات ہے تو پھر کیا شیرے کی پشت پر آپ ہیں۔

بہت تیز بھاگ رہے ہو رانا۔

آپ نے اپنے تمام کارڈ کھول دیے سرکار۔ رانا حفیظ سجاد حیدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

بریف کیس چاہئے نہیں رانا۔ سجاد حیدر جانب کی مانند پھینکا رانا براہ راست رانا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

آپ واقعی اندھیرے میں ہیں جب کوئی اچھے برے کی تفریق نہ کرے تو وہ واقعی اندھیرے میں اتر جاتا ہے آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں اور ایک میں ہوں کہ خود بخود جیرو کے گرد اپنا گھیرانگ کر رہا تھا کہ کیس اس سے کوئی ذرا مدد نہ رہا ہو۔ لیکن اے پتہ چلا کہ وہ تم آپ کی فہمی اور آپ اسے حاصل کرنا چاہتے تھے اور شیرے فراڈیے کے ذریعے آپ نے حاصل کی اور پھر ہاتھ بے نکل مٹی اور شک آپ مجھ پر کر رہے ہیں جبکہ وہ فراڈیا بشرطیچن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اس سے بریف کیس نہیں اور نہ کوئی اور آپ کو ذیل کر اس کر رہا ہوتی بڑی رقم دیکھ کر ہر انسان کا ایمان خراب ہو سکتا ہے اور خودی اس نے ایک پلان ترتیب دیا ہو کہ پولیس سے چھاپے مروایا ہو اور دوسرے کیسوں میں ملوث ہو گیا ہو۔ اور ثابت یہ کرنا چاہتا ہو کہ پولیس بریف کیس ہز کر گئی جبکہ انسپکٹر ٹار اتنا برا روپیہ بھٹم نہیں کر سکتا وہ ایک ایمان دار آفیسر ہے اس شیرے نے اپنے آپ کو

بچانے کے لئے اپنے اوپر کیس بٹوالے ہوں۔ وہ ہمارا خاص آدمی ہے۔

میں کیا تیل بیچتا ہوں۔ جس انسان کی وجہ سے آج یہ وردی پہنے ہوئے ہوں جس کے احسانات سے سر جھکا ہوا ہوا اور جو انسان کے لیے ذرائع اور قد کاٹھ کو جانتا ہو وہ آپ تو اچھا کہنے کا مال کا ذہن ہے آپ کا۔ اور کمال کر دیا آپ نے میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس انداز سے اپنے آدمیوں کا اعتماد کھوتے رہے تو آپ بہت جلد تباہ ہو جائیں گے۔

رانا سجاد حیدر خراٹے تھے۔

سرکار جس ان پانچ فیصد بھی میرے خلاف شہ بہنو گولی مار دیجئے گا۔ اب میں بریف کیس شیرے کے اندر سے نکلواؤں گا حرام زیادہ ذیل کر اس کر رہا ہے۔

سنو رانا وہ بریف کیس ہم کو چاہئے۔ برحالت میں۔

پہلے اسے ہاتھوں نکلنے دیجئے ایک وہ جیرو دادا جان کو تیا ہوا ہے اور میں نے اسے یقین دلایا ہے کہ زور کشاں کر لوں گا۔ لیکن اب میں خاک کشاں کروں گا اتنا کہہ کر رانا حفیظ تھا اور سلام لڑکے تیزی سے باہر نکل گیا اور سجاد حیدر ایک دم خراٹے۔

رانا حفیظ تمام کو دھوکہ نہیں دے رہا تو پھر کون ہے دوسرا کیا انسپکٹر ٹار یا بشرطیچن فراڈیا۔ سجاد حیدر کو رانا بہت بری طرح الجھا گیا تھا وہ سوچتا رہا اور پریشان ہوتا تھا پھر کسی خیال کے تحت چونک پڑا اور ذہن راہدہ نکال چاہیچن۔ جس کی نظروں سے بچنے کے لئے اس نے دوسرے سرے سے آدمی تیار کیا تھا تاکہ خود ملوث نظر نہ آئے کیا اس نے رانا کو نہیں بتایا ہو گا کہ بریف کیس کہاں ہے اور یہ بات جیرو نے بڑے وثوق سے کہی تھی کہ بریف کیس جلد اسے مل جائے گا۔ دھت تیرے سجاد حیدر کی۔ بریف کیس تو جیرو کے پاس ہونا چاہئے اگر اچھی تک نہیں پہنچا تو اسے بہت جلد پہنچ جانا چاہئے لیکن کن ذرائع سے پہنچے گا۔ اس خیال کا آتا تھا کہ اس نے سوبائل پر رانا کا نمبر ملایا۔

واپس آؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم زیادہ دور نہیں گئے بریف کیس کا سراغ مل گیا

ہوئے۔ اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا اور خود دیوان خانے میں بیٹھنے لگا۔ رانا واپس
نوٹ آیا تھا اور سجاد حیدر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہوتا۔

بریف کیس تو جبر واداکے پاس ہونا چاہئے۔

وہ کیسے۔

رابعہ اس کی محبوبہ۔ دو تالیقی تھی کہ بریف کیس کہاں ہے۔

شاید آپ بھول گئے ہیں کہ اپنے ہیروں کے سینے کا تان کر مجھے دھکے مار کر
نکال دیا تھا اور کہا تھا کہ اپنی سہو سے صورت بھر سائے زلاؤں لہذا میں وہاں تک جانے
کی جرات نہیں کر سکا۔

یہ کام جبر واداکہ بھی کر سکتا ہے۔

کر سکتا ہے۔ میں نے سوچا اور جبر واداکے ہاتھ کی تھمی ٹھیک اس نے انکار کر دیا

کہ رابعہ کہتی ہے کہ بریف کیس کے اوپر فون انٹریز ہاں ہے لہذا اس کے بارے میں کچھ نہیں
تاؤں گی۔

اور تم نے جبر واداکے بات کو سچ سمجھ لیا تبکہ رابعہ اس کی محبوبہ سے ۱۰۰ روپے جبر واداکے
لئے کچھ بھی کر سکتی ہے۔

بانگیا درست فرمایا آپ نے لیکن شاید آپ جہنم گئے کہ رابعہ بذات خود کچھ
نہیں کہتی کسی بزرگ جن بابا کا سایہ ہے اس پر دوتاتے ہیں۔

آج ہم اسی وقت اس لڑکی سے ملنا چاہتے ہیں انھوں۔

لیکن سرکار مٹھنہ دے دل سے تم و جبر واداکے اجازت لینا پڑے گی۔

بات کرو جبر واداکے اپنا آئی ہے انکار نہیں کرے گا۔ اگر انکار کرے گا تو
دال میں ضرور کچھ کالا ہوگا۔

نہ چاہتے ہوئے اس نے جبر واداکے فون لیا اور سجاد حیدر کی خواہش کا اظہار کیا۔

لے جاؤ والو کے پیٹھ کو اور اپنی بوئیاں نوپتے وہاں سے اسے کچھ نہیں ملے گا۔

رانا نے فون بند کر دیا۔

نیا کہا اس نے کیا انکار کر دیا۔

نہیں وہ کہہ رہا ہے کہ رابعہ تو یی پر اپنی ہے اجازت کی ضرورت نہیں ہر
انسان ان سے مل سکتا ہے۔

تو پھر جلدی کرو رانا مجھے ویسے بھی اس لڑکی کو دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔

سجاد حیدر مسکرا کر بولے۔

اور یوں دونوں تیار ہو کر گاڑی میں بیٹھے اور رابعہ کی طرف چل پڑے انہیں
وہاں پہنچنے پہنچتے تھے میں منت لگے۔ حجاز ایگم نے دونوں کو ڈرائنگ روم میں عزت سے
بٹھا دیا اور وہ چند روست تک بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ پھر کہیں جا کر گھر کی مالکن نے
انہیں نوید سنائی کہ وہ رابعہ حاتون سے مل سکتے ہیں اور پھر حجاز ایگم دونوں کو دروازے
تک جموز آئی۔ سجاد حیدر نے دیکھا کہ ایک بہت ہی باوقار لڑکی سفید پرائسن میں سفید
چادر لٹے اور سفید دونوں کی تسبیح پکڑے ان کا استقبال کر رہی تھی۔

تشریف رکھیں۔ راجلالیہ تھیں جیسے حکم دیا گیا ہو۔

اور وہ دونوں بیٹھے تھے تب رابعہ ایس بی رانا حفیظ کی طرف تسبیح والا ہاتھ اٹھا کر بولی۔

ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آئندہ اپنی صورت مت دکھانا اور تم بھر آ گئے۔

دعائی چاہتا ہوں بھوری تھی اور پھر جبر واداکے اجازت لے کر آئے ہیں۔

جبر واداکے ہوتا ہے اجازت دینے والا۔ ہماری اپنی زندگی ہے اور اس زندگی

میں ہم صرف خدا کا فضل برداشت کر سکتے ہیں کسی جبر واداکے نہیں۔ بڑا شاہانہ اور پروتار

انداز تھا۔ سجاد حیدر تکتے میں بیٹھے ہوئے تھے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولے۔

یہ جسارت ہم سے ہوئی دراصل۔ سجاد حیدر نے کچھ کہنا چاہا کہ رابعہ نے

بات گات دی۔

ہمارے سامنے بیٹھ کر لفظ ہم مت استعمال کرو والو کے پیٹھ میں حفظ مراتب کا

بھی خیال نہیں چلید یہاں تک چلے آئے ہو باد صوبو کر آتے۔ لیکن ہمارا غرور دیکھو کہ

مہمان سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہم کو، تم لوگوں کے جانے کے بعد پورا کمرہ دھلوانا پڑے گا

بولو کیا کام ہے۔

سجاد حیدر کے ہوش ٹھکانے آگئے زندگی میں اس قدر جرات کسی مائی کے لال نے نہیں کی تھی کہ منہ پر اسے کوئی گالی دیتا۔ وہ سنانے میں آگیا تھا لہذا اس سے بات نہ ہو سکی اس نے چہرے پر آئے ہوئے پیسے کو صاف کیا اور رانا حنیفہ اس کی عدالت کو مد نظر رکھتے ہوئے بولا۔

سرکار ایک بریف کیس کا چکر ہے وہ چوری ہو گیا ہے سجاد حیدر صاحب اس کا معنوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس وقت کس کی قیادت میں ہے۔

اب ان کا کیا تعلق ہے اس بریف کیس سے جب یہ جبراً کو دے چکے تو پھر ان کا کیسے ہو گیا بولو جواب دو۔

سوری کہہ یہ تھا کہ وہ بریف کیس نہیں ہے۔ اس بار سجاد حیدر جرات کر کے بول پڑے اس بریف کیس کے بارے جبراً وہ پوچھا تھا اور ہم نے اسے کہہ دیا تھا کہ اس کے اندر ایک کروڑ ہاون لاکھ زہریلے سانپ بچھن اٹھائے کھڑے ہیں اور جن پور کے ایک ایسے گھر کے اندر ہمہ کنوں میں وہ پڑا ہوا ہے جہاں ہر سو خون پھیلا ہوا ہے جو بھی اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا مارا جائے گا۔ اور ہمارے پیچھے دوسرے ہم کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ایسا کام کریں جس سے انسانوں کی جان کو خطرہ ہو اسی لئے جبراً کو منع کیا ہے کہ اس کے قریب مت جائے اور وہی قصہ تم لوگ لے کر آگئے ہو۔ ہم سے ایک پہلے غلطی ہو چکی ہے سجاد حیدر اور ہم نے ایک جن سے مار کھائی تھی اس نے ہمیں بہت مارا تھا ہمارا بدن ضربوں سے سیاہ کر دیا تھا اور وہ غلطی تم نے کر دئی تھی سجاد حیدر۔ تم نے رانا حنیفہ کو اپنے گم شدہ ہیروں کے سیٹ کی بازیابی کے لئے کام مگر دیا تھا اور تم نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا تھا لہذا اب ہم دوسری بار مار نہیں کھا سکتے اپنی بڑیاں تڑوانے کا ہمیں کوئی شوق نہیں اور کچھ پوچھنا ہے۔

راجہ ایک سی سانس میں بولتی چلی گئی تھی۔

رانا حنیفہ اور سجاد حیدر۔ دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی طرف دیکھا

پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر سجاد حیدر بولے۔

ہم نے ایکشن لڑنا ہے اور وہ بریف کیس ہم نے جبراً کو اس لئے دیا تھا کہ وہ ہمارا ساتھ دے گا کیا ہم ایکشن جیت جائیں گے۔

جبراً نے اگر وعدہ کیا ہے تو وہ مرد بچے ہے ساتھ دے گا نہیں دے گا تو تم کا بندوبست کرے گا جو اس کے پاس ہے نہیں باقی رہا ایکشن میں جیت کا سوال تو غیب کا علم صرف خدا کو ہے ہم گزرا ہوا کل بتا سکتے ہیں آنے والا کل نہیں۔ یہ طاقت ہمارے پاس نہیں خدا کے پاس ہے ہمارے رب کے پاس ہے اس پاک ذات کے پاس ہے اور بولو کیونکہ دوسری بار برداشت نہیں کروں گی جو کہنا سننا ہے کہہ ڈالو۔

جبراً دیر سا ساتھ دے گا۔

کہہ دیا کر دے گا۔ نہیں دے گا تو پیسہ دے گا اور روپیہ پیسہ اس کے پاس ہے نہیں کیا یہ بات جو تم نے دوسری بار دہرائی ہے لکھ کر دوں۔

جی بہت بہت شکریہ ایک اور درخواست ہے کہ میری والدہ محترمہ جو اس وقت اسی سال کی ہو چکی ہیں انہیں کینسر کی تکلیف ہے اور

سمجھ گئے ہم۔ وہ باوقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی۔ اس نے قریب دہائی پلاسٹک کی ساکٹ سے چھوٹی سی شیشی اٹھائی جس میں پانی تھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں دس منٹ تک وہ پڑھتی رہی اور وہ دونوں ایک پر نور چہرہ دیکھتے رہے کیا جلال تھا اس کے چہرے پر کیا نور برس رہا تھا اور سفید پرابھ میں وہ کوئی آسمانی مخلوق لگ رہی تھی اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں سرخ سرخ انگارہ ہوتی آنکھیں۔

یہ لو پانی کسی پاک صاف بوتل میں یہ پانی الٹ دینا صبح نہار منہ اپنی ماں کو پلا دینا چاہئے تو دوسرے دن پلا دینا تمہاری ماں کا گھٹیا جاتا رہے گا۔ ماں تو ماں ہوتی ہے۔ سجاد حیدر خواہ وہ تمہاری ہو یا راجہ خاتون کی۔ لہذا اب جاؤ تمہاری عبادت کا وقت ہو گیا ہے۔ خدا حافظ۔

اور وہ دونوں نہایت ہی ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے سلام کیا اور باہر نکل گئے

اور راجہ بڑبائی۔ چچی جہاں بھرے۔ سالوں کو انو بنا ڈالا روتے سیاست کرنے کو۔
انف بے کا قاعدہ تانیں اور چلے ہیں کتاب پڑھنے ارے سالے تیرا شر خراب ہوئے
وہاں ہے بلکہ تیرا افریقہ ہونے والا ہے۔ اتنا کہہ کر اسے مسکرائی تھی۔

اور پھر نھیک چار بیٹے جیرہ گیا اور وہ اسے لے کر دہلی باغدار میں مسکرائی۔

سالے نہیں باز آئے۔ مضمومت بہت باتیں کرتے ہیں۔ راجہ بولی۔

ماں جناب کو بہت دعا کریں اسے رہی ہیں ان کے غمگوں کا درد جاسا رہا۔
اور جو تھیں دیکھ کر میرے دلی میں درد ہوتا ہے اس کا پیچھا چو۔

اور جیرہ مسکرا پڑا پھر بولا۔

کل جو باتیں آپ نے کہیں ہمیں پتا اس قدر ہنسے کہ آنکھوں میں چلی آگیا

ماں کہتی ہیں کہ جا آس کی نذر آتہ روں۔

چلو اتار دیکھئے اتار دے۔

بیٹے لگا لگا چاہتا ہوں آپ کو۔

جو وہ نہیں۔ اور راجہ اپنے وقت کی شاطر ترین لڑکی شرماتی تھی اور جیرہ

اس کا یہ رنگ دیکھ کر قربان ہو گیا۔

کیا ہوا؟

کوئی اور بات نہ یہ بیٹے سے لگانے کا موقع نہیں جب کہیں بن کر گھر آئیں

گی تو پھر بیٹے سے لگا کر اس قدر زور سے دانا کہ بہری تمام بڑیاں ٹوٹ جائیں۔

یہ کیا فرما رہی ہیں آپ جیرہ مسکرایا۔

بس چاہتی ہوں کہ اس رات اتنا پیار نہ کہہ اسی رات مر جاؤں۔

اتنا کہہ کر وہ مسکرائی اور بولی۔

کر دے ایسا پیار بولو۔

چگل کتے نے نہیں کانا کہ اپنے محبوب کی جان لے لوں۔

اور تب وہ مسکرا پڑی اور بولی۔

تمہارا سجاد حیدر آیا تھا سالے کو ایسا چکر دیا ہے کہ گھبرا کر خوف زدہ ہو کر رہ دیا
کر بھاگ گیا سالہ اور میں نے گالیاں بھی خوب دیں۔

کیا کہا ان سے۔ جیرہ محبت بھری نظروں سے راجہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ایسے ست۔ کھو گئے پھر بات نہیں ہوئی وہ حیا آلود انداز میں بولی۔

ماں تو آیا ہوا تھا جو دم دیا کر بھی گئے۔

میں نے کہا بریف کیس کے بارے جیرہ نے بھی پوچھا تھا اور میں نے کہہ دیا۔

کہ اس بریف کیس سے بہت دور رہو اس بریف کیس میں ایک روز باون لاکھ سانپ

پھنسا گئے کھڑے ہیں اور وہ بریف کیس چن پور کے ایک گھر میں اندھے کونز میں

پڑا ہوا ہے اور اس بریف کیس پر خون پھیلا ہوا ہے اسے جو بھی حاصل کرے گا کتے کی

سوت مارا جائے گا اس لئے جس قدر دور بھاگ سکتے ہو بھاگو اور وہ بھاگ اٹھے۔ کیونکہ

میں نے تم سے پار کی کہانی سن رکھی تھی لہذا بات کرنے میں آسانی ہوگئی۔

اگر آپ کے اندر روحانیت نہ ہوتی تو آپ واقعی نہایت پھندے باز ہوتیں

جیرہ اتنا کہہ کر مسکرایا اور راجہ نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

باجاتی مسجد کسے ہوئے ہیں۔

وہ چاند سے پٹا جگے تک ادھر نہیں ہوتے کیوں کیا ارادے ہیں؟ وہ دلاویز

انداز میں مسکرائی اور بے ایک دم اٹھا تھا اس سے پہلے کہ راجہ آجھ کچھ سکتی یا اپنا دفاع

کرتی جیرہ نے اسے اپنی ہانپاں میں لے لیا۔

اے کیا کرتے ہو سالے چھوڑو اونہہ سن نہیں اونہہ

اور راجہ کی اونہہ بھی بند ہوگئی کیونکہ جیرہ نے اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں پر اس قدر

مضغولی سے رکھے تھے کہ وہ بند ازنا بھول گئی۔ پھر جب جیرہ نے اسے چھوڑا تو وہ گہری

کبری سانسیں لے رہی تھی اور جیرہ کو غصے سے دیکھے جا رہی تھی۔

شکر یہ اس انعام کا۔ شادی کی رات تک یہ درکھوں گا۔

لیکن وہ کچھ نہ بولی صرف چڑھی سانسوں کے درمیان جیرہ کو گھورتی رہی اور

سجاد حیدر کو جیسے کسی باد لے کتے نے کاٹ لیا ہو۔ رابعہ کے گھر سے واپس آ کر وہ نیم پانچ ہو گیا تھا ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ داؤ پر لگا بیٹھا تھا اور وہ رقم حیدر کے اس نہیں تھی، اگر وہ انکیشن میں اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو کیا ہوگا۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ ڈاکہ تیرے آدمیوں نے مارا ہے اگر مجھ سے کام لینا ہے تو رقم واپس کی جائے ورنہ وہ اس کا کام نہیں کرے گا اور یہ بات اسے صرف بشیر افرانزا یا بتا سکتا تھا کہ اس کی پشت پر کون ہے۔ پولیس اگر کچھ منوانے پر تمل جائے تو بروہ بات منوالیتی ہے جو اس نے کی نہیں ہوتی جیسے جن پولیس نے زبردستی تشدد کر کے کچھ باتیں منوالیں اگر رقم بشیر سے کے پاس نہیں تو پھر پولیس کے پاس ہو سکتی ہے کیونکہ بقول رابعہ رقم جن و پر کے گھر میں ایک اندھے کنویں میں پڑی ہوئی ہے اسے وہاں کون رکھ سکتا ہے پولیس یا بشیر افرانزا یا۔

اور دوسری بات جو سجاد حیدر سوچ رہا تھا کہ رابعہ حیدر کی محبوبہ ہے وہ اس رقم کے بارے میں درست معلومات کیسے دے سکتی ہے وہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ رقم حیدر کے پاس واپس آ چکی ہے۔ بہت گزرتھی اور پھر سجاد حیدر نے بشیر سے فرادے کو راستے سے بنانے کا سوچنا شروع کر دیا کیونکہ اگر اس نے قبول کر لیا کہ ڈاکہ سجاد حیدر کے کہنے پر مارا گیا تھا تو سب کچھ غارت ہو جائے گا۔ اور حیدر براہ راست اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کر سکتا تھا شاید یہ بات رابعہ نے سچ کی تھی کہ اس بریف کیس میں ایک کروڑ باون لاکھ سا پچھن اٹھائے کھڑے ہیں اور خون ہی خون پھیلا ہوا ہے اس لئے سب سے پہلے اس رقم کے نام پر بشیر سے کا قتل ہونے والا ہے۔ سجاد حیدر نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ... بشیر سے فرادے کو اس وقت مارا جائے جب وہ جیل جا رہا

جب اس کی سانسیں درست ہوئیں تو ایک دم انھی تھی اور باہر نکلتے ہوئے بولی تم بیٹھی رہو! بھناست وضو کرنے جا رہی ہوں ایک لمحے کے لئے بھی پلید نہیں رہ سکتی۔

اور حیدر مسکرا پڑا اس کی اس لڑا پر۔ پتہ نہیں واپس آ کر کوئی سزا تجویز کرتی لیکن حیدر کو ہر سزا منظور تھی پھر وہ آندھی اور طوفان کی مانند اندر آئی تھی اور سونے پر اپنی سابقہ جگہ بیٹھتی تھی۔

یہ کیا ضرورت تھی۔ وہ سرٹا سرٹا آنکھوں کے درمیان بولی۔

دل کا درد کچھ کم ہوا۔

سالانہ تیسرے لوہر بد معاش۔ خبردار آندہ واپسی حرکت کی۔

سزا سنا زائل اس جرات کی بندہ حاضر ہے۔

دیکھو حیدر۔ میرے پیارے حیدر۔ میں ہر وقت پاک صاف اور باخبر رہتی ہوں اس خدا برتر کی شاہد کرتی ہوں اندر کی خواہشات کو میں نے مارا ہوا ہے یہ سب شادی کے بعد کی باتیں ہیں سو سکتے ہے کہ تم نے اپنے حق میں یہ بہتر کیا ہو لیکن میں تو پلید اور بے وضو ہو گئی۔ میں انسان ہوں تم سے پیار کرتی ہوں میرے پاس دل ہے وہ دھڑکتا ہے لیکن اپنی خواہشات پر اپنے لعل کو قرباں نہیں کر سکتی۔

معافی چاہتا ہوں۔ بہت آگ تھی میرے اندر۔ اب انکی جرات نہیں کروں

گا۔ بس معاف کر دو۔

معاف کر دیا۔ اب بھاگ جاؤ سالے حیدر تیرا امتیاز میرے اندر مٹنے بھر دیئے تم نے۔ اب عبادت کیسے کروں گی۔ چلو لکھو یہاں سے میں اپنے آپ پر کنٹرول کروں۔

اور حیدر مسکرا کر اٹھ گیا اور بلا سے ادب سے سلام کر کے باہر نکل گیا۔

ظالم انسان پورا وجود بلا گیا وہ بڑا کر رہ گئی۔

ہو۔ یا پھر کورٹ کے اندر دھیر کر دیا جائے اور اس پر اتنی گولیاں برسائی جائیں کہ مرتے وقت پولیس کو کوئی بیان نہ دے پائے۔ بریف کیس کے ہاتھ نہ لگنے کے سجاد حیدر کو ہٹکا دیا تھا اور بشرے کا قتل واجب ہو گیا تھا۔ پہلے لاک اپ میں زبردستی کا پروگرام بنایا پھر سوچا کہ سارا فوراً نہ مرا تو بیان اسے نہ مرے گا۔ لہذا اسے گولی مارنے کا پروگرام بنایا گیا کرائے کے قاتل دوسرے شیر سے منگوائے گئے تھے اور چارے پانچ لاکھ میں سودا ہوا تھا۔ سجاد حیدر خود سامنے نہیں آئے تھے یہ سارا پروگرام ان کے خاص آدمی سرانجام دے رہے تھے جب ہر طرف سے تیزی مکمل ہو گئی تو سجاد حیدر نے اپنے آدمیوں سے خطرناک لب و لہجہ میں کہا تھا۔

خبردار مسعود علی غلطی ہم سب کو چھانکی کے بعد سے تک لے جاسکتی ہے اور نہ ہی ہم برداشت کریں گے بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کر دیں گے۔

ادریوں بشرے فراڈیے کے لئے موت کا پروانہ لکھ دیا گیا۔
چھپ پوری پولیس بشرے کو عدالت میں لائی تھی اپنی مکمل تحقیق کے ساتھ بشرے کی طرف سے وکیل تیار تھا لیکن کورٹ کے باہر بیٹے ہی وہ گاڑی سے اترا اس کے سینے میں برست مارا گیا ایک ساتھ کئی گولیاں اس کے دل کے اندر چست ہو گئیں کہ پولیس ہاتھ پاؤں تک نہ مار سکی اور ایک کروڑا جس کے اندر دو آدمی موجود تھے بھاگ نکلے جب تک پولیس کو ہوش آتا گاڑی ٹھکراؤں سے اوجھل ہو چکی تھی انسپکٹر ٹار دونوں ہاتھ مل رہا تھا کیونکہ رانا حفیظ نے اسے کہا تھا کہ بشرے قتل بھی کیا جاسکتا ہے اس کی حفاظت کرنا۔ لیکن انسپکٹر ٹار مار کا کیا تھا۔

اور پھر دوسرے دن کے اخبارات نے بشرے فراڈیے کے قتل کی خبر کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا۔ انسپکٹر ٹار نے تو کل ہی رانا حفیظ کو خبر دے دی تھی سرور قتل ہوتے ہیں یہ روزمرہ کے معمول تھا لوگ ایسی خبروں کے عادی ہو چکے تھے بلکہ ایسی خبر تفصیل سے پڑھتے ہی نہیں تھے۔ پولیس نے یہاں تک لکھا کہ بشرے فراڈیہ پولیس کی کسڈی میں مارا گیا اور پولیس چھ نہ کر سکی اور مجرموں کا کوئی سراغ نہیں لگا سکی۔

مسز رانا حفیظ یہ بری خبر کل ہی تم کو ہم تک پہنچا دینا تھی تاکہ آج اخبار پڑھ کر پتہ چلتا۔

آپ مجھ سے پہلے باخبر تھے اور آپ بہت تیز چل گئے۔

ثبیت آپ رانا حفیظ ثابت آپ۔

میں حاضر ہو رہا ہوں سر

آج سارا تمہارا ہی انتظام کر رہے ہیں اور سلسلہ منقطع ہو گیا پھر آج سے کھنے بعد روزانہ حفیظ حویلی کے دیوانوں میں سامنے موجود تھا۔

بولو کیسے تیز چلے۔

آپ نے بشرے کو مراد کر غلطی کی کیونکہ میرے علم میں پوری بات تھی اسی لئے اس پر ہم لوگوں نے شک نہیں ہونے دیا تھا تاکہ وہ سن نہ کھول دے۔ بری سختی سے ایذا تہ جہادی کی تھیں کہ بشرے فراڈیے کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔ وہ خود حیران تھا کہ ہم لوگ سختی سے تحقیق کیوں نہیں کر رہے سرور آپ کا اپنا آدمی تھا۔ میں بہت محبت سے بریف کیس کا پتہ کر رہا تھا اور اس نے بک دینا تھا۔ میں پھر اندھیرے میں جا پڑا کہ اگر ہم آپ مشورہ تو کر لیتے۔

کون اپنا بے کون پڑا یہ تو وقت ثابت کرے گا رانا۔ ہم واقعی بہت اندھیرے میں ہیں۔

بریف کیس تو عیا۔

او پولیس کے پاس سے یا پھر جیرو کے پاس۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ مرنے والے کے پاس تھا اور نہ جیرو بد وقت میرے کان نہ کھاتے۔

وہ کان کیوں کھاتا ہے۔

اس کا نہیں ہے کہ اگر سجاد حیدر نے اپنی رقم کا مطالبہ کر دیا تو کی ہو گا وہ بری طرح سر پیٹ رہا ہے۔

بیٹھے سر۔ جرد فون پر ہے۔

بند کر دو۔ بند کر دو۔ سجاد حیدر چلا کر بولے۔

کیا ہوا سر... رانا حفیظ موبائل بند کرتے ہوئے بولے۔

اور سجاد حیدر بھر موندے پر بیٹھ گئے انہیں خوف سے پسینہ آ گیا تھا۔

بات کیا ہے سر۔

راہبہ خاتون نے ہمارے کان میں سرگوشی کی ہے کہ تمہارا پیغام ہم تک پہنچ گیا ہے تم کو ہم تک پہنچنے کی ضرورت نہیں۔

نہیں سر۔ رانا حفیظ دنگ رہ گیا۔

ہمارے کان نہیں جکے تھے یا ہم ذہنی مریض ہو گئے ہیں صاف الفاظ میں جیسے موبائل پر فون سنتے ہیں ایسے ہی وہ آواز تھی۔ سجاد حیدر بے پناہ خوف زدہ تھا۔

تو آپ اس قدر پریشن اور چہرہ زرد کیوں ہو گیا ہے۔

تم عجیب ہے مجھے انسان ہو وہ خاتون ہماری مکمل گفتگو سنتی ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ ہم دونوں کیا باتیں کر رہے تھے اگر انہوں نے ویس کو بیٹھنے کے قتل کا بتا دیا تو پھر کیا ہوگا۔

ہمارا کام ایسے کاموں میں دخل دینا نہیں جو پورے ہو خود ہی کاٹ لو گئے نہیں خبردار کیا تھا کہ بریف کس کو بھول جاؤ وہاں خون بکھرا پڑا ہے اور دیکھ لو خون بکھر گیا اور مزید بکھرے گا۔ یہ دوسری آواز تھی اور سجاد حیدر چلا پڑے۔

معاف کر دو۔ پلیز معاف کر دو۔

یہ تمہارا اور قانون کا معاملہ ہے گھبراؤ مت ہماری زبان بند ہے۔

اور سجاد حیدر بے دم دکر موندے پر تک گئے انہوں نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور رانا حفیظ حیرت اور پریشن کے عالم میں سجاد حیدر کی صورت دیکھتے جا رہے تھے جو آنکھیں بند کئے گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

پلیز سر۔ ہوش کیجئے راہبہ خاتون نے کیا کہا۔

ہم اس قدر غافل اور بے خبر رہنے والے انسان نہیں تھے لیکن اس کیس نے ہمیں بوکھلا دیا ہے سمجھ نہیں آ رہی کہ کس پر اعتبار کریں اور کس پر نہ کریں۔ بیٹھنے سے اپنی زبان نہیں کھولنا تھی کیونکہ وہ صاف آپ کو کہہ دیتا کہ تم پولیس لے آؤ۔ اس نے ایک تیر سے دھشکار کئے تھے لیکن آپ نے جلد بازی میں اسے دھن کر دیا۔

چلو قہقہہ تو صاف ہوا پھر ا کے سامنے تو سرخرا ہوئے ایک پھانسی تو جاتی رہی سجاد حیدر برا سا منہ بنا کر بولے۔

رات کو آپ نے گاڑی آدمی بھرا لیا تھا پانی اسے کراس کا کیا ہوا۔

ہاں اماں کا ایک کھینچا فون آیا تھا وہ بہت خوش تھیں کہ پانی پینے آئے انہیں فوراً آرام آ گیا ہے وہ راہبہ خاتون کے ہاں حاضری دینا چاہتی ہیں ان کی آواز خوشی سے کانپ رہی تھی۔

میرا ایمان تھا کہ انہیں آرام آ جائے گا جو بھی راہبہ خاتون کے پاس پہنچا ہے فیض یاب ہو کر لوٹا ہے۔

کمال کی خاتون ہے ماننا پڑ گیا گاڑی میں غریبوں کو سردیوں کے لئے ایک سو ایک رضائیاں بانی جاری ہیں یوری ٹولٹی میں جیسے جشن منایا جا رہا ہو ہم بہت خوش ہیں کہ ہماری اماں جان اس سر میں چلے پھرنے کے قابل ہو گئیں۔

سر آپ کو مبارک ہو۔ بہر کیف جہاں یہ خوشی کی بات ہے وہاں آپ کو راہبہ خاتون کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔

لیکن اس نے بڑی فحش سے پھر وہاں آئے تو منع فرمایا تھا۔

جبرو کے ہاتھ پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔

فون کرو جلدی ملاؤ۔ یہ آدمی بڑے کام کا ہے ہم اسے کسی حالت میں کھانا

نہیں چاہئے۔

تمہارا پیغام ہم تک پہنچ گیا سجاد حیدر تم کو ہم تک پہنچنے کی ضرورت نہیں۔

ایک نسوانی آواز سجاد حیدر کے کانوں میں اتری اور وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

اور حب سجاد حیدر نے آنکھیں کھول دیں ان کا چہرہ زرد تھا۔

ہم برباد ہو گئے۔ رانا۔۔۔ وہ ہمارے تمام قول و فعل سے باخبر ہے کہہ رہی تھی کہ ہم ذاتی معاملات میں دخل نہیں دیتے جو بوؤ کے خود ہی کاٹو گے۔

تو اس میں پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں جب انہوں نے کہہ دیا کہ دخل اندازی نہیں کریں گی تو خوف کس بات کا۔

جبر و کوتاہ دے گی اور وہ میرا بیڑا غرق کر دے گا۔

میرا خیال ہے وہ نہیں مانے گی کیونکہ کہہ چکی ہیں کہ دخل نہیں دیں گے تو وہ اپنے وعدے کا پاس کریں گی اگر تانا، ہوتا تو تاجگی ہوئی اور جبر و آپ تک پہنچ چکا تھا۔

بات تو سہاری مسئول ہے رانا۔۔۔ چلو گئے ہاتھوں جبر و کو فون مارو پیسے بات کئے بغیر فون بند کر دیا تھا۔

رانا حنیف نے بھر جبر و کے سہارا لئے اور بولا۔

سوری جبر و آپ سے بات نہ ہو سکی لیکن سجاد حیدر سے بات کر لیں۔

کیا میں ان کی مرضی کا پابند ہوں۔

پلیز جبر و صاحب۔

ٹھیک ہے رانا صاحب بات کر لیتا ہوں۔

لیجئے سر بات لیجئے۔ رانا نے موبائل سجاد حیدر کو تھما دیا۔

پلو جبر و صاحب آپ کیسے ہیں۔

فرمائیے کیسے یاد فرمایا۔

راجہ خاتون سے اپنی والدہ صاحبہ کے لئے پالی لے کر گئے تھے والدہ کا فون آیا ہے کہ وہ آندہ رست ہو گئیں اور ہم بہت خوش ہیں اس لئے راجہ خاتون کا شکر یہ ادا کرنا

چاہتے ہیں لہذا ہماری طرف سے ان کا شکر یہ ادا کر دیجئے گا۔

شکریئے کی ضرورت نہیں سجاد صاحب ایسے کام شکر یہ وصول کرنے کے لئے نہیں خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں بہر کیف آپ کا پیغام ان تک

پہنچا دوں گا۔ دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔

کوئی بات ہوئی کیا۔

نہیں۔ ارٹل ہے۔ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے اندازہ لگایا جا

سکے کہ اسے ہماری خباثت کا علم ہو چکا ہے۔

اچانک رانا کا موبائل بج اٹھا۔

جی رانا حنیف۔

میں چند منٹوں میں حویلی کے دیوان خانے پہنچ رہا ہوں میرے لئے راستہ

صاف کرا دیجئے۔ یہ جبر و کی آواز تھی۔

ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ رانا حنیف پکارتا چلا گیا لیکن دوسری طرف سے فون بند کر دیا

کیا تھا۔

کون تھا۔ پریشان ہو گئے ہو۔

جبر و ادا کا فون تھا کہہ رہا تھا کہ میرے لئے حویلی کا راستہ صاف کرا دیجئے

میں دیوان خانے آ رہا ہوں اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

کوئی بات نہیں آئے دو ہم بھی دیکھیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اتنا کہہ کر انہوں

نے انٹرکام پر اپنے آدمی کو ہدایات دیں اور انٹرکام بند کر دیا۔

اور پھر پندرہ منٹ بعد جبر و ادا حویلی کے دیوان خانے میں بڑی عزت سے

پہنچا دیئے گئے۔

خوش آمدید سسر جبر و تشریف لائے آپ تو اس انداز سے آئے کہ ہم ڈر سے

گئے۔ چہرہ ڈاکو ڈرتے ہیں جناب سجاد حیدر صاحب اور آپ کے پاس شہر کے ایس پی

رانا حنیف صاحب چوبیس گھنٹے چوکیداری کرنے کے لئے موجود رہتے ہیں جیسے تنخواہ آپ

سے ہی وصول کرتے ہیں۔ جبر و صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا اور سجاد حیدر خفیف سا

سکراتے اور یہی حالت رانا حنیف کی ہوئی تھی وہ دونوں سامنے والے صوفوں پر جب بیٹھ

گئے تو جبر و بولا۔

چند باتیں کھری کھری سجاد حیدر صاحب۔
ہاں کیوں نہیں بولتے۔

یہ شریف انسان جو پولیس کی وردی پہنے کھڑا ہے یوں لگتا ہے جیسے آپ کی ملازمت میں جو میرے ہاں ڈاکہ پڑا اور اس انسان نے اس شریف انسان نے وعدہ کیا کہ جو ریکڑا جائے گا پھر چین پور سے تفتیش کے لئے بشیرے فراڈیے کو یہاں لائے ہیں اور اس سے بریف کیس کے بارے میں معلوم کیا جاتا ہے اور پھر اسے مار دیا جاتا ہے یہ سب کیا ہے۔

کیا کہنا چاہتے ہیں مسز جیرو آپ۔

صرف اتنا کہ بریف کیس یا تو پولیس کے پاس ہے یا پولیس نے آپ تک پہنچا دیا ہے اور اگر میرے دونوں اندازے غلط ہیں تو بریف کیس بشیرے فراڈیے کے پاس تھا جسے اس نے تشدد کے سامنے اقرار کیا تو آپ لوگوں نے بریف کیس حاصل کر کے اسے مراد دیا۔

آپ کہہ چکے یا مزید کچھ کہنا ہے۔ سجاد حیدر مسکرا کر بولے کیونکہ وہ بہت ناراض رہنا چاہتے تھے۔

میرا خیال ہے میں کہہ چکا اور یہی کافی ہے۔

آپ کیا چنا پسند فرمائیں گے۔ آپ مہمان ہیں اور

کچھ نہیں۔ صرف مجھے مطمئن کیجئے جب سے اخبار پڑھا ہے ذہن میں لڑ بڑ ہو گئی ہے۔

ہمارے بھی ہوئی ہے مسز جیرو صاحب۔ اور بشیرے فراڈیے کو کورٹ کے باہر مار دیا اور مارنے والے کون لوگ ہیں۔ یہی باتیں ہم رانا حفیظ سے کر رہے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ راجہ خاتون سے کیوں نہیں معلوم کر لیتے کہ بریف کیس کہاں ہے اور کس کے پاس ہے۔

معلوم کیا تھا۔ لیکن معقول جواب نہیں ملا۔

ہم بھی اس لئے وہاں گئے تھے اور ہم سے کہا گیا تھا کہ چین پور کے کسی گھر کے کسی اندھے کوئیں میں پڑا ہوا ہے اب ہم اسے کیوں تلاش کرتے پھریں۔ سچ بات یہ ہے کہ بریف کیس ہمارے پاس نہیں اور نہ ہی علم ہے کہ کس کے پاس ہے۔ بشیرے فراڈیہ کیس کے لئے کام کر رہا تھا۔

ہم نے صرف اس کا نام سنا ہوا تھا صورت سے آشنا نہیں تھے۔

دیکھئے مسز سجاد حیدر صاحب اگر مجھے کیا یہ معلوم ہو گیا کہ آپ نے مجھے ذہل کر اس کیا ہے تو شاید ہم دونوں کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔

بات اعتماد کی ہے جیرو صاحب اگر اعتماد نہیں تو ہم لوگ سوراختم کر دیتے ہیں۔

کیا مطلب۔۔۔ جیرو چونکا۔

ہمارا مطلب ہے کہ ہم کو آپ سے کام نہیں لینا۔ باقی رہا رقم کا معاملہ تو اس وقت تک چھوڑی جب تک آپ ادا کرنے کے قابل نہیں ہو جاتے۔

اتنی بڑی رقم میرے پاس نہیں اور یہ بات آپ جانتے ہیں کہ میں رقم ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ میں اپنا سب کچھ بیچ دوں تو تب بھی ادا نہیں کر سکتا اس لئے دماغ کو غصہ رکھنے اور کچھ عرصہ خاموش رہنے۔ مجھے بریف کیس تلاش کرنا ہے اگر مل گیا تو آپ کا اور اگر نہیں ملا تو حسب وعدہ آپ کے لئے کام کروں گا۔

نئی بات ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم پر اعتماد کریں اور یہ سمجھ کر اعتماد کریں کہ ہم قدم قدم آپ کے ساتھ ہیں۔

بہرہ کا غصہ خراب نہ ہونے پائے بس اتنا یاد رکھنے گا۔ اتنا کہہ کر جیرو اٹھ گیا اور رانا حفیظ سجاد حیدر کو اشارہ کرتے ہوئے جیرو کے ساتھ ہی باہر نکل آیا۔

دیر کی گئی۔۔۔۔۔ بہت بہتر گفتگو کی تم نے۔۔۔ مجھے پسند آئی۔۔۔ حرامی کا دماغ درست کر دیا آپ نے۔۔۔

مجبوری تھی ورنہ وہ برابر شک کئے جارہا تھا۔

آپ نے اچانک پروگرام بنایا تھا۔
 صرف یہ دیکھ کر کہ آپ وہاں موجود ہیں اس لئے تھوڑی سی آپ کی رہنمائی
 کرنا پڑی امید ہے آپ نے برا نہیں مانا ہوگا۔
 رانا حفیظ سکرایا اور اس نے رابعہ خاتون کی انگلیوں پر ہادی جواہروں نے سجاد
 حیدر کے کانوں میں بطور سرگوشی کی تھی بہت بری حالت تھی اس وقت سجاد حیدر کی رنگ
 زرد تھا اور گڑگڑا کر ان سے معافی مانگ رہا تھا۔
 کیا واقعی رابعہ نے بات کی تھی۔
 کیا رابعہ خاتون کی اس طاقت کو آپ نہیں جانتے۔
 نہیں... مجھے نہیں معلوم کہ وہ اتنی طاقت رکھتی ہے اور نہ ہی انہوں نے کبھی
 ذکر کیا۔

جب سجاد حیدر کے کانوں میں انہوں نے کہا کہ شکر ہے کی ضرورت نہیں ہم کو
 پہنچ گیا اور یہاں آنے کی ضرورت نہیں تو سجاد حیدر کی حالت بہت خستہ ہو گئی تھی اور پھر
 سجاد حیدر نے مجھے بتایا کہ رابعہ خاتون فرما رہی تھیں کہ تمہاری ذاتیات کے بارے میں کسی کو
 کچھ نہیں بتائیں گی کیونکہ ہم کو اجازت نہیں ہے لہذا جو کچھ ہو ذرا کے وہی کچھ کات بھی
 لو گے اور تب سجاد حیدر اس قدر خوفزدہ ہوا کہ گڑگڑا کر معافی مانگنے پر اتر آیا اب وہ آپ
 سے بہت خوفزدہ ہے میرا اپنا ایمان ہے کہ آپ کو کوئی گناہ نہیں کرے گا۔
 اچھی نیند ہے۔ لیکن رابعہ خاتون نے کبھی ہم سے سرگوشیوں میں بات نہیں کی۔
 وہ بہتر سمجھتی ہوں گی۔ ورنہ ان سے کچھ بھی پوچھ نہیں۔ آپ شادی کب کر
 رہے ہیں۔

خدا جانے کب محترمہ مہربان ہو۔

قدرت نے رابعہ خاتون نے روپ میں آپ کو ایک نعمت عطا کر دی ہے۔
 بے شک اس میں کوئی شک نہیں، جیروں سکرایا اور اپنی آڑھت کے سامنے اتر گیا۔
 شکر یہ رانا حفیظ صاحب۔

اد کے خدا حافظ۔ رانا حفیظ آگے بڑھ گیا اور جیروں جیسے ہی اندر داخل ہوا نواز
 ڈوٹر کو کہیں میں بیٹھے پایا اور جیروں مسکرا پڑا۔
 جب ہم نے کہا تھا کہ آ رہے ہیں تو پھر کہاں چلے گئے۔
 اپنے آدمی کو کہہ کر گیا تھا کہ آپ کو عزت سے بخادیں میں آدھے گھنٹے تک
 لوٹ آؤں گا اور آپ گاڑی۔ نہیں آئی۔
 اہا آدمی اندر بازار تک گیا ہے ابھی لوٹ آئے گا کوئی ایرضی پڑ گئی تھی۔
 سجاد حیدر۔ اس نے بولایا نہیں تھا بلکہ اچانک اس کا دماغ درست کرنا تھا جو
 کر آیا۔

بریف کیس کا کچھ پتہ چلا۔ ہمارا مطلب ہے پولیس نے چور کو پکڑا نہیں۔
 ابھی تک پولیس اندھیرے میں ہے جس آدمی رشتہ کیا جا رہا تھا میرا مطلب
 بشرے فراڈیے سے ہے اسے آج کورٹ کے باہر مراد دیا گیا۔
 خبر پڑھ چکے ہیں۔ صرف یہ بتاؤ سجاد حیدر کیا کہتا ہے۔
 میں نے ان پر شک کیا ہے کہ کہیں ذرا کمروانے میں ان کا ہاتھ تو نہیں اور
 اگر ثابت ہو گیا تو اچھا نہیں ہوگا۔
 پھر نیا بولا۔

کچھ نہیں یقین دلاتا رہا کہ دھوکہ دینا اور دھوکہ کھانا پسند نہیں کرتا۔

پکا حرامی کتاب ہے اس کی کسی بات کا یقین نہ کرنا۔

ایک بہت بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی جس کا مجھے بہت دکھ ہے اور نجانے کیوں
 مجھے یقین ہے کہ یہ سجاد حیدر کی حرکت ہے لیکن بریف کیس اس کے ہاتھ نہیں آگا کیونکہ
 وہ بہت پریشان ہے اور بریف کیس بشرے فراڈیے سے اڑا اور پھر مارا یہ۔ یہ
 بتانے سے پہلے کہ بریف کیس کہاں ہے اور سجاد حیدر نے اس خوف سے اتار دیا
 کہ کہیں پولیس تشدد سے زبان نہ کھول دے اور میں ایک اہم بات سوچ رہا ہوں۔
 کوئی بات مسر جیروں۔

شیر و شکر آیا اور ہوتا۔

تصاویر کے قربان کی جاسکتی ہے۔ زائر سکرپا۔

حصہ نمونہ نہیں کر سکتے۔ دیگر سکرپا۔

نواز دگر مستقر آیا تھا اور نہایت ہی مطمئن ہو کر جبرو کے کہیں سے اٹھ گیا تھا اور جبرو کے انتہوس پر ایڈ زہریلی مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔

بعد ہی نراجی سے لوٹ آئی تھی اس کا ماسوں کے ہاں بھی دل نہیں لگا تھا اور دل اس لئے نہیں لگتا تھا کہ ماسوں کے لڑکے نے اسے دیکھ کر گھنڈی آئیں بھرنا شروع کر دی تھیں شازیہ نے اسے سمجھایا تھا کہ اس کی مگنی ہو چکی ہے اور اس کی لومیرن ہونے والی ہے لیکن وہ اس کے باوجود اس پر عاشق ہو گیا تھا اور کراچی میں شادی اس کی وجہ سے بے حد بڑھ ہوئی تھی شاید وہ مزید وہاں رہتی لیکن اس لڑکے کی وجہ سے اس نے کراچی کو خدا حافظ کہہ دیا۔ رابعہ اس سے لپٹ گئی تھیں۔

اسے باجی رونقیں ہی ساتھ لے گئیں اور پھر اتنی جلدی واپسی جبکہ جناب کا پروگرام دو ماہ رہنے کا تھا۔

اور شازیہ دھیرے سے مسکرا پڑی تھی۔

کیسے گزریے شب دروز۔

بور۔۔۔ بہت ہی بور۔۔۔ وہ مدائن عاشق ہو گیا، غیتے پیچھے مجھے دیکھ کر شعر کہتا رہتا تھا اسے بہت سمجھایا کہ بابا میری لومیرن ہونے والی ہے میں نے اپنی پسند کی شادی کرنا ہے لیکن پتہ نہیں کسی کا بنا ہوا تھا کہ اپنی کہتا چلا گیا اور ہو کر رہا۔

آپ نے انجوائے کرنا تھا ایسے کروار مشکل سے ملتے ہیں رابعہ، لی۔۔۔ اچھے میں بازار سے حجازی ٹیکم لوٹ آئیں، دونوں ماں جینی بیٹے سے لگیں۔

تم اتنی جلدی واپس آئیں وہاں سب خیر بہت ہے نا۔

سب تم کو سلام کہہ رہے تھے اور ماسوں تو تمہیں بہت زیادہ یاد کرتے ہیں کہہ رہے تھے جانتے ہی اپنی ماں کو گاڑی میں بٹھاوا۔

حاجا ایگم مسکرائیں اور رابعہ کہنے لگیں کہ میں نے غمی۔

نیمو بہت مدت بعد ہم دونوں اس گھر میں آگیا ہوئی جہاں وہاں جناب کے عاشق بہت پریشان ہیں کہنے لگے شازیہ کا آپ کھٹے تراچی چلے مونا، بات کی ماست ہے کہ انہوں نے مجھے معاف نہیں کیا غریب کی بہت بڑی حالت تھی لہذا میں نے نہیں تسلی دی کہ باجی تیرے مقدمہ میں نکلی جا چکی ہے اور تیری ہی رہے گی اور

میرے پیرو مشد نے بھی مجھے کہا ہے کہ شازیہ سے کہہ کر سب کچھ ختم کر دے انسان کو اس قدر حساس طبیعت کا نہیں ہونا چاہئے دونوں کے درمیان ایک حادثہ تھا جو انجانے میں ہو گیا۔ انسان اپنے جذبات کے ہاتھوں ٹوٹا رہتا ہے لیکن عقل کا تقاضا ہے کہ احتیاط برتے۔ انہوں نے کہا کہ اشعر میاں دنیا کے آخری انسان ہیں جو شازیہ کے لئے کھینچے جا چکے ہیں توڑ۔ کیونکہ آسمانوں پر بیٹے ہیں اس لئے تقدیر کے کاموں میں دخل نہیں دیا جاتا۔

شازیہ پتھوٹ ہوئی تھی صرف مسکرا کر اٹھ گئی تھی۔

مگر سے بہت تھکت گئی ہوں اس لئے غسل کے بعد تھوڑا سا آرام کر لوں۔

جائے آرام نیچے۔ رابعہ مسکرا کر ایک بار پھر بہن کے سینے سے لگ گئی اور یوں دونوں کے درمیان بچائے ہوئے بادل چھٹ گئے۔

نیک چاہے جبر و گھر میں داخل ہوا تھا اور اس وقت شازیہ صحن سے گزر رہی تھی جبر کو دیکھ کر اس نے سر پر دوپٹہ درست کیا اور حیرت سے جبر کو دیکھ کر بولی۔

آپ نے شاید دستک دینا گوارہ نہیں کیا۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ کیونکہ کراچی میں تشریف فرما تھیں ماں جان کو میں نے باغی میں لکھا ہے اور۔۔۔

خیر بھئی دستک۔۔۔ دیا جائے تھی۔

آپ مجھے معاف کر دیں شاید میری پہلی اور آخری غلطی ہے۔

تشریف لے جائے مجھے نہیں معلوم تھا کہ جناب کے پردے چاک ہو چکے ہیں اتنا جہل شازیہ چن کی طرف بڑھ گئی اور جبر دونوں مٹی تلے دفن ہو گیا اس قدر شادی ہوا کہ پھر یہ نہ تھا سکا اس کا دل چاہا کہ واپس لوٹ جائے لیکن اس قدر آگے بڑھ چکا تھا کہ واپسی مناسب نہیں تھی اور وہ اگر آج واپس لوٹ جاتا تو پھر شاید آندہ پاتا۔ لہذا وہ رابعہ کے کمرے تک چلا آیا اور رک کر دستک دے ڈالی جب داخلی دروازے پر دستک نہیں دی تو یہ دروازہ تو دل کا ہے یہاں دستک دینے کی کیا ضرورت ہے تشریف لائے اندر سے رابعہ کی آواز ابھری اور جبر دشر مند بہ سا اندر داخل ہو گیا۔

تو دیر کس بات کی ہے۔

آپ کی..... جب تک آپ بیا کے گھر نہیں سدھارتیں غریب کی اڈلی نہیں اٹھ سکتی۔

اگر شادی نہ کرتے چاہوں تو۔

پھر یہ غریب تمام زندگی بکھڑی بیٹھی رہ جائے گی۔ کیونکہ ماں باپ نے میری طرف دیکھا ہی نہیں اس لئے بہتر ہے کہ مجھے گھر سے نکالنے کے لئے خود تیار ہو جائیں ورنہ..... عمر بیت جائے گی انتظار میں۔

نھیک ہے! شعر سے بات کروں پھر دیکھوں گی کہ کیا کرتا ہے۔

چلو یہ بات مان لی۔ ویسے باقی اشعر سے کچھ مت کہئے گا وہ غریب بہت نوٹ پکا ہے دراصل میں نے اسے اکسایا تھا کہ باجی کو جھکا دو تاکہ اسے اذیت کا احساس ہو اور اس نے جو کچھ کیا میرے کہنے پر کیا۔ غریب مفت میں مارا گیا ہے۔

مطلوم ہے کہ سب شرارت تمہاری تھی اس لئے کچھ دنوں کے لئے کراچی چلی گئی تھی پھر میں نے سوچا اور اس نتیجے پر پہنچی صرف میں غلط تھی اس میں اشعریاں کا کوئی قصور نہیں تھا۔

گلد۔ ابی گلد۔ میں آج رات سکون سے سو سکیں گی کیونکہ جب سے آپ کراچی تھیں تو ہمک سے نیند نہیں آتی تھی اور راجہ اتاکہہ کراٹھ گئی۔

جب اشعر کو معلوم ہوا کہ شادیہ لوٹ آئی ہے تو وہ آفس جانے کی بجائے محبوب نے دروازے پر اسٹند دے بیٹھا دروازے پر آنے والی حاجرہ بیگم تھیں۔

آؤ بیٹے آؤ۔ شادیہ کل ہی لوٹی ہے ڈرائنگ روم میں ہے ناشتہ بناؤں یا جائے۔

کچھ نہیں تیار ہو کر تھر سے نکلے گا تھا تو ملنی نے بتایا کہ شادیہ لوٹ آئی ہیں اتنا کہتا ہوا اشعر ڈرائنگ روم کی طرف بھاگ گیا۔

شادیہ نے اسے دیکھا تو سسکا دی۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ واپس آ گئیں رات بیکتے آنکھیں پھرا گئی تھیں وہ

تشریف رکھئے۔

یہ غلطی ہوئی باجی شادیہ نے محسن میں ٹوک دیا۔

کوئی بات نہیں پوری گفتگو سن چکی ہوں ویسے دیوانہ کی ایسی غلطیاں کروا ذاتی

ہے۔

یار میں بہت شرمندہ ہوں۔ جیرو مہونے پر بیٹھے ہوئے ہوں۔

ختم کیجئے اور یہ بات ذہن سے نکال دیجئے کہ باجی نے کیا کہا۔

اماں شادی کے لئے کہہ رہی تھیں وہ چاہتی ہیں کہ جس قدر جلد ہو سکے بہو کو

گھر لے آؤ۔

باجی کی شادی سے پہلے محسن ہی نہیں۔

کیا ان کے لئے کوئی لڑکا دیکھنا ہے یا میں دیکھوں۔

ان کی مٹکلی ہو چکی ہے بس دیر باجی کی طرف سے ہے۔

کیوں ان کی طرف سے کیوں دیر ہے۔

فرماتی ہیں کہ ابھی سوڈ نہیں۔

لڑکا تو پسند ہے۔

خیر پسند کیا ہے اور ماشاء اللہ میری بھی پسند تھی وہ کہ درمیان میں حساب دور

مئے۔

اب تو یہ بات ہے آپ اسے تیار کریں اور میں اپنی بہن کی شادی بہت دھرم

دھرم سے کروں گا۔

چلے آج بات کروں گی اور ماں سے بھی کہوں گی کہ باجی کو مجبور کرے۔

اب اجازت دیجئے زیادہ دیر نہ بیٹھ سکوں گا۔ اور پھر جیرو چلاؤں گا۔

رات نو بجے راجہ ڈرائنگ روم میں شادیہ کے پاس آ بیٹھی۔

اب کیا ہے۔

وہی پرانی بات۔ جیرو آیا تھا کہہ رہا تھا کہ اماں شادی پر زور دے رہی ہے کہ

بہو کو گھر لاؤ۔

درمیان میں صرف بیس دن تھے اور سب وہ لوگ چلے گئے تو حاجرا بیگم نے شادی سے کہا۔ گھر میں جو کچھ ہے تمہیں معلوم ہے لہذا رقم لو اور بازار جاؤ اپنی مرضی کا سامان لے آؤ۔

مجھے کچھ نہیں چاہئے ماں پیسے بچا کر رکھو۔ مجھے سادہ طریقے سے الوداع کرو۔ جیرو کو فون کر کے راجہ نے بلوایا۔ یہ پہلا فون تھا جو راجہ نے جیرو کو کیا تھا اس بار اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا تھا۔ راجہ است و جیو ملی تھی اور شادی کے بارے اسے بتایا تھا کہ وہی تاریخ کو شادی ملے ہوئی ہے تم سے مشورہ کرنا تھا کہ رات کو ہوٹل میں سیو کرنا ہے یا گھر میں۔

ہوٹل میں ... میں تمام انتظامات کروں گا۔

اور کیا کرو گے ... راجہ مسکرائی۔

کچھ انداز پر فریج پر ... سب میرے ذمے آخر میری بہن ہے شادی۔

میں تمہیں یاد نہیں کر سکتی وضو لٹ جائے گا۔ راجہ شرارت آمیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

شریکہیں کی۔ مجھے تمہارا پیار شادی کے بعد چاہئے۔

اور پھر حجاز بیگم چائے لے کر آگئیں۔

لو بیٹا چائے پی لو۔ تم نے کبھی کچھ کھایا یا نہیں۔

چائے کا شکر ... میں چائے پیتا نہیں البتہ آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

کہو بیٹے راجہ مجھے بتا چکی ہے کہ تم کون ہو۔

میں اس گھر کا ایک فرد ہوں ہونے والا داماد ہوں اور آپ کی بیٹی شادی سے بڑا ہوں اس ناٹے میرا بہت حق بنتا ہے اس گھر پر اور گھر کے افراد پر۔ میں اپنی بہن کی شادی پر جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہوں مجھے روکا نہ جائے اگر آپ مناسب خیال کریں تو میری بہن کو میرے ساتھ بھیج دیں کپڑا زور اور فرنیچر پسند کرے۔

لیکن بیٹے دو نہیں مان رہی کہہ رہی ہے کہ شادی سادہ طریقے سے کی جائے وہ ایک بڑے گھر جا رہی ہے کسی اجڑے گھر کی بیوی نہیں بن رہی۔

صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

آپ سے ایک بات کہنا ہے اشعریاں۔

فرمائیے۔ اشعر کا دل دھڑکا کہ نہایت محترم کیا بات کہہ رہے۔

ایک محاورہ ہے اور بہت پرانا ہے اور درست بھی ہے کہتے ہیں انسان پہاڑ سے گر پڑے تو ایک دن اپنے پاؤں پر گھڑا ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی انسان نظروں سے گر جائے تو زندگی بھر نہیں اٹھ سکتا۔ آپ میری نظروں سے نہیں گریں میں خود اپنی نظروں سے گری ہوں لہذا اب ساری زندگی آپ سے نظریں ملا کر بات نہیں کر سکتی۔

کمال کرتی ہیں آپ۔ کون سی نظریں۔ کیسا گھبراہٹ مہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ ہم دونوں کے درمیان ایک حادثہ ہوا اور بات ختم ہو گئی کہ از کم میں آپ کے بغیر رہ نہ سکتا۔

آپ کی پیشانی کی چوٹ کا کیا حال ہے۔

زخم بھر گیا ہے لیکن چوٹ کا نشان نہ لگیا ہے اور مجھے یہ نشان بہت مزیدار ہے کیونکہ یہ میری دیوانگی کا انعام ہے تمام زندگی یاد رکھوں گا کہ۔ مجبور کو سنا ہے وقت زخم کھل جائے۔

راجہ کے بیروہر شہ نے کہا ہے کہ ہم دونوں کو ماری زندگی کا آغاز کرنا چاہئے اور میں ان کا قسم مان نہیں سکتی ورنہ ابھی میرا شادی کا ارادہ نہیں قائم دو سال تک شادی نہیں کرنا پڑتی تھی۔

میں فون کر دیتے ہوں والدہ کل خیر آجائیں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ تعاون کریں گی اور شادی یہ سکرادنی۔ اشعرا بیٹھتے ہوئے بولا۔

بینک جا رہا ہوں وہیں سے فون کروں گا اجازت دیجئے۔

اور شادی سے صرف سربلا دیا اور اشعر واپس لوٹ گیا سیاہ بادل چھٹ گئے تھے اس کے لئے زندگی کی نئی صبح طلوع ہوئی تھی اور پھر دوسرے دن اس کی والدہ اتنی کمر میں بہت کچھ لکھی تھی۔ سلی اور آبی رفیع بھی موجود تھیں ابراہیم دکان سے آگئے تھے اور بس ہر گھنٹے ماد کی مشورہ ہوئی۔ شادی کو سادہ طریقے سے طے کیا گیا تھا۔

اسے بلوائے۔

اور پھر شازیہ بلوایا گیا۔ وہ جبر و کدو کچے کر سکرانی اور بولی۔

آپ چائے کیوں نہیں پی رہے۔

اس گھر کا پانی بھی اس وقت تک حرام ہے جب تک آپ میری بات نہیں

مانیں گی۔

فرمائیے۔

میرے ساتھ مارکیٹ چلے اور فرنیچر کپڑے زبردستی لیں کیونکہ ایک بھائی

میں کو خالی ہاتھ نہیں بھیجنا چاہیے۔

آپ ہزاروں سال جینیں ہمیں۔ لیکن مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔

آپ کو بے شک ضرورت نہیں ہوگی لیکن ایک بھائی کو تو ضرورت ہے ایک

میں کی خوشیوں کی۔

سوری ہمایا۔۔۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

میں بہت ضدی انسان ہوں میری پیادہ بہن۔ جو کہتا ہوں کر گزرتا ہوں۔

اجازت دیجئے پھر ملاقات ہوگی اور ایک بات مست ہونا کہ تم جبر و داد کی

بہن ہو۔ جبر و داد کی۔۔۔ اور جبر و داد کی بہن سسرال جانے تو خالی ہاتھ جانے میں اپنے

آپ کو گولی نہیں مارلوں گا۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ گیا اور پھر شام کو لونڈا آگئے فرنیچر زاپہ لایا

اور فرنیچر ز دیکھ کر پورے محل کی آنکھیں پھیل گئیں صرف فرنیچر ز ایک لاکھ میں ہزار کا

تھا۔ رابعہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں چار مزدور ساتھ آئے تھے جنہوں نے سامان

اندروں دکھا تھا۔ دوسرے دن رابعہ جبر و کدو کے پاس پہنچ گئی تھی۔

جناب نے یاد فرمایا تھا۔ مزدور نے کہا تھا کہ آپ کو جبر و صاحب آڑھت پر بلا

رہے ہیں۔ رابعہ اپنے مخصوص لباس میں تھی۔

آئیے چلتے ہیں۔ جبر و اٹھ گیا اور چار آدمی جو پوشیدہ تھے دونوں کی نگرانی اور

حفاظت کر رہے تھے۔ جبر و اسے لے کر چولر ز کی ایک بڑی سی دکان پر آیا تھا۔

پسند کرو۔ ایک مکمل میت قیمت کی پروا مت کرنا۔

مجھے پتہ ہے کتنے دل والے ہو۔ رابعہ نے سرگوشی کی اور پھر ایک سیٹ پسند کر

لیا گیا ایک لاکھ اسی ہزار کا تھا۔

رابعہ نے جبر و کے کان میں سرگوشی کی۔

خرچہ کئے جاؤ کون سا تیرے باپ کا مال ہے۔

جبر و نے اسے گھور کر دیکھا۔ دکاندار بڑا سودب تھا کیونکہ خریدار جبر و داد تھا۔

وہ سیٹ لے کر دکان سے باہر آگئے۔

اب کپڑے کی باری ہے ریڈی میڈ لینا ہے کہ سادے۔

دونوں قسم کے۔ رابعہ بولی۔

پھر وہ کھینے کے اندر ان کی شاپنگ ختم ہوئی تین انپچی خریدے گئے جن میں

ایک تھوڑے جوتے تھے ایک اپ کا سامان اور ضروری لوازمات شامل تھے پھر دیا گیا اور ایک

پتہ آپ کے ذریعے رابعہ گھر پہنچی تھی پتہ آپ والے نے تینوں انپچی اندر رکھے اور سلام

نارنگے والیں لوٹ گیا۔ اور جب حاجرا بیگم نے انپچی کھولے اور زیورات کا سیٹ

دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں اور یہی حالت شازیہ کی ہوئی تھی۔ اس

قد ریشمی سیٹ تھا کہ شازیہ نے رابعہ کی طرف دیکھا۔

ایک لاکھ اسی ہزار کا۔ اور پوری شاپنگ پانچ لاکھ چالیس ہزار کی ہوئی ہے

ایک سے ایک بڑھ کر جوڑا بہت گراں جوڑا صرف ستر ہزار کا ہے۔

بہت پاگل ہو گیا ہے یہ شخص شازیہ پریشان ہو کر بولی۔

بھائی ہے تیرا۔ یا گل نہیں ہوگا تو کیا ہوش مند ہوگا۔ رابعہ سکر کر بولی۔

حاجرا بیگم نہ رو سکی تو بولی بڑیں۔

بہن آست دانی ہو۔ نسیم ہوں والی ہو کہ تمہیں جبر و جیسا بھائی ملا۔

اور تیری بیٹی کو شہر شازیہ سکر کر بولی۔

خدا انصیب اچھے کرے۔ وہی شرمیں رکھنے والا ہے میں کس قدر پریشان رہتی

تھی اب دونوں بیٹیاں اپنے گھر والی ہو جائیں گی ایک بہت بڑا بوجھ تھا میرے سر پر خدا

کا شکر ہے کہ قدرت نے عزت آبرو رکھ لی۔ شاید جن بابا کی برکت سے ہوا۔ یا پھر رابع کی دن رات کی عبادت نے کرم نوازی کی اور حیر و جیسا اور اشعر میاں جیسا بیٹوں کا مقدور بنا۔ یہ سب کھیل قدرت کے ہیں۔

اور پھر آجہا دن بعد جب کے جیز کو سجا بنا کر رکھ دیا گیا تو حسب روایت مجھے والوں کو رشتے داروں کو ڈھایا کیا؟ نکلیں ہی پست گئی تھیں۔ سب کی کیا من یا انے سب عنایت کر ڈالی۔ سسکی نے رابع کے کان تک سرگوشی کی اور رابع نے چونک کر اسے گھبرا اور بولی۔

بازار سے ایک ایک چیز خرید لی ہے اور پاسبان کی کٹائی سے خریدی ہے تمام بات سے اب چھو تیار ہے تھے۔

اور انہی پریشان ہو گئی کھلے والوں نے ماجرا عجیب کو سہاگ باوری اور بٹی کے نصیب اچھے سونے کی دعا دی۔ پھر آہستہ آہستہ ارا نگہ دام نالی ہو گیا رات کا آٹھ۔ ایک خوبصورت بونٹ میں کیا کیا اور دلہن کو انہیں سے رخصت کر دیا گیا ہوا رخصتی کی ایک نئی الوداع ہو گئی۔ رابع کہیں کے سینے سے لٹ کر خوب روئی تھی اور تبا تھا کہ میری گت خینوں اور غلطیوں کو معاف کر دے۔

شاذ یہ کے جانے کے بعد گھر میں ایک سناٹا تھا کیونکہ رشتے دار بونٹ ہی سے اپنے اپنے گھروں کو کوچ کر گئے تھے اور گھر میں بچی کو ولوداع کرنے کے بعد ہر خواہش خاموش تھا۔ رابع جا نماز بچھا کر خدا کے حضور سر ہنود بھیجا اور حسین اور ماجرا بیگم اپنے کمرے میں تھے شاذ یہ وہ شعر کاؤں سے کر نہیں سہا تھا اس نے ایک مقامی سونٹ میں کمرہ لے کر سجا یا تھا اور انہوں نے وہیں سہاگ رات سنا تھی جیز کا سامان وہ ان پہلے ہی اشعر کے گھر والے لے گئے تھے۔ پوری کٹی والے تین مہندی اور شادی میں شریک ہوئے تھے۔ بہت دھوم دھام سے شادی ہوئی تھی پورا محلہ حیران تھا کہ ابراہیم نے کیا کچھ نہیں دے ڈالا تھا بیٹی کے جیز میں۔

صبح ہوئی تو رابع تیار ہونے بیٹھ گئی۔ وہ ناشتہ لے کر بونٹ جانا چاہتی تھی لیکن نبھانے کیوں وہ خود ہی رک گئی کچھ سوچا اور مسکرا دی پھر پڑوس کے گھر میں فون کرنے

چلی گئی اس کے پاس بونٹ کا کارڈ تھا۔ پڑوس والوں کی تو قسمت جاگ انھی جب رابع فون کرنے کے لئے پہنچی وہ سب آگے پیچھے بھاگ رہے تھے صدقے اور قربان ہو رہے تھے اور رابع نے نظر اوی تھی پھر اس نے بونٹ کے نمبر لیا۔

پلیئر وہم ٹیمر دن فورنو

ہولڈ کیجئے دوسری طرف سے کہا گیا۔

نیلو یہ اشعر کی آواز تھی۔

سہاگ رات مبارک ہونا شتہ کر پٹے ہو یا لے آؤں۔

نمرہ ہے ہیں۔ کیجئے اپنی باجی سے بات کریں۔

ہاں رابع ابو کیسے ہیں ماں کیسی سے اور تر کیسی ہو۔

صرف ایک ہی رات تو گھر سے باہر ہی بونٹوں پوچھ رہی ہو جیسے سال بیت گیا ہو۔

رابع ہنس کر بولی پھر مزید بولی۔

رات کیجئے نرسی؟

ہواں نہیں۔ ماں اور ابو کا خیال رکھنا میں رات کو گھر آؤں گی اور پھر دوسری صبح گاڈاں چلی جاؤں گی۔

جہاں بھی وہ خوش رہو میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔

سنو رابع پڑوس والہ ہے اشعر کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ جس قدر رشتے داروں کو بلانا چاہیں دعوت دے دیں اور تم اور گھر والے بھی ایسے میں شرکت کریں گے۔

جب رات کو آگئی تو بات کریں تم ناشتہ پیٹ بھر کر کرنا خانی رہنا اچھی بات نہیں۔ خدا حافظ۔ رابع نے فون رکھ دیا اور غکریہ لاکر کے گھر واپس آت تھی۔ پھر رات کو اشعر کے ساتھ آئی تھی وہ غرارہ سینٹ پہنے ہوئے تھی۔ حاجرا بیگم نے اسے سینے سے لگا کر پیار کیا اور رابع مسکرا کر بولی۔

آپ بخیریت ہیں ماں باجی ایک رات میں رنگ روپ کھرا آیا۔

شرر کہیں کی۔

کر دی گوشت تیار کیا ہے ریتا اور سلاڈ شاندار... بس تمہارے بابا گھر آ جائیں تو ایک ساتھ کھانا کھاتے ہیں وہ آگئے... حاجر ایگم مسکرا کر بولیں۔
اشعر نے انہیں سلام کیا اور ابراہیم نے اسے پیار دیا اور بیٹی کو سینے سے لگا کر بولے۔

آخر چھوڑ گئیں، اکیلا۔

آپ لوگوں کو بہت جلدی تھی بابا۔ شاز یہ بولی۔

چلو میں کھانا لگاتی ہوں ذرا تنگ روم میں چل کر بیٹھو۔ حاجر ایگم دانا اور بیٹی کو ایک ساتھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔

پھر سب نے ایک ساتھ کھانا کھایا اور اشعر بول پڑا۔

کل شام کو میرا دلیر ہے آپ جس قدر مہمان چاہیں دعوت دے دیں۔

ہم صرف گھر والے جائیں گے۔ ابراہیم حسین بولے۔ اور یوں یہ فیصلہ بھی ہو گیا ایک مٹھنہ بیٹھ کر اشعر شاز یہ کو لے کر نشست ہو گیا وہ آبی، دھیسہ کے گھر گیا تھا پھر وہاں سے اپنے ہوٹل چلا گیا۔ شاز یہ کی زندگی کا دور قیامت ہو گیا تھا اور راجہ کی زندگی کا دور قیامت تھا اور راجہ آنے والے وقت سے خوفزدہ تھی کیونکہ جیرو بڑے کٹھن وقت سے گزر رہا تھا اس بات کا علم جیرو کو بھی تھا اور راجہ کو بھی جب جیرو اسے ملنے آیا تو دستک پر خود راجہ دروازے تک آئی تھی۔

کیا گھر میں کوئی نہیں۔

سب ویسے میں گاؤں گئے۔

جناب کیوں نہیں گئیں۔

مجھے نماز کے لئے اپنا کمرہ ہی استعمال کرنا ہوتا ہے اس لئے نہیں جاسکی گھر

والے کل کسی وقت لوٹ آئیں گے۔ آؤ ذرا تنگ روم میں بیٹھتے ہیں۔

راجہ جیرو کو لے کر ذرا تنگ روم میں آگئی۔

میرے سوئے جیرو۔ میں تجھ پر قربان۔ میں بہت خوفزدہ ہوں۔

میرے ہوتے ہوئے۔

دشمن بہت زیادہ طاقت ور ہیں۔

معلوم ہے... اور میں بہت محتاط ہوں۔

جیرو... ہم لوگوں کو یہ شہر چھوڑ دینا چاہئے۔

تجھ بزدل لوگ پسند نہیں۔

اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا بنے گا۔

ایک ساتھ نہیں گئے اور ایک ساتھ مریں گے سو سال زندہ رہ کر کیا کرنا ہے

چند لمحوں کی تمہاری رفاقت پوری زندگی پر بھاری ہوگی۔

بہت حوصلہ بڑھا رہا ہے ہو میرا جیرو... لیکن میں زندہ رہنا چاہتی ہوں تیرا پیار

حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ سچ جیرو میرا کس بہت پیارا ہے۔ میری روح بہت پیاری ہے

میں نے ڈھیروں خواب دیکھے ہیں اگر ایک بھی بکھر گیا تو میرا دم اکھڑ جائے گا۔

جانتا تم میرا راستہ کھونا کر رہی ہو۔ یہ سجاد حیدر اور نواز ڈوگر بہت چالاک ہیں

حافظ و رازداری والے ہیں لیکن بزدل ہیں اور بزدل اس لئے ہیں کہ جس قدر بڑا

دولت مند ہو گا اس قدر ہی بزدل حکمید اور اندر سے کھوکھلا ہو گا میں ان کی نفسیات سمجھتا

ہوں سچ بات تو یہ ہے کہ دونوں میرے پاگل ہیں اور دونوں ہی مجھ پر

اعتماد نہیں کر رہے لیکن دونوں اعتماد کرنے پر مجبور ہیں اور جان میں ایکشن لاؤں گا۔

چلیں میرے ساتھ ہے علاقہ میرا اپنا ہے اور پھر میری حفاظت تم کر دو گی۔

میں... وہ کس طرح۔

اپنا مدد دہانیت سے اپنی طاقت سے۔

میں جو کچھ کر سکتی تھی کر چکی سجاد حیدر کو خوفزدہ کر دیا وہ کوئی غلط حرکت نہیں

کرے گا لہذا ڈوگر کو خود سنبھال لو۔

پھر میں ایکشن نہیں لڑتا بالکل الگ ہو جاتا ہوں۔

۱۱: سب انہوں نے پیار کیا کہا کرتے تھے اپنی لیکچر درست کر تو کیا سالا سال ہی نہ کر بات کرتی ہے لیکن میں باز نہیں آتی تھی وہ غریب کہا کرتے تھے کہ تو نے میری زبان بھی اپنے جیسی کر ڈالی، آؤ اب کمرے میں تنہا ہوتی ہوں گھر والوں کو نہیں معلوم کہ وہ الوداع ہو چکے ہیں کیونکہ انہوں نے منع کر دیا تھا تمہیں اس لئے بتا دیا کہ میرے پیچھے میرا جیروں نہ نہیں ورنہ ان دونوں سالوں کو خود گونی مار دیتی۔

کوئی بات نہیں۔ میں ہوں نا۔ سب ٹھیک کر لوں گا اب اجازت دو۔
اگرے پرے کھر میں اکیلی ہوں۔

اس لئے تو جا رہا ہوں تیرے پاس بیٹھنے سے بدن میں آگ سی لگ جاتی

ہے۔

اگر یہ بات ہے تو بھاگ جاؤ تنہائی انسان کی دشمن ہوتی ہے۔ رابعہ سکرائی۔

یہ موبائل لے لو۔ تمہارے لئے لایا ہوں جب چاہو بات کر لینا۔
مجھے موبائل کی ضرورت نہیں۔ میں جب چاہوں جس سے چاہوں بات کر سکتی ہوں صرف اکھاڑے کے لئے یا منظر عام پر نہ آنے کے لئے فون استعمال کرتی ہوں۔
پھر بات کرتی کیوں نہیں۔

تم سے بات کرتے ہوئے بہت کمزور پڑ جاتی ہوں جیروں۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں تیری نسبت میں بہت کمزور پڑ گئی ہوں۔ ورنہ بہت جی دار پھندے باز اور مار دھار والی لڑکی تھی۔

معلوم سوچا ہے مجھے۔ تمہارے بارے مکمل معلومات رکھتا ہوں۔

کر دار ٹھیک ہے میرا وہ اتے گھور کر بولی۔

میں نے کچھ کہا۔ جیروں گھبرا کر بولا۔ پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ مجھے جانا چاہئے

اجازت: جیسے ضروری کام چھوڑ کر آیا تھا۔

آئندہ آؤ تو اپنے تمام کام چھوڑ کر آؤ۔

اس طرح وہ لوگ چین سے نہیں بیٹھیں گے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے دوسرا کوئی راستہ نہیں مر جاؤ یا مار ڈالو۔ جیروں اپنے الفاظ پر زور دے۔ ۱۲: کوئی تیسرا راستہ تلاش نہ کیجیو۔ کوئی تیسرا راستہ۔ رابعہ خود اپنے الفاظ پر زور دے کر بولی۔

کوئی تیسرا راستہ۔ جیروں بڑا پھر خرابیوں کو بولا۔

دونوں کو ڈارینے میں ایک سر جاتے تھے اور اچھا نہیں۔ جیروں نے یہ جیروں نہیں کرتے گا حالانکہ یہ بہت آسان ہے خود جیتے کے لئے دوسروں کی جان لینا یا دیکھنا نہیں مجھے تو اپنے دلوں میں کوئی تیسرا راستہ نکالنا پڑا۔

جتنی جلد دیکھو گے کچھ کرو گے دلوں قابل و متوا کرتے نہیں۔
گھبراؤ مت تیرا جیروں اس قدر ہے اس نہیں ورنہ ہی اس قدر کمزور کہ نہ تو کوئی آسانی سے مر پتہ نہ جائے۔

خدا تجھے اپنی امان میں رکھے جیروں میں ہر نماز کے بعد تیری فیصلہ کی خدا سے دعا مانگتی ہوں۔ بابائی کہتے تھے کہ جیروں پر بہت لعنیں وقت آنے والا ہے اور وہ بھیڑیوں کے درمیان بچنا نہ ہوا ہے اس کی مار لے کر ہے۔
بابائی سے کہو کہ جیروں کی مار لے کر ہے۔

اداب سنی کی عزت نہیں کر سکتے ہو کہ میں دیکھتی ہوں۔ جیروں نے کہا کہ اب انہیں لیکن مجھے بہت طاقت دے سکے ہیں لیکن اس طاقت میں وہاں کی تعلیمی دیکھتی ہے نقصان نہیں۔ میں کسی کا نقصان نہیں کر سکتی ورنہ ہی وہ اپنی طاقت ختم ہو جائے گی اور میں یہ طاقت کمبخت نہیں چاہتی ہوں یہ طاقت کے بعد حاصل کی ہے جیروں بابائی مجھے پھوڑ کر دادی دینا چاہتے ہیں۔

او تو یہ بات ہے میں بھی کہوں کہ مجھے جیروں دہلا دیتی ہے بات کیا ہے اب

پتہ چلا کہ جناب آزاد ہو گئی ہیں۔

میں ان کے بغیر کچھ بھی نہیں میرے باپ تھے وہ بہت پیار کرتے تھے ان غریب سے۔ مکی بار تو میں ان کی جگہ میں سر رکھ کر سہ جاتی تھی ایک جس ہو کر انسان کی

جی بہتر.....

بس ایسے ہی غلامی کرتے رہنے تو جو رو کے غلام کہلاؤ گے۔

پروا نہیں۔ تیری محبت تو ملے گی۔

سالے برباد کر دیا تیرے دو دن کے پیار نے ایک طرف اللہ کی عبادت ایک طرف تیری یاد۔ سب کچھ گنڈ ہو جاتا ہے تو کیا جانے کہ کتنا پیار مگر تیں ہوں تمہیں۔

جاننا ہوں ایسے ہی تیرا دیوانہ نہیں ہوں۔

کاش میرے جیروں میں اسے ہوتے تو مجھے کوئی فطرت نہیں تھا پہ نہیں سالے کو کیا ہوا ایک دم بھاگ گئے۔ کہنے لگے ایک سال کا عمل تو نے تیں سنے میں پورا کر دیا اس لئے ہم جا رہے ہیں اور بھاگ گئے۔

کوئی بات نہیں۔ ان کا وقت پورا ہو گیا ہو گا۔

جیروں میں ان کے بغیر دل نہیں لگتا۔

اچھا ہوا چلے گئے ورنہ ہم دونوں کو پیار کرتے دکھ لیتے۔

بے شرم... رابعہ شرمائی اور جیروں کا گھبراہٹ۔

آگ لگا کر بھاگ رہے ہو سالے۔

اور جیروں کو اس پر ہر وہ چلا گیا وہ سیدھا آدھت پر آیا تھا اور اس بات سے بے خبر کہ دونوں دشمن اکٹھے ہو گئے ہیں۔ ڈوگر اور جیاد حیدر جیروں کو مارنے کا چلان بنا بیٹھے ہیں کیونکہ دونوں اس پر اعتماد نہیں کر رہے تھے۔

دوازی دشمن۔ پرانے عداوت رکھنے والے وہ انسان محبت انگیز طور پر دکھنا ہو گئے تھے نواز ڈوگر نے جیاد حیدر کو اپنے خاص آدمی کے ذریعے پیغام بھجوایا تھا کہ گو ہم دشمن ہیں لیکن ایک جیروں دشمن ہم دونوں کو جان سے مارنے پر تیار ہوا ہے اور وہ ہے جیروں دادا۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم دونوں کو مل لیتا جائے اور پھر دونوں شہر سے باہر پھیلے ہوئی کے ایک کمرے میں ملے تھے دونوں کے آدمی ساتھ تھے کہہ نواز ڈوگر کے نام تک تھا۔

اس قدر بے اعتمادی جیاد حیدر کہ اپنے آدمیوں کی فوج لے کر آئے ہو۔

تمہارے آدمی بھی لابی میں نظر آ رہے تھے مجھے۔

اور نواز ڈوگر مسکرا پڑا اور بولا۔

اعتماد کر سکتے ہو۔

اگر بھوت نہ بولتو تو... جیاد حیدر دوستوں کا دست ہے پہلے تم بات پوری کر لو جس کے لئے ہم بہت مدت بعد پھر اکٹھے ہوئے ہیں کیونکہ کبھی ہم دونوں بہت اچھے دوست ہوا کرتے تھے... جیاد حیدر مسکرا کر بولے۔

وقت کی بات ہے جیاد حیدر... بہر کیف کہتا یہ ہے کہ جیروں خود انکشن لڑنا چاہتا

ہے۔

وہ... جیاد حیدر اچھل گئے۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں وہ ہم دونوں کو ذلیل کر رہا ہے۔

نہیں... جیاد حیدر غیر یقینی انداز میں بولے۔

اگر وہ خود انکشن پر کھڑا ہوتا ہے اسے کوئی پارٹی ٹکٹ نہیں بھی دیتی تو وہ آزاد امیدوار نہ سکتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی۔ لہذا تمہارا ایک کمروں پرچاس لاکھ روپیہ تو حتمی جہنم میں۔ تم بازی ہار چکے ہو تمہاری رقم بھی ڈوب گئی اور وقار بھی لہذا ہم دونوں کو کچھ اور سوچنا ہے کہ بشیرے فراڈیے کی طرح یہ انسان کیسے مارا جاسکتا ہے۔

سرسبز نواز ڈوگر ہم مان لیتے ہیں کہ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں درست ہے لیکن جیروں کا جس بلا کا نام ہے ان کے پیچھے اتنی بڑی ان دیکھی طاقت کا فرما ہے کہ اس وقت جو گفتگو ہم کر رہے ہیں اس تک پہنچ رہی ہے۔

آپ کیسی انہونی بات فرما رہے ہیں جیاد حیدر۔

اور وہ طاقت ہے روحانیت کی۔ رابعہ بیگم جیروں دادا کی ہونے والی بیوی کی۔ جو ہم دونوں کی تمام گفتگو سن رہی ہے۔

ہجاء حیدر آپ کس دنیا میں رہتے ہیں یا بادشاہ یہ جو صدی جاری ہے
چودھویں صدی کہلاتی ہے سائنسی دور ہے کمپیوٹر کا زمانہ ہے جن بھوت کی کہانیاں پرانی
ہو گئیں پتہ نہیں آپ کو کس نے درغا دیا۔

سنئے نواز ڈوگر صاحب ہم کو جب اس حقیقت کا علم ہوا تو ہم نے ایس پی رائے
حفظ سے کہا کہ ایک ماہ قبل ہمارے گھر سے بیرونی کا بیٹ چوری ہو گیا ہے اور وہ سوت
ہمیں مل گیا۔ وہ ایک جیولر کی ذاتی جھوڑی میں رکھا تھا جسے ہماری بیوی نے خرابی
والدہ ماجدہ کو دیا تھا۔ ہماری والدہ ماجدہ کو کھنپا تھا اس خاتون نے پانی دیا جسے پینے سے
انہیں فوری طور پر آرام آ گیا اور ایک دن ہم ایس پی رائے حفظ سے کوئی بات نہ
رہے تھے تو ہمارے کان میں اس خاتون کی آواز ابھری کہ ہجاء حیدر ہمارا شکر یہ ادا
کرنے کی ضرورت نہیں بہر تک تمہارا شکر یہ پہنچ گیا لہذا آئے کی رحمت نہ کریں۔ بس وہ
دن اور آج کا دن ہم سب کچھ بھول گئے۔ اور جیرو کی پرچھائیں سے بھی دور رہنے لگے
اور آپ ہیں کہ اسے قتل کرنے کی بات کر رہے ہیں اس خاتون کو معلوم ہے کہ ہم نے

بشیرے فراڈیے کو قتل کر دیا۔ خدا کی پناہ۔ کتنی خاتون ہے وہ فریادی تھیں کہ ہم ذاتی
معاملات میں دخل نہیں دیتے جو تم نے بویا ہے خود ہی کاٹ لو گے۔ اس نے ہم کو صبح کیا
تھا کہ اپنا بریف کیس مت تلاش کرو وہ ہمیں پور کے ایک گھر کے اندر آتے تھے تو میں پڑا
ہوا ہے اور اس کنویں کے اندر ایک گہرے ڈھانچے میں لاکھ ساپ بچھن اٹھائے کڑے ہیں اور
وہاں خون ہی خون پھیلا ہوا ہے لیکن بے وقوف بشیرے فراڈیے کو مر دیا جسے تب پھر اس
خاتون نے کہا کہ ۔۔۔ صبح کیا تھا تم کو ۔۔۔ کر دیا ایک انسان کا خون۔ اب مزید آگے
مت بڑھنا ورنہ خون ہی خون مجھے میں آئے گا تب ہم اپنا بریف کیس بھول گئے اس
خاتون کے پاس جو روحانی طاقت ہے ایک جن کی عزت ہے جو کوئی بزدل جن ہے اور
یہ بات چودا علاقہ جانتا ہے حیرت ہے کہ آپ کو علم نہیں۔

آپ نے ہم کو خوفزدہ کر دیا مسٹر ہجاء حیدر لیکن یہ سب نظر بندی بھی تو ہو سکتی
ہے آنکھوں کا دھوکہ بھی تو ہو سکتا ہے۔

ہماری والدہ کی عمر اسی سال کی ہے تین سال سے بستر پر پڑی ہوئی تھیں۔
اب خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہے دنیا کا ہر کام کر رہی ہیں۔ یہ بھی نظر بندی
کہلائے گی کیا نہیں نواز ڈوگر صاحب جو کچھ کرنا ہے آپ خود کر لیں ہم آپ کا ساتھ
نہیں دیں گے اگر جیرو خود ایکشن پر کھڑا ہوتا ہے تو ہم خود ہی بیٹھ جائیں گے عزت اور
جان بچاؤ ہے۔ ہم ایکشن پر سخت بھیجتے ہی آپ نے خواہ خواہ ہمارا وقت ضائع کیا ہم جا
رہے ہیں۔

دور ہجاء حیدر رخصت ہو گئے نواز ڈوگر کے لئے یہ ایک نئی کہانی تھی ان کا تمام
یادیں ختم ہو گیا تھا اگر یہ سچ ہے تو جیرو کو پتہ چل جائے گا کہ ہم کیا خطرناک ارادے
رکھتے ہیں ان کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا انہیں اب اپنے گھر کی بجائے رابعہ خاتون کے
ہاں جانا تھا انہوں نے موبائل پر جیرو کا نمبر ڈائل کیا۔
ہم ہیں ڈاگر۔
فرمائیے۔

ہم کو رابعہ خاتون تک پہنچا ہے کیا تم ہماری مدد کر سکتے ہو۔
آپ کو اچانک رابعہ خاتون کی کیوں ضرورت پڑ گئی ڈوگر صاحب۔
بہت قہر کہانیاں سنیں لیکن تم نے ہم کو کچھ نہیں بتایا۔
پورا علاقہ جانتا ہے اگر آپ بے خبر ہیں تو یہ آپ کی کم عقلی ہے ڈوگر صاحب۔
ہم کو گھر نہیں معلوم۔

علاقے کے کسی بھی انسان سے معذوم کر لیجئے آپ کو گھر کا پتہ مل جائے گا اور
جیرو نے خود فون بند کر دیا۔

نواز ڈوگر ٹرپٹا گئے تھے جیرو کا رویہ اچھا نہیں تھا۔ ایک تو وہ ساند اور دوسری
ایک روحانی طاقت اس کی پشت پر جس کا انہیں علم ہی نہیں تھا جب وہ علاقے میں داخل
ہوئے تو ان کے آدمی نے رابعہ خاتون کا ایڈریس معلوم کیا۔ اور کچھ دیر بعد نواز ڈوگر
ایک دروازے کے سامنے کھڑے تھے جہاں آٹھ دس مزید حاجت مند مزید کھڑے تھے

شاید اندر رشت زیادہ تھا۔

حاجرا بیگم نے نواز ڈوگر کو اندر ڈرائنگ روم میں بٹھار دیا۔

آپ تشریف رکھیں آج رشت زیادہ ہے میں اپنی سے آپ کے لئے اجازت لے آؤں۔ حاجرا بیگم انہیں بٹھا کر چلی گئی تھیں۔ بھراؤ کی دایسی دس منٹ بعد ہوئی تھی۔

رابعہ خاتون آپ کو یہیں پر آ کر مل لے گی آپ کو ان کے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں کیونکہ آپ باغیچہ میں ہیں۔

اوسری جلدی میں آگئے۔ بہر کیف ہم انتظار کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر خفیف سو گئے اور حاجرا بیگم انہیں گھورتے ہوئے دایسی کمرے میں ڈوگر اپنے کمرے اور گاڑی میں داخل ہونے سے پہلے ہی بھڑک اٹھے تھے اور انہیں پھر مزید آدھ گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ جب انہوں نے رابعہ خاتون کو دیکھا تو گھبرا کر کمرے سے سو گئے سفید پرانے میں جنہوں جیسے کوئی آسمانی خور ان کے سامنے موجود ہو رابعہ خاتون اپنے مخصوص لباس میں تیسچ لئے دروازے پر کھڑی تھی اور نواز ڈوگر کو تیز نظروں سے گھور رہی تھی ہم سلام عرض کرتے ہیں۔ ڈوگر اس کی نظروں کی چہن کو چیرے پر محسوس کرتے ہوئے بڑبڑا کر بولے۔

مکو اس کرتے ہو۔ ہم پر سلامتی خود خدا بھیجتا رہتا ہے تم ایک درویش کے پاس آئے تو اپنا ناپاک وجود لے کر آئے اور ہم کو خود چل کر تمہارے پاس آنا پڑا لعنت ہے تم پر اور تمہارے ارادوں پر۔ اگر تمہاری ماں کے یاد کو یہ معلوم ہو گیا کہ تم اس کے بارے کیا ارادے رکھتے ہو تو وہ تمہیں کئے کی موت مار دے گا اور تمہیں زمین کے اس قدر نیچے دفن کرے گا کہ وہاں سو سال تک فصلیں پیدا نہیں ہوگی کیونکہ تو اس قدر ناپاک ہے دو سانپ رچتے ہیں اس علاقے میں جو اپنے مناد کے لئے دوسروں کا خون چوستے ہیں اور اس خون کو بہاتے رہتے ہیں۔ بولو کس کام کو لے کر یہاں تک آئے ہو کیا ہم کو آزمانا چاہتے ہو۔ ہماری طاقت دیکھنا چاہتے ہو حرامی بولے۔ جبراً قتل کرنے کا پلان بناتے ہو اور اپنے رقیب سے شیر سے زہر لٹے ہو۔ اور دو غریب ہم سے اس قدر

خوفزدہ ہے کہ انکار کر دیتا ہے اور کچھ سنا ہے ہم سے۔

نہیں بہت کچھ ہے ہم چلتے ہیں۔ ڈوگر گھبرا کر بولے۔

ایک بات کان کھول کر سن لو ہم جبراً کو تمہاری खात کی دکان نہیں بنائیں گے ہمارا کام انسانوں کے اندر نفرت پیدا کرنا نہیں اس اور سلامتی دینا ہے اس علاقے کا ہونے والا ایم این اے جبراً دادا ہے اور یہ بات تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ اس لئے سیدھے ہاتھ پاؤں مت مارنا نقصان اٹھاؤ گے اتنا برا نقصان کہ لاشیں اٹھاتے اور کندھا دیتے تھک جاؤ گے ہم تمہارے آس پاس خون ہی خون دیکھ رہے ہیں۔ جاؤ نکل جاؤ یہاں سے اور آئندہ اپنی منہوس صورت لے کر ادھر مت آنا تم نے بہت وقت ضائع کیا ہمارا۔ بہت حاجت مند محکم میں موجود ہیں۔ اتنا کہہ کر رابعہ واپس پلٹ گئی اور نواز ڈوگر کو جیسے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہو۔ حرامی پلہ۔ یہ تھا القاب جو رابعہ خاتون نے اسے دیا تھا گاڑی تک پہنچتے پہنچتے اس کی حالت غیر ہو گئی۔

حرامی پلہ۔ حرامی پلہ۔ اس کے کانوں میں جیسے کوئی سر دھیں کر رہا ہو۔ گاڑی تیز چلاؤ الو کے پٹھے۔ وہ خواہ خواہ چیخ پڑے۔ شاید ذہنی رو بہک گئی تھی آج تک کسی نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھنے کی جرات نہیں کی تھی چہ جائیکہ اسے ایک لڑکی نے حرامی پلہ کہہ دیا ان کا دماغ خراب ہونا ایک قدرتی امر تھا ان کا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا عقل جراب دے گی تھی۔ جبراً ہونے والا ایم این اے ہے۔ جبراً اس علاقے کا ہونے والا ایم این اے ہے۔

نہیں۔ نہیں۔ ڈوگر اندر سے چیخ اٹھا اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا۔ گھر پہنچنے ہی اس نے اپنے خاص آدمیوں کو فون کیا۔

تم ان۔ جلدی۔ دس پندرہ منٹ کے اندر اندر پہنچو

ڈوگر شاید اپنا ذہنی توازن بیٹھا تھا اور اس نے جو راستے میں فیصلہ کیا تھا برا خطرناک تھا اس نے جبراً اور رابعہ کو قسم کرنے کا پلان بنالیا تھا نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہ حالی طاقت سے وہ زیر تو کر سکتی ہے لیکن کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اب ان دونوں کو زندہ رہنا بہت مشکل تھا ایک جبراً ہی تم نہیں تھا اور پر

سے سونے پر سوھا کر رابہ بیگم سوایر بن کر سامنے آئی تھی اور سب کا ستیا س کرنے والی تھی اگر ان دونوں کو زندہ رہنے دیا تو وہ اپنے دشمنوں کو مار ڈالے گی اس کے آدن خاص آدمی پہنچ گئے تھے پھر جو کچھ ہوا کاٹا حوی میں ہوا اس نے اپنے آدمیوں کو بلند آواز سے حکامات جاری نہیں کئے اور چاروں فطرتاً آدمیوں نے خونخوار انداز میں اپنے اپنے سروں کو اثبات میں حرکت دی اور واپس ٹوٹ گئے۔

دوسری طرف جیرو پونک پڑا تھا اس کے کانوں میں رابہ کی آواز ابھری تھی۔

جیرو بھاگو... ڈوگر نے تمہارے قتل کا سامان کر دیا اس کے آدمی تمہیں مارنے کے لئے چل پڑے میں جیرو بھاگو... جس قدر بھاگو... کتنے ہو بھاگو... وہ حرائی پلتم پر حملہ آور ہو چکا ہے۔

شکر یہ جاناں اپنا گھر بھی بند کر لو... جیرو چیخا تھا۔

تمہاری آواز مجھ تک پہنچ گئی ہے تم اپنی حفاظت کرو۔

خدا حافظ جاناں... جیرو نے اپنی سیٹ چھوڑ دی۔

شریف الدین۔

جی دادا۔

ڈوگر نے مجھے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیج دیئے ہیں میں ڈوگر کے گھر جا رہا ہوں۔

ہوں۔

سوالی میرے پاس ہے اپنے آدمیوں کو سامنے لاؤ۔

اور پھر چند لمحوں بعد جیرو کو خونخوار انسان جیرو کے سامنے کھڑے تھے۔

دورابہ خاتون کی حفاظت کریں گے اور دورابہ کی حفاظت ڈوگر نے ہم نوگوں کو قتل کرنے کے لئے اپنے کتوں کو بھیج دیا ہے رابہ خاتون کو خراش تک نہیں آنا چاہئے اور

دو میرے ساتھ آؤ۔ ڈوگر کے گھر جانا ہے ڈوگر نکلے نہ پائے گاڑی لاؤ۔

ہائیں بازو گلی میں کھڑی ہے آپ ادھر ہی آجائیں۔

شریف الدین آڑھت بند۔ یہاں کوئی آدمی نہیں ہونا چاہئے ادا کے خدا

حافظ۔

جیرو تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا۔

آپ پیچھے بیٹھیں گے سر۔ باقی کام ہم پر چھوڑ دیں ایک آدمی جس کا نام بار تھا بولا اور جیرو نے اس بات کی تعمیل کی گاڑی ایک دم نکلی تھی۔

انہی رات کو اپنا ڈوگر تو دیکھا ہوا ہے۔

یہی سر۔

حقاً رابہ شیار ہو کر لیکن تیز

آپ نے فکر میں سر ہم اپنے کام کو بہتر طور پر جانتے ہیں یہ جانیں آپ پر قربان یہ باہر تھا۔ جو ڈرائیور کے برابر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

گاڑی بڑی تیزی سے ڈوگر کی طرف اڑے جارہی تھی اور پندرہ منٹ بعد ایک خاص مقام پر رک گئی۔

تم اڑاؤ تیرے... ہائیں ہائیں رہو اور اپنے ریوالور تیار رکھو۔ جیرو بولا۔

دونوں چھتے کی پھرتی نے ساتھ پوزیشن میں آئے اور وہ بنگلے کی پشت پر آئے

تھے جیرو نے پورا بھڑکیا تھا لہذا اسے انہی راتے کی فکر نہیں تھی اور جیرو اپنے

دونوں ساتھیوں کے ساتھ ریوالور بھلائی گئی تھی ان میں اترے تھے اور سامنے ڈوگر

بریف کیس اٹھا لے اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا اس نے ڈرائیور کو ہدایات دی۔

رہت ایڑ پر ہات بندہ۔

اس کو سامنے سے کھینچو یہ فرار ہو رہا ہے۔

ہاں اپنے ساتھی کے ساتھ گاڑی کے سامنے آ گیا ان کے ہاتھوں میں ریوالور

پکڑے ہوئے تھے اور ڈوگر گاڑی کے اندر بیٹھتے بیٹھتے رک گیا اس کے چہرے پر خوف

کے تاثرات تھے۔

کون ہو تم لوگ۔

جیرو دادا کے آدمی۔

کیا مطلب۔

تھیں شوٹ کر رہے ہیں۔

پاگل ہو گئے ہو کیا۔ ڈوگر گھبرا کر بولا۔

یہ پاگل ہو گئے ہیں کیونکہ یہ جان مار لوگ ہیں تم نے غلطی سے اپنے کتوں کو آڑھت کی طرف بھیج دیا اور میں نے سوچا کہ تمہیں گھر میں بچوں کو دوسرے آتے ہوئے بولا۔

تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے جیرو۔

رابعہ خاتون کی روحانی حالت کا تم نے غلط اندازہ لگایا تھا شوٹ کر دو۔

نہیں ڈوگر چیخا.... اور ہیک وقت دو دیواروں کی گولیاں اس کے سینے کے

پار ہو گئیں۔

وایسی اسی راستے سے۔ جیرو ۱۱۔

اور دلااری کے راستے قتل آئے اور گاڑی رابعہ خاتون کے گھر کی طرف چل

پڑی تیز بہت تیز کچھ کتے ادھر بھی گئے ہیں۔

آپ بے فکر ہیں ایک بھی بچ کر نہیں جائے گا۔ باہر غرایا تھا۔

اور جیرو نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔

جیرو.... دشمن نے مل کر دیا ہے ہر طرف سے گولیاں چل رہی ہیں.... جیرو

کے کانوں میں رابعہ کی آواز ابھری۔

گھبراؤ مت میرے آدمی تیری حفاظت کر رہے ہیں اور میں بھی پیچھے والا

ہوں۔

جلدی کرو جیرو بہت گولیاں چل رہی ہیں میں اپنے کمرے میں بند ہوں ماں

میرے ساتھ ہے ایسے لگ رہا ہے کہ دشمن زیادہ ہیں۔

گھبراؤ مت آدمی ہوں ان کتوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر دوں گا۔

میں بہت خوفزدہ ہوں جیرو۔

جیرو کی محبوبہ ہو.... تم پر جیرو آج نہیں آنے دے گا آ رہا ہوں۔

آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں سر بار گھبرا کر بولا۔

رابعہ خاتون سے۔ وہاں حملہ ہو چکا ہے اور دشمن زیادہ ہیں اور اپنے آدمی

صرف وہ جلدی کر رہی ہیں دشمن موجود ہیں۔ جیرو تیز لہجے میں بولا اور باہر غریب کچھ نہ

سمجھ سکا۔ گاڑی چلی کے کارز پر رک گئی اور جیرو تیزی سے باہر نکلا گئی میں چھ آدمی اسلحہ

لے گئی کی دیواروں کے ساتھ لگے گولیاں برسا رہے تھے۔

بھون زالو۔ جیرو غرایا۔ اور حملہ آوروں کی نیت سے جب گولیاں ابھریں تو

انہوں نے سر پتہ دوڑ لگا دی تین دیوار پھلانگ رابعہ کے گھر کھس گئے اور تین گلی میں

ذخیر ہو گئے۔

یہ بہت برا ہوا باہر.... جیرو چیخا.... اور سامنے سے ان کے دونوں آدمی

اڑتے ہوئے قریب آ گئے۔

اب کیا کریں سر۔ دشمن مکان کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔

دو دائیں اور دو دائیں والے مکان کی بھت پر چلے جائیں میں دروازے

توڑنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اوسے سر.... باہر کے دروازے بند ہیں انہیں کھلوانا پڑے گا۔

تب جیرو نے اونچی آواز میں کہا۔

گلی والو.... رابعہ خاتون کی زندگی خطرے میں ہے دشمن مکان کے اندر کھس

گئے ہیں باہر چلی میں کوئی نہیں کیا آپ لوگ اپنے دروازے کھول کر ہم کو تحفظ فراہم کر دو

کے تاکہ رابعہ خاتون کو دشمنوں سے بچایا جاسکے۔

ادھر جیرو کی آواز ٹوٹی تھیں ہوئے چہروں نے اپنے اپنے گھر کے دروازے

کھول دیئے۔

اور جیرو کے آدمی رابعہ کے آگے والے مکان کے اندر کھس گئے اور پیچھے

والے مکان کے اندر آدمی کھس گئے۔

گھبرائیے نہیں یہ رابعہ۔ آپ کی رابعہ کی حفاظت کے لئے آپ کی چھتوں کو

آئی۔

باہر بڑی تیزی سے گھڑی کوگی کے اندر تک لے آیا تھا اور راجہ کو گاڑی میں ڈال دیا گیا۔

سول ہسپتال۔ جیرو چین۔ پھر اس نے سوبائل پر ایس پی رانا حفیظ کو مخاطب کیا تھا۔

سنو رانا ڈوگر کے چند آدمیوں نے راجہ خاتون پر گھر پر حملہ کیا تھا راجہ خاتون کی والدہ و سرگھن ہیں البتہ راجہ آخری سانس لے رہی ہے وہ میری گاڑی میں ہسپتال جا رہی ہے سول ہسپتال پہنچو اور ڈاکٹروں کو خبر دینی ہدایات دو۔ شاید راجہ بچ جائے اتنا کہہ کر اس نے سوبائل باز کو پکڑا دیا تھا۔ اور گاڑی بڑی تیز رفتاری سے ہسپتال تک جا پہنچی تھی اور پھر پانچ ریوالوروں کی زد پر ڈاکٹروں کو رکھ کر راجہ کو اپریشن تھیز تک پہنچا دیا گیا۔ ڈاکٹر پولیس سے بغیر آپریشن کرنے سے ہچکچا رہے تھے اور جیرو نے جیسے ہی ریوالور نکالا اس سے آدمیوں نے بھی نکال لیا تھا اور جیرو غرا کر بولا تھا اس کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔

راجہ رانا ڈوگر یہ سب کو مٹی مار دوں گا پولیس کو فون کر دیا ہے وہ پہنچ رہی ہے قبر ٹوٹ اپریشن شروع کر دو ورنہ پورے ہسپتال کو آگ لگا دوں گا اور خوفزدہ ڈاکٹر جب تیار ہو گئے اور دو اپریشن تھیز کے اندر گئے دوسرے ہی لمحے رانا حفیظ اپنے چند ماتحت ملے کے ساتھ جیرو سے ملا۔

راجہ خاتون کس پوزیشن میں ہیں۔

اسے خدا سے بے درگزر دیا ہے رانا بہت برا ہوا ہے وہ چھ تھے اور سب مارے گئے تین ٹینک سے اندر پڑے ہیں اور تین باہر لگی میں مردہ پڑے ہیں۔

ڈوگر کو کس نے مارا۔

ڈوگر کو کیا وہ مر گیا جیرو جیت سے بولا۔

انہیں گھر کے اندر کسی نے گولی مار دی گھر والوں نے پشت کی دیوار سے نیچے اترتے تین آدمیوں کو دیکھا تھا لیکن وہ لوگ ان کی صورتیں نہیں دیکھ سکے۔

استعمال کریں گے جیرو اتنا کہہ کر راجہ کے دروازے کی سائیڈ پوزیشن میں آ گیا۔ اور اونچی آواز میں بولا۔

ڈوگر کے کونو تین ہو اور ہم پانچ ہیں اور تم کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے باہر نکل آؤ میں جیرو اور آدمیوں کو صاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

اچانک کچھ نوجوان گھروں سے باہر نکل آئے جیرو اور آدمیوں کو بولا۔

یاد دہنی کا تیلی یا پٹرول اس دروازے سے گھر کو آگ لگا دو۔

دو تین لڑکے ایک طرف کو دوڑ پڑے جیرو نے دیکھا کہ اس کے آدمی چھتوں پر نظر آ رہے ہیں وہ نیچے راجہ کے گھر میں دیکھ رہے تھے۔

جیرو یہ لوگ دروازہ توڑ رہے ہیں جیرو کے کانوں میں راجہ کی سہی ہوئی آواز ابھری۔

گھبراؤ نہیں میں تمہاری سہی کے قریب ہوں۔

دروازہ ٹوٹ رہا ہے اور آواز اندر آگئے تین نہیں راجہ کی چنگ نکل

گئی۔ اور اندر سے گولیوں کی آوازیں ابھریں جیرو جیسے پاگل ہو گیا وہ اچانک جیرو نے دیکھا کہ چھتوں پر چڑھے ہوئے چاروں اطراف نے نیچے گھن میں چھلانگیں لگا دیں ساتھ

ہی گولیاں چلنے کی آوازوں نے سنا لے کو جیرو نے ایک دروازہ کھلا تھا اور یہ باہر تھا

جیرو نے اندر چھلانگ لگا لی تین اٹیس صحن میں بڑی تیزی سے ٹوٹ کر تینوں آدمی مارے گئے تھے جیرو انہیں نظر انداز کرتے ہوئے راجہ کے کمرے کی طرف بھاگا اور کمرے کا

منظر دیکھ کر جیرو پاگل ہو گیا۔ حاجہ بیگم نے نیچے راجہ پر کی ہوئی تھی اور ان کا ہسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا جیرو نے حاجہ بیگم کو راجہ کے اوپر سے اٹھایا۔ جو سر پھل تھی

البتہ راجہ سانس لے رہی تھی گولیوں سے ابھی تینیں ہوئی تھیں جیرو نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا پھر اسے ہاتھوں پر اٹھا باہر صحن گورتوں اور مردوں سے بھر گیا تھا۔

باہر گاڑی اندر لگی کے اندر لاڈ راجہ خاتون زندہ ہے۔

اور باہر باہر کی طرف بھاگ اٹھا۔ اور جیرو راجہ کو ہاتھوں پر اٹھائے باہر نکل

جیرد کچھ نہیں بولا تھا اور رانا سرگوشیا نہ انداز میں بولا۔

کچھ چھپاؤ مت ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مجھے اس وقت صرف راجہ کی فکر ہے تم جانتے ہو وہ میری زندگی ہے اس لیے جیرد پر بڑا ناز تھا۔

ایس پی رانا حفیظ آپریشن تھیز کے عملہ پہلے گئے اور جیرد اپنے دوستوں سے

راہداری کے دونوں کارز اور ٹرک اور ۱۱ آدمی آپریشن تھیز کی پشت پر پہلے

جا رہے تھے دوسرا دشمن زندہ ہے جیرد کا اشارہ سہا حیدر کی طرف تھا جو موقع سے فائدہ

اٹھاتا تھا اور جیرد کے آدمی فوراً حرکت میں آ گئے۔ رانا حفیظ واپس لوٹ آئے تھے اور

جیرد سے بولے۔ میں نے ڈاکٹروں کو سمجھا دیا ہے اور ضروری ہدایات دے دی ہیں وہ بڑی

تیزی سے اپنے آپریشن میں مصروف ہیں اور آپ اپنے آپ کو قابو میں رکھیں۔ پولیس

انسپشن سے انسپکٹر نے فون کر کے بتایا تھا کہ نوٹس ڈاکٹر نوکھما معلوم آدمیوں نے گولی مار

دی ہے لہذا میں تیار ہو کر اصرار جاری رکھا تھا آپ کا فون آگیا اور میں ادھر چلا آیا۔

راجہ کی کیا پوزیشن ہے۔ زیادہ بات نہیں کرنا ڈاکٹروں سے آپریشن مکمل ہوا ان بات

کرنے سے وہ سربموت ہوتے ہیں۔ اور جیرد خاموش ہو گیا۔

میں تمہیں گولی مار دوں گا سہا حیدر جہاں ہو دیکھ کر سے رہو یہ باہر کی بات

تھی جو بائیں جانب دیواروں سے ٹوٹ چکی تھی۔

ایس پی رانا اور جیرد بڑی طرح چوکے تھے۔

حرام زادے وہ میری بیٹی ہے۔ راجہ خاتون میری بیٹی ہے سہا حیدر کی بیٹی

اور تم ایک باپ کو روک رہے ہو سہا حیدر چلا پڑا تھا۔

آنے والا بار۔ تلاشی لے لو ہم دوستوں پر بھی اعتبار نہیں کرتے۔

جیرد ادا فرمایا تھا اور باہر نے سہا حیدر کی جاسر تلاشی لینے کے بعد اسے جانے

کی اجازت دے دی اور سہا حیدر بڑی تیز رفتاری سے جیرد کے قریب پہنچے تھے۔

اس حادثے کی اطلاع میرے آدمیوں نے دی خدا کی قسم ہم راجہ خاتون کو

ایک نینا سمجھتے ہیں کہ ان لوگ پھنسا تھا جس کی موت آئی ہے۔

ڈاکٹر سے کہتے تھے سب مار دیے گئے راجہ اندر آپریشن تھیز میں ہے۔ اس بار

راجہ حفیظ بولے تھے۔ خدا سے اپنی امان میں رکھو۔ اب ڈاکٹر کا کیا ہوگا۔

سر چکا ہے۔ رانا حفیظ تنقید آمیز لہجے میں بولے۔

اور سہا حیدر کو شدید دھکی جھٹکے۔ داشت کرنا پڑا پھر اس کی زبان خاموش ہو گئی

تھی جیرد مسلسل راہداری میں ٹہل رہا تھا اسے کسی لمحہ بھی چین نہیں تھا ڈاکٹر کو قتل کرنے کا

تلاش کے جیرد پر نہیں تھا جیسے دوسرے واسلے کو جانتا تھا نہ ہو۔ ایک ایم این اے

آئی ہو گیا تھا اور شیر کا ایس پی ہسپتال میں راجہ خاتون کی تندرستی کے لئے بچھیں تھے۔

ایک طرف آپریشن تھیز سے ایک ڈاکٹر بڑھ گیا۔ اور جیرد بڑی تیزی سے اس کے قریب آیا۔

سر جیرد کی پوزیشن بتاؤ وہ ملحق کے بل فرمایا تھا۔

جو کچھ ہم سے ہو سکتا تھا کر گزرے اور مزید کر رہے ہیں دو گولیاں کندھوں

میں اور ایک گولی جو خطرناک ثابت ہو سکتی ہے پھینچے ڈاکٹر گولی نے

ایک تیز حرکت کا مظاہرہ کیا ہے بڑے سلیقے سے پوند کاری کی ہے اس وقت انہیں مصنوعی

طور پر آگے بڑھنا ہے یہ بات یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ خطرے

سے باہر ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر جیرد کی آواز میں پیش قدمی۔

خدا پر بھروسہ رکھنے ہم نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اب کدھے میں دونوں

گولیوں نے انہیں نقصان نہیں پہنچایا جس قدر نقصان پہنچے گا گولی نے کیا۔ بس

گر بیان سے بے خبر نہ ہوں۔

الو کے پٹھے پٹھے بتاتے کیوں نہیں۔

چیز گر بیان چھوڑے عرصہ کا سانس ہوا ہو چکا ہے اور اللہ ہم بہترین کی طرف بلا رہے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں اس ہسپتال کے تمام سینکڑا ڈاکٹر مریدانہ کے سر پر کھڑے بہتر سے بہتر ترکی کوکشن میں مصروف ہیں۔ ڈاکٹر نام لکھے ہیں ہلا وہ نیچے ا جیسے ہوش میں آ گیا اور اس نے ڈاکٹر کا کمر جہاں تھوڑا سا بڑا کمر مسکرایا تھا اور خیرا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ہلا۔

ہم پوری تندی سے کوکشن کر رہے ہیں اور خدا سے امید رکھتے ہیں کہ خدائی کوکشنیں بار آور ہوگی سانس بہتر بنایا ہے میں خود پھر انکشن لینے جا رہا ہوں تاکہ وہ ٹھیک نہ آجائیں۔ ہم ہر طرح سے خیال رکھ رہے ہیں وہی ملک میں ایسے خطرناک لوگ موجود ہیں جو جعلی انکشن اور نمکین تیار مارتے ہیں یہ کام میں کئی نرس ڈھلے کے کسی فرد سے بھی کروا سکتا تھا لیکن رسک نہیں لے رہے۔

سوری ڈاکٹر ویری سوری۔ جیرو نام بولایا اور ڈاکٹر مسکراتے ہوئے مجھے بڑھ گیا۔

جیرو سجاد حیدر اس نے قریب آجئے اور جیرو نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور وہ بولے۔

نیرا ایمان ہے کہ رابعہ اپنی کو چھو نہیں ہو گا اور یہ بات میرے اندر سے نکل رہی ہے۔ میں تمہارے خلاف تھا۔ میں تم پر اشتباہ نہیں کرتا تھا تمہیں متکھانہ پہنچانے کے طریقے سوچتا تھا۔ لیکن رابعہ اپنی نے مجھے مرے پاؤں تک بدل دیا میری سوچیں بدل دیں میرے جیسے کا انداز بدل دیا۔ مت میرے بارے میں سوچو رابعہ میری بیٹی ہے۔

اس لئے ابراہیم حسین لڑنے کا پتا رابعہ کی میں داخل ہوا اور جیرو نے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔

یونی کی میت کھر چھوڑ کر آیا ہوں۔ میری بیٹی کیسی ہے جیرو بیٹے۔

ایک باپ کی آواز نرہ برانداز تھی۔

دشمن وار کر گئے۔ سب کو مار ڈالا میں نے اور رابعہ زندہ ہے ماں جان نے اس کی موت کو خود سینے سے لگا لیا وہ مری نہیں اپنی بیٹی پر قربان ہوئی ہے۔ وہ شبیہ زونی ہے۔ آپ نہ جائیں رابعہ بہتر حالت میں ہے ماں جان کو اس وقت آپ کی ضرورت ہے۔

کیا میں اسے دیکھ نہیں سکتا۔ ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھ نہیں سکتا۔

اور انتہائی گمبہاشت وارڈ میں ڈاکٹروں کے زیر نگرانی میں ہے اور پہلے سے حالت بہتر ہے۔ آپ گھر جائیں میں یہاں ہوں گا۔ جیرو نے ابراہیم حسین کو دلاس دیا اور ابراہیم حسین کا قیمتی نرزی ننگوں کے سہارے والی لوت مٹا کر ایک باپ کی آنکھوں میں آنسو ڈھرا۔ ہوتے تھے اپنی بیٹی کی میت سے اٹھ کر آیا تھا بیچارہ اندر سے نوت جینا تھا جیرو نے ایک گہری سانس لی اور وقت تیزی سے بیتا چلا گیا رات کے آٹھ بج رہے تھے سب ابراہیم حسین دوبارہ آ گیا۔ جیرو نے فوراً انہیں سہارا دیا۔

جیرو رابعہ کو ہوش آیا کی نہیں۔

ابھی نہیں۔

میں کی ماں کو الوداع کرنا ہے وہ اپنے سفر پر روانہ ہونے والی ہے کیا وہ ماں کو نہیں دیکھے گی اسے الوداع نہیں کر سکے گی۔

وہ اہل وقت کچھ نہیں کر سکتی آپ ماں جان کو الوداع کر دیجئے اس عظیم عورت کو سیر و خاک کر دیجئے اور ہاں شادی آگئی۔

براہ حال ہے اس کا ساتھ آ رہی تھی لیکن میں نے اسے قہری دے کر روک دیا۔

ایٹھا لیا آپ نے بہت اچھا کیا اب آپ تخریف لے جائیں۔

اور ابراہیم حسین پھر والی لوت گیا۔

اور پھر وہی بج گئے نہ تو ایس پی، ہاں سے بنا اور نہ ہی سجاد حیدر اپنی جگہ سے

بٹے دونوں خاموش خدا کے حضور دعا گو تھے وہی ڈاکٹر بھر باہر نکلا تھا۔ اس کے

ہونٹوں پر ایک قاتمانہ مسکراہٹ تھی جیرو نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔

آپ کو مبارک ہو آپ کی رابعہ خطرے سے باہر ہے ان کا سانس نارمل ہو گیا

ہے اور ہم لوگوں نے آئیں اتار دی ہے اور خون کی بوتل بھی اتار دی ہے۔
بوش کب آئے گا اسے۔

وہ ہم نے خود انجکشن لگا رکھے ہیں ابھی انہیں بوش میں نہیں لایا جا سکتا۔ خطرہ ہے۔ ویسے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کی جان کو اب کوئی خطرہ نہیں۔
اور سب نے دیکھا کہ یہ جیسا مفلوج دل نرودے کا مالک انسان فرشتہ پر خدا کے حضور تہجد پڑھ گیا۔ ایس بی اور عباد حیدر آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے اور پھر چہرہ اٹھا تھا اور اس نے عباد حیدر کی طرف بڑے غصہ سے کہہ دیا تھا کہ دیکھتا تھا اور کہتا تھا۔
عباد حیدر کسی قدر جلدی ہو سکے۔ ایس بی نے چار اور ہم سے گویاں دوڑ رہا تھا۔ ہم نے ملاحظہ کی جان کے صدمے نہیں سمجھ سکے۔ چار انہیں معاف کیا اور نہ چار اور نہ۔
درگت تم تھے۔

جان لے لو جیرو۔ اپنی ان بیٹی کی خاطر ہم اپنی جان دے سکتے ہیں۔
لیکن تم یہاں سے چلے جاؤ کہ شکر کرو کہ رابعہ فطرت سے باہر ہے۔
اسے کچھ ہو جاتا تو سب سے پہلے غولی میں تبار سے بیٹے میں مارے لیکن خرچ کئے۔
اور عباد حیدر نے سر جھکا لیا تب ایس بی رونا حفظ ہو لے۔
سر آپ جائیں۔ آپ کا کافی وقت ہے لیا۔ چرائی پتہ مان ایس شاید
آپ کے چلے جانے میں آپ کی بھرتی ہو۔
اور پھر عباد حیدر مجبوراً چلے گئے۔
حرام زادہ دو غلام انسان سمجھیں شیرتے فرمائے گئے تھے کے جرم میں اندرون
کیا تو کچھ نہ کیا۔ رانا حفیظ بڑا رائے تھے۔
ادھر ڈاکٹر زبیر مسکن انداز میں رابعہ کے کمرے سے آ جا رہے تھے ایک ڈاکٹر
نے جیرو سے کہا۔

اگر آپ انہیں دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں لیکن کوئی آواز پیدا نہیں کریں
گے۔

شکر یہ ڈاکٹر۔ جیرو بولا۔ تب اس نے رانا حفیظ کی طرف دیکھا اور رانا حفیظ
بھی جیرو کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ سامنے بیرونی دیواری گہری خیمہ میں سورہی تھی خون

اور رائے اتار دیے گئے تھے اور رابعہ کو بوتل کا لباس پہنا دیا گیا تھا اس کے سینے تک
نفیہ چار۔ جیرو بھی اور وہاں طرف سر کے گہری خیمہ میں سانس لے رہی تھی۔ اس کا
سینہ تار رہا تھا۔ اس کی سانسیں ہموار چل رہی ہیں۔ ایک ہندی ڈاکٹر اس کے قریب ہی
کری ڈالے موجود تھی اور دو ڈاکٹر اندر بیچ پر موجود تھے جیرو اپنی رابعہ کو بڑی گہری
نظر اس سے دیکھ رہا تھا پھر ایک دم باہر آیا رانا حفیظ بھی باہر آ گئے تھے رات کے بارہ
تھا۔ جے تھے کہ برآمدے کے کارنر سے ابراہیم اور شازیہ کے وجود ابھرے تھے اور
جیرو ایک دم قیام ہو گیا تھا۔ ان کی پشت پر اشعر میاں بھی تھے جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ
رہے تھے۔

جیرو آگے بڑھا اور شازیہ کسی کی پٹنگ کی مانند اس کے سینے سے آگئی۔
بب۔ جیسا ایسی خوشی تم نے مجھے دی کہ پورا گھر ماتم کدہ بن گیا ہاں چلی
تھی۔

مم۔ جیرو خدا کو شاید یہی بہت منظور تھی آؤ بہن کو دیکھ لو جیسے خدا نے
دوسری زندگی دی ہے آؤ۔ ادھر سامنے کمرے میں آؤ لیکن کوئی آواز پیدا نہ کرنا وہ
بہت گہری خیمہ سولی ہوئی ہے۔

اور پھر چار افراتفری کا قافلہ رابعہ کے کمرے میں پہنچا۔ جیرو باہر چلا گیا تھا شاید
اس منت تک وہ تینوں افراد اندر رہے پھر باہر نکل آئے۔
بسیا یہ سب کیا ہوتا تھا۔

ماں جان نے رابعہ کی موت کو اپنے گٹھے لگا لیا اور رابعہ نے میری موت کو
اپنے گٹھے لگا لیا۔

اور تم نے چھ انسان مار ڈالے۔
چھ نہیں سات اس حرام زادے کو بھی جس نے حملہ کر دیا تھا۔ جیرو کی آنکھوں

آفس میں ہیں۔ کسی بھی ایمرضی کی صفورت میں واپس آ سکتے ہیں ایسے
مریض داخل ہے انجکشنوں کے زیر اثر گہری خند سو رہی ہے میں یہاں موجود ہوں آپ
آرام لیجئے بہت تھک گئے ہو گئے۔

شکر یہ آپ بہت مہربان ڈاکٹر ہیں۔

ڈیوٹی پر ہوں۔ اور ڈیوٹی ایسے ہی سرانجام دی جاتی و انتہا بہرہ کرد و مسکرائی اور
تیلج پر بیٹھ لی اور برائے دل لالچہ جیرو کو خبردار کر رہا تھا کہ رابعہ ہوش میں آئے دانی ہے
رات کے آٹھ بج رہے تھے ایڈی ڈاکٹر چائے بولا دانی تھی تھرموس میں چائے تھی۔
آپ چائے پیس گئے سر۔

عادۃ نہیں شکر یہ۔

اور بھر رابعہ نے آنکھیں کھول دیں سب سے پہلی نظر اس کی جیرو پر پڑی اور
جیرو اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

جیرو اس کے ہونٹ لرزے اور اس نے اپنے ارد گرد کے ماحول کو دیکھا۔
لیڈی ڈاکٹر اس کے سامنے آنکھڑی ہوئی تھی۔

نئی ڈاکٹر تھی آپ کو مبارک ہو نیا محسوس کر رہی ہیں آپ ڈاکٹر بولی تھی۔

جیرو رابعہ کے بچہ ہونٹ لرزے۔

جان جیرو تم پر قربان۔

میں۔ سچ لگتی ہوں کیا۔

دور دیکھیں سب سے گئے چھ آدمی جو حملہ آور ہوئے اور وہ الو کا منہ نوڈر ڈوگر
اس کو بھی مار ڈالا میں نے۔

ماں نہیں ہے۔

سب ٹھیک ہے۔

ٹھیک کیسے ہو سکتا ہے سب وائیاں پیس تو وہ میرے اوپر گر گئی تھیں۔

وہ اپنی بیٹی پر قربان ہو گئی تھیں بہت عظیم ماں تھیں۔

میں خون اور لہجے میں درندگی تھی۔
اور اب تم ٹیبل چلے جاؤ گے۔ شاید یہ سوالی نشان میں گئی۔

مناہٹ پر آجوں کا کہہ کہ حملہ آور مرنے والے تھے میں نے خوانی ہونے
والی بیوی کو تحفظ دیا پورا حملہ آوار تہمت تھی وہ سب بھاگ بھاگ نہیں ہو گا پیسے میں
بہت طاقت ہے اوپر سے لے کر نیچے تک سب خیرہ ہوں گا۔
اور شاید یہ ہے جس سے وہ بڑی بیرونی پجرات سینے سے لگانا اور اشعر سے
بولا۔

اشعر میاں بابا اور تار یہ کو گھر لے جا دیں سب ٹھیک ت۔

اور اشعر میاں شاید یہ اور ابرار نہیں کو لے کر واپس لوٹ گیا۔

رانا صاحب آپ سچ ہوئے سے پہلے میرے لئے ایک اچھا آئین تیار کریں
اور میں نے خود اپنے آپ کو پولیس کے والے کیا۔ حملہ آوروں سے میں نہیں جانا
ڈوگر کو کسی نے مارا مجھے نہیں سم۔ اس وقت میں دھڑلے گھر کی حفاظت کر رہا تھا آپ
میری بات کو سمجھ رہے ہیں نہ سر۔

نہیں سر۔ سب جھٹ ہوں۔ میں بی رانا حنیف پہلی بار گئے تے مسکرا رہا تھا
جس پر جیرو نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

سب خیریت ہے۔ آپ بے فکر ہیں میں نے کیا کرنا ہے مجھے معلوم ہے
اب اجازت دیجئے صبح آؤں گا آپ کو عدالت میں لے جانے کے لئے۔

جیرو نے سر ہلکا دیا اور ایس بی رانا حنیف رفعت ہو گئے اب جیرو اتھا رہ گیا تھا
وہ سیدھا رابعہ کے کمرے میں چلا آیا تھا باہر کو اس نے کمرے کے باہر پہرہ پہنے کو کہہ
دیا تھا لیڈی ڈاکٹر بہت خوبصورت عورت تھی اس نے خود کو کرسی سے آزاد کر دیا اور وہ
کرسی جیرو کو دے دی۔

آپ یہاں تشریف رکھیں مریض کو کسی وقت بھی ہوش آ سکتا ہے۔

باقی ڈاکٹر کہاں ہیں۔

پلیز انکشن..... بہت بہتر ہے آپ کے لئے آپ کچھ دیر کے لئے سو جائیں۔
لیڈی ڈاکٹر نے مسکراتے لبوں سے رابعہ کو بازو میں انکشن لگا دیا اور جیرو کہہ رہا تھا۔

ماں ایک عظیم عورت تھی شہید ہوگئی اپنی بیٹی پر قربان ہوگئی سیدھا جنت میں مقام بنالیا اس نے کیا تم سن رہی ہوں۔

تم..... میں سن رہی ہوں..... جیرو..... تم..... تم بہت دیر سے آئے تھے تم بہت دیر سے آئے..... تم..... اور وہ گہری خند میں پھر اتر گئی۔

فکر کی بات نہیں ہم نے خود سلا دیا ہے تاکہ وہ اس حالت میں صدمے کو برداشت کرنے کی اپنے اندر قوت ارادی پیدا کر سکے لیڈی ڈاکٹر مسکرا کر بولی اور جیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ تمام رات صبح ہونے تک جاگتا رہا پھر نو بجے ایس پی رانا حفیظ آگیا اور جیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا کہ سب خیریت ہے۔

چنانچہ گاہے گاہے انتظامات ہو گئے ہیں آپ کے ساتھ کوئی ساتھی نہیں تھا آپ جہاں تھے اور رابعہ خاتون کو ملنے کے لئے آئے تھے رانا حفیظ بولے ٹھیک ہے جو آپ بہتر سمجھتے ہیں کر لیجئے۔ اتنا کہہ کر جیرو نے لیڈی ڈاکٹر کی طرف دیکھا جو گھر جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

آپ کے بعد جو ڈیوٹی پر آئے اس سے کہہ دیجئے کہ جیرو نامی نوجوان کپڑے تبدیل کرنے گھر گیا ہے تاکہ وہ مریضہ کو بتا سکے۔

آپ سہ فکرمند ہو جائیں۔
شکریہ..... جیرو بولا اور ایک الوداعی نگاہ بے خبر سوئی رابعہ پر ڈالی اور باہر نکل گیا۔

اسے جلدی ہوش آگیا تھا اور اپنے سامنے باپ بہن اور اشعر میاں کو دیکھا تھا۔

ماں..... رابعہ کے ہونٹ لرزے اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں جیرو نے اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ لیڈی ڈاکٹر نے انہیں کام پر اپنے ساتھی ڈاکٹروں سے کچھ کہا اور وہ ڈاکٹر فوری طور پر اندر آ گئے اور رابعہ پر جھک گئے۔ انہوں نے رابعہ کی دھڑکن چیک کی پانچ منٹ تک اس کا چیک اپ کرتے رہے پھر مطمئن ہو کر جیرو سے دیکھ ڈاکٹر بولا۔

آپ نے کوئی بات کی۔
ماں..... مریضہ اپنی ماں کے بارے پوچھ رہی تھی جو میں نے بتا دیا کہ وہ اس دنیا میں نہیں۔

او..... یہ تو صدمے والی بات تھی۔ ڈاکٹر اتنا کہہ کر پھر رابعہ کی طرف متوجہ ہوا۔

رابعہ..... پلیز رابعہ بات کرو۔
پلیز اس وقت اگر مریضہ بہتر پوزیشن میں ہے تو صرف مجھے بات کرنے دیجئے جیرو بولا۔

آپ بات کیجئے جناب آپ کو کس نے روکا ہے۔
رابعہ..... پولو رابعہ..... اپنے جیرو سے بات کرو۔

انکشن..... لیڈی ڈاکٹر بولی۔
یس انکشن کی ضرورت ہے اور انہیں سلا دیا جائے۔ دوسرے ڈاکٹر بولا۔

اور تب رابعہ نے آنکھیں کھول دیں آنسوؤں کا سمندر بند تھا اس کی آنکھوں میں وہ دیکھ رہی تھی۔

جیرو..... جب وہ لوگ دروازہ توڑ رہے تھے تو میں نے اپنے پیرو مرشد کو آواز دی ان کا عمل بھول گئی خوف سے کچھ یاد نہ رہا اور انہوں نے دروازہ توڑ دیا۔

اور میں نے سب کو مار ڈالا۔ ماں جان کا اور تمہارا بدلہ لے لیا تم اب ذہن پر زور مت دو۔

ماں..... کہاں ہے۔ وہ اپنوں کو دیکھ کر پھر رو پڑی۔

ہماری ماں جنت میں چلی گئی ہے رابعہ۔ شہید ہو گئی ہے وہ بہت جلدی تھی اسے اپنی بیٹی پر قربان ہونے کی۔

اور رابعہ نے آنسو بھرے کندھے پر بند کر لئے۔

جبرہ بھی کہاں ہیں رابعہ۔

پتہ نہیں رات بھر تو نہیں تھے۔

وہ لباس تبدیل کرتے میٹھے ہیں ابھی دس منٹ قبل ہی تو میٹھے ہیں قریب گھڑا

ڈاکٹر مسکرا کر بولا بھر مزید بولا۔

آپ کیا کچھ بہتر محسوس کر رہی ہیں ورنہ فیروز تو نہیں۔

کچھ پیٹا چاہتی ہوں ڈاکٹر ہونٹ بہت خشک ہو رہے ہیں۔

اور تب اشعر نے شاپر سے سیب کا جوس نکالی تو اس کے ہونٹوں سے لگا

دیا جسے پینے کے بعد اس نے اپنے آپ کو بھر پایا۔

ہوا کیا تھا۔۔۔ شازیہ بولی۔

تقدیر..... کے کھیل نزلے اب بیا بیا ڈول کر گیا ہوا۔ میں یہ کچھ ہونا تھا جو ہو گیا۔

جن بابا نے کوئی مدد نہیں کی۔

وہ وادی جنات چلے گئے ہیں ورنہ یہ حالات نہ ہوتے شازیہ کراہ کر بولی۔

جوس اور لے لو..... اشعر بولا۔

نہیں ابھی طلب نہیں۔ اتنا سہہ کر رابعہ نے آنکھیں بند کر لیں۔

آپ انہیں انار کا جوس دیں اور ہم انہیں ڈرپ وگا رہے ہیں ڈاکٹر بولا۔

جبرہ اس قدر دور کیوں ہے۔ رابعہ بڑھوائی پھر خود اکی چومک پڑی اور سات لٹل

اس کی نگاہوں میں گھوم گئے اور وہ سمجھ گئی کہ عدالت میں ہوگا۔

اشعر اس کے لئے انار کا جوس لینے چلا گیا اور ابراہیم نے بیٹی کی پیشانی پر

بوسہ دیا۔

خدا تجھے اپنی امان میں رکھے بیٹی۔

آپ بابا تنہا ہو گئے بڑا دکھ ہے مجھے ماں کے اچانک پکھڑ جانے پر۔

سب خدا کے کام ہیں جس نے آتا ہے اس نے جانا ہے بیٹی..... ابراہیم حسین

نہایت سے بولے۔

اور پھر جبرہ آ گیا۔ جبرہ پورے گیارہ بجے آیا تھا وہی کپڑے تھے جو اس نے

نہیں رکھے تھے وہ مسکرایا تھا۔

حنانیت ہو گئی میرا وکیل بہت ہوشیار تھا جج صاحب کو بھی اس نے خرید لیا کہا

تھا کہ روپے میں بہت طاقت ہوتی ہے۔

اور رابعہ نے آنکھیں بند کر لیں۔

پھر شازیہ کہہ کر اٹھ گئی کہ گھر میں افسوس کرنے والے آ جا رہے ہیں چار بجے

پھر تو نہیں گئے اتنا تھک کر اس نے رابعہ کو بوسہ دیا اور وہ سب لوٹ گئے۔

اسے آنکھیں کھول کر جانیں۔

نور رابعہ نے جب آنکھیں کھولیں تو آنسوؤں کا ایک سمندر بند تھا ان میں.....

ڈاکٹر ادھر آؤ..... جبرہ بولا۔

اور ڈاکٹر تیزی سے قریب پہنچا۔

میں میڈ پر بیٹھ کر مرینہ کو اپنے سینے سے ٹیک دینا چاہتا ہوں۔

آئیے ادھر بیٹھئے۔ میں ٹیکے سے بید کو اونچا کرتا ہوں آپ پشت پر بیٹھ سکتے ہیں۔

اور پھر پانچ منٹ بعد جبرہ رابعہ کو پشت سے سینے سے لگائے ہوئے تھا اور

رابعہ آنکھیں بند رکھتے ہوئے تھی۔

تھک سکون ملا۔

ہوں..... رابعہ نے بنگارا بھرا۔ اور جبرہ نے رابعہ کا سر اپنے شانے پر ٹکا دیا۔

جبرہ..... رابعہ جیسے دور بہت دور سے بولی ہو۔

ہوں..... بولو جان بولو کیا کہنا ہے۔

باباجی نے بہت پیچھے اس خون خرابے کی طرف اشارہ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ

ہر نماز میں جبرو کے لئے خدا سے دعا کیا کرو مجھے اس وقت جبرو مرشد اور اپنی ماں بہت
یار آ رہی ہے۔

جب ہسپتال سے فارغ ہو گئے تو میں تمہیں سیدھا ان کی قبر پر لے جاؤں گا۔
سالا بے ایمان بد سحاشی رابعہ ایک دم رو پڑی اور جبرو نے محبت
سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

روتے نہیں اسی کا نام زندگی ہے۔

بد سحاشی چھوڑ دو مجھے اس شہر میں نہیں رہنا میں بابا کو ساتھ لے کر کسی دوسرے
شہر میں منتقل ہونا چاہتی ہوں۔
جو ختم دو گی بھالائوں گا اب روتا نہیں ایسا بوک میں تمہارے آنسوؤں
میں بہہ جاؤں۔

تب رابعہ نے جبرو کا ہاتھ سینے سے بنایا اور ہاتھ میں لے کر اسے ہونٹوں تک
لائی اور اسے چوم لیا
سالا پاگل۔۔

اور جبرو مسکرا دیا۔۔ اور اسی لمحے سجاد حیدر پھولوں کا گلہ ستے لئے اندر داخل ہوا اور اس
نے دو محبت کرنے والوں کا عجیب منظر دیکھا اور خاموشی سے بھول رکھ کر باہر نکل گئی۔